A SHORT HISTORY OF THE

# CHRISTIAN CHURCH OF THE FIRST FIVE CENTURIES

# تواریخ مسیحی کلیسیا

۳۳ء تا ۶۰۰ء

کرسچن نالج سوسائٹی
انارکلی - لاہور
S. P. C. K. LAHORE
1956

# فہرست مضامین

# تواریخ مسیحی کلیسیا

## پہلا باب

### پہلی صدی کی رسولی کلیسیا

جب ہمارا خداوند یسوع مسیح اپنی صلیبی موت سے تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ دینے کے بعد زیتون کے پہاڑ سے آسمان پر چلا گیا۔ تو اُس نے اپنے پیچھے ایک سو بیس شاگردوں کا ایک چھوٹا سا گروہ چھوڑا تاکہ وہ یروشلیم۔ تمام یہودیہ اور سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک اُس کا گواہ ہو۔ ان ایک سو بیس[۱] شاگردوں کے علاوہ کنعان کے دوسرے شہروں اور قصبوں میں بھی خداوند کے اور شاگرد موجود تھے۔ چنانچہ ا۔کرنتھیوں ۱۵ : ۶ میں مذکور ہے۔ کہ خداوند مسیح جی اُٹھنے کے بعد ایک موقع پر پانچ سو سے زیادہ بھائیوں پر ظاہر ہوا۔ اور غالب ہے کہ اور بہتوں پر بھی ظاہر ہوا ہو۔

یہ ابتدائی شاگرد پاک، بے تعصب اور روحانی کلیسیا کے اوّلین اثر کا سبب تھے جنہوں

[۱] اعمال ۱ باب

نے تمام دُنیا میں پھیل کر ہر قوم اور ملت کے مردوں اور عورتوں کو مسیح کے گلّے میں شامل کیا۔ ہمارے خداوند نے جو رائی کے دانہ کی تمثیل[۱] دی ہے ٹھیک اُس کے مطابق کلیسیا جڑ پکڑ کر اور پھیل کر ایک بڑا شاندار درخت ہو گیا ہے جس نے اپنی شاخیں دُنیا کی حدوں تک پھیلا دی ہیں۔ اور سب کے واسطے پناہ اور حفاظت کی آرام گاہ کا دروازہ کھول دیا ہے نیز خمیر[۲] کی مانند اس کی تاثیر آہستہ آہستہ مگر مستقل طور پر ہر جگہ آدمیوں اور قوموں کی زندگیوں کو پاکیزہ اور صاف کرنے اور مضبوط بنانے کے واسطے ہوتی رہی ہے۔

ابتدائی شاگرد اکثر غریب اور ناخواندہ تھے۔ اُن کے پاس وہ سہولتیں جو آج کل مشنریوں کے پاس ہیں بہت کم تھیں۔ اُن کی کوئی کمیٹی یا سوسائٹی نہ تھی جو مشنری کام کے لئے روپیہ وغیرہ جمع کرتی تاہم وہ بڑی دلیری اور استقلال کے ساتھ انجیل کی منادی کرنے کو نکلے۔ اور تین سو برس کے عرصہ میں رُومی سلطنت کو مسیحی کر لیا۔ اور رُوس۔ فارس۔ آرمینیا۔ عرب اور ہندوستان میں مسیحی کلیسیا کی بنیاد ڈال دی۔

خداوند مسیح کے فرمان کے بموجب شاگردوں کا یہ چھوٹا سا گروہ یروشلیم شہر میں رہا جو عید پنتیکوست کے موقع پر رُوح القدس سے مسح ہو کر الٰہی قوت سے ملبس ہوا۔ اُس وقت سے کلیسیا نے اپنے الٰہی اُستاد اور بانی خداوند یسوع مسیح کی گواہی دینی شروع کی اور اس بات کی منادی کی کہ یسوع ہی مسیح اور کل دُنیا کا خداوند اور نجات دینے والا ہے۔ عموماً رسولوں نے خصوصاً پطرس رسول نے خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے پر ایسی مؤثر اور پُر زور گواہی دی کہ پہلی ہی منادی سے تین ہزار اشخاص مسیح پر ایمان لائے اور بپتسمہ پا کر کلیسیا میں شامل

[۱] متی ۱۳ : ۳۱۔۳۲ [۲] متی ۱۳ : ۳۳۔

ہوئے۔ اس کے بعد پطرس کی منادی سے اور بھی بہت لوگ خداوند پر ایمان لائے چنانچہ مردوں کی تعداد قریباً پانچ ہزار ہو گئی۔[1] چونکہ کلیسیا میں الٰہی زندگی تھی اس واسطے یہ بڑھتی اور ترقی کرتی گئی۔

ایسی بڑی کامیابی کو دیکھ کر شیطان گھبرا گیا اور مقابلہ کرنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے اس نے یہودیوں کو کلیسیا کی مخالفت میں ابھارا کہ باہر سے اس پر حملہ کریں اور پھر حننیاہ اور سفیرہ کو دھوکہ بازی میں ڈالا۔ اگر فوراً ہی اس دھوکے بازی کی سزا[2] ان کو نہ دی جاتی تو کلیسیا کے واسطے یہ اندرونی حملہ بھاری خطرہ کا باعث ہوتا۔ اگرچہ کلیسیا پر اندرونی و بیرونی حملے مخالفت میں شروع ہو گئے مگر کلیسیا کی ہمت اور حوصلے میں کسی طرح فرق نہ آیا بلکہ کلیسیا دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔ یہودی سردار اور حاکم اگرچہ بہت سختی کرتے تھے مگر یہاں ان باتوں کی کسی کو پروا نہ تھی۔ خوشی سے سختی اور بے عزتی کی برداشت ہوتی تھی۔[3] باوجود اس مخالفت اور ایذا رسانی کے خدا کا کلام پھیلتا رہا۔ اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا۔ اور کاہنوں کا بڑا گروہ اس دین میں شامل ہو گیا (اعمال ۶: ۷)

شروع میں مسیحی یہودی شریعت کی پابندی کرتے اور یہودیوں کے ساتھ ہیکل میں عبادت کرتے تھے۔ لیکن تاہم عشائے ربانی گھروں میں عمل میں لایا کرتے تھے۔ اعمال ۲: ۴۶۔ چونکہ یہودی عبادت ان کی روحانی بھوک کو نہ مٹا سکتی تھی۔ اس لئے خداوند مسیح کے صعود کے چند ہی ہفتوں کے بعد انہوں نے مسیحی کلیسیائی زندگی کو یہودیت سے بالکل جدا کر دیا۔ چنانچہ جو کلیسیا قائم ہوئی اس میں تین خصوصیتیں تھیں:۔

[1] اعمال ۴: ۴ [2] اعمال ۵: ۱-۱۱ [3] اعمال ۵: ۴۱



(۱) **عبادت عام**۔ پس جن لوگوں نے کلام کو قبول کیا وہ روٹی توڑنے اور دعا مانگنے میں مشغول رہے۔ اعمال ۲: ۴۲۔

(۲) **مشترکہ ایمان**۔ وہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں مشغول رہے۔ اعمال ۲: ۴۲۔

(۳) **مشترکہ زندگی اور خدمت**۔ یہ زندگی ایک دوسرے سے محبت کرنے اور باہر والوں کے سامنے گواہی دینے کی تھی۔

ابھی تک کلیسیا میں رسول ہی خدمتگار تھے۔ وہی سب دینی خدمات انجام دیتے تھے۔ بپتسمہ، عشائے ربانی اور دینی تعلیم لیکن جب شاگردوں کا شمار زیادہ ہو گیا تو نئے کارندوں یعنی مددگاروں کی ضرورت محسوس ہونے لگی سو اس ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے کلیسیا نے سات آدمیوں کو جو نیک نام اور روح القدس سے بھرے تھے چنا اور رسولوں نے ان کو اس عہدے اور خدمت پر مقرر کیا۔ کہ غریبوں، بیماروں اور بیواؤں کی خبرگیری کریں۔ اور حسب ضرورت خیرات ان کے درمیان تقسیم کریں۔ ان کا نام ڈیکن رکھا گیا۔ اور ان کا کام خدمت تھا لیکن یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کلام کے سنانے کا اختیار اور بپتسمہ دینا بھی شامل رہا۔ اعمال ۶: ۱۰ و اعمال ۸: ۵ و ۱۲ و ۳۸ و ۴۰۔

قابل غور ہے کہ یہ تمام ڈیکن جو انتخاب کئے گئے۔ تمام یونانیوں میں سے تھے۔ اور ان میں سے ایک بھی یہودیوں میں سے نہ تھا۔ جس سے مسیحی کلیسیا نے شروع ہی میں ظاہر کر دیا کہ کس طرح سے بڑھ رہی ہے۔ اور آئندہ اور وسیع ہونے والی پیغام بر بھی ہے اور ان کا نقطۂ نگاہ یہودی کلیسیا سے جس میں سے وہ نکلی ہے زیادہ وسیع ہے۔ اور یہ بھی دکھا دیا کہ ان کا پیغام تمام قوموں کے لئے ہے اور تمام لوگوں کے آدمیوں کو اس گروہ میں داخل ہونے کا حق حاصل ہے۔

ان میں سے استیفان نام [1] نہ صرف میزوں کی خدمت کرنے میں مصروف تھا۔ بلکہ انجیل کی خدمت یعنی منادی میں بھی ایسا غیرت مند اور سرگرم نکلا کہ یہودی اُس کی مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور یہاں تک اُس کی مخالفت کی کہ اُسے پتھروں سے مار کر شہید کر دیا۔ اس مبارک شہید کی شہادت کے ساتھ ہی تمام کلیسیا کی ایذا رسانی شروع ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسیا اور بھی بیدار اور سرگرم ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی پیدا ہو گیا کہ ہمارا کام صرف یروشلیم ہی میں منادی کرنا نہیں ہے بلکہ سامریہ۔ یہودیہ اور دُنیا کی انتہا تک انجیل کا پیغام پہنچانا بھی ہمارا فرض ہے ✦

کلیسیا کا یروشلیم ہی میں نہ کر انجیل کی خدمت کرنا اس خطرہ کا باعث تھا کہ وہ اپنے اصلی فرض کو بھول جاتی۔ کہ اُس کا کام دُنیا کی حدوں تک نجات کی خوشخبری دینا ہے لیکن استیفان کے شہید ہونے پر جو ایذا رسانی شروع ہوئی۔ اس سے مسیحی تمام یہودیہ اور سامریہ میں پھیل گئے۔ اور وہ جہاں کہیں بھی گئے کلام کی منادی کرتے رہے۔ سامریہ میں بہت سے سامری فلپس [2] کی منادی سے مسیحی ہو گئے۔ اُسی کے وسیلے حبش کی ملکہ کنداکے کا وزیر حبشی خوجہ مسیحی ہو گیا۔ اسی طرح اور مسیحی شمال کی طرف دمشق اور انطاکیہ اور مغرب کی طرف کپرس تک پہنچ اور فینیکے میں پہنچ کر کلام کی منادی کرنے اور خداوند یسوع کی نجات کی بشارت دینے لگے۔ اور خداوند کا ہاتھ اُن پر تھا۔ اُن لوگوں کی منادی سے بہت سے لوگ ایمان لا کر خداوند کی طرف رجوع ہوئے۔ پس وہ چھوٹا سا پودا جو پنتیکوست کے دن یروشلیم میں لگایا گیا وہ بڑھا اور بڑھتا گیا جس کی شاخیں دُور دراز ملک میں غیر قوموں تک پھیل گئیں ✦

[1] اعمال باب ۷: ۱-۰ ✦ [2] اعمال ۱۱: ۱۹-۲۰ ✦ [3] اعمال ۱۳: ۱-۲ ✦



اس ایذا رسانی کے باعث پہلی دفعہ مسیحی ایمان کی منادی ملک کنعان کے باہر ہوئی۔ اعمال ۱۱: ۱۹ - ۲۱ ✦

انطاکیہ میں پہلی دفعہ غیر قوموں میں خوشخبری کی منادی ہوئی اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔ اعمال ۱۱: ۲۰ و ۲۱ و ۲۶ ✦

اُس وقت تک تو انجیل کی خدمت کا کام زیادہ تر یہودیوں ہی میں ہوتا رہا لیکن اب وقت آ گیا کہ آسمان کی بادشاہی کی منادی بغیر قومی تمیز کے سب میں کی جائے۔ اس خدمت کے واسطے رُوح القُدس ایک شخص کو تیار کر رہا تھا جو اپنی علمیت۔ غیرت اور دینداری کے سبب اِس خدمت کے قابل تھا۔ یعنی ساؤل جو بعد میں پولُس رسُول کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ جوان بہت ہی سرگرم اور جوشیلا فریسی تھا جس پر دمشق کے راستہ میں زندہ مسیح ظاہر ہوا جبکہ وہ دمشق کے مسیحیوں کو ستانے اور گرفتار کرنے جا رہا تھا۔ مسیحی ہونے کے بعد انطاکیہ کی کلیسیا میں خدمت کرتا اور اُسے تقویت دیتا رہا۔ یہاں اُسے الٰہی فرمان پہنچا کہ جا کر غیر قوموں میں انجیل کی بشارت دے۔ سو وہ برنباس اور مرقس کو ساتھ لے کر اپنے پہلے مشنری سفر پر روانہ ہوا۔ اور کُپرس۔ پسدیہ کے انطاکیہ۔ اکونیم۔ لُسترہ۔ دربے اور گلتیہ کے شہروں میں منادی کرتا پھرا۔ اور ان سب جگہوں میں اُس نے کلیسیائیں قائم کیں۔ ان کلیسیاؤں میں یہودی اور غیر قوم ملے جُلے تھے۔ رسُول پولُس نے ان کلیسیاؤں میں ایلڈر یعنی بزرگ مقرر کیے اور واپس انطاکیہ میں آ کر کلیسیا کو اپنے دورے کا تمام حال سُنایا کہ کس طرح خُدا نے غیر اقوام کے واسطے ایمان کا دروازہ کھول دیا [1] ✦

اگرچہ بہت سے یہودی مسیحی یہ مانتے تھے کہ نجات کے واسطے مسیح پر ایمان

[1] اعمال ۱۳ اور ۱۴ باب ✦

لانا ضروری ہے تو بھی اِس کے ساتھ اُن کا یہ خیال تھا کہ موسیٰ کی شریعت کی پابندی بھی لازمی ہے۔ لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ بہت سے غیر اقوام کے لوگ مسیحی ہو گئے اور پولُس نے اُن کے واسطے شریعت کی پابندی نہیں رکھی۔ تو انطاکیہ میں اُن یہودی مسیحیوں نے اس بات پر جھگڑا کھڑا کر دیا۔ مقدس پولُس کو اس بات میں بڑا خطرہ نظر آیا۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ مسیحی ہونے کے واسطے موسیٰ کی شریعت کی پابندی ضروری ہے تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ صرف مسیح نجات کے واسطے کافی نہیں۔ اور مسیح کی صلیب کے سوائے شریعت بھی ضروری ہے[1]۔

اِس خطرناک غلطی سے بچانے کی خاطر اور اِس صداقت کو کہ کوئی اِنسان خُدا کے سامنے شریعت سے راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ صرف یسُوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے ثابت کرنے کے لئے رسُول نے گلیتہ کی کلیسیا کو خط لکھا اور معتبر قاصدوں کے ہاتھ روانہ کیا اور خود انطاکیہ کی کلیسیا کے ایلچیوں کے ساتھ یروشلیم کو روانہ ہُوا کہ رسُولوں سے اس مشکل مسئلہ کی نسبت فیصلہ کر کے فتویٰ حاصل کرے۔ سو اس مشکل کو حل کرنے کے واسطے یروشلیم میں سنہ ۵۰ء کو سب سے پہلی کونسل فراہم ہُوئی۔ جس کا میر مجلس خُداوند کا بھائی مقدس یعقُوب تھا۔ یروشلیم میں پولُس رسُول کے خیال کی کیسی قدر مخالفت تھی۔

اس مسئلہ پر بخُوبی غور و فکر کے بعد کونسل نے فیصلہ کر کے یہ فتویٰ دیا کہ موسیٰ کی شریعت کی پابندی نجات کے واسطے ضروری نہیں۔ سو اُن لوگوں کو جو غیر قوموں سے مسیح پر ایمان لائیں شریعت کی پابندی پر مجبور نہ کیا جائے۔ کیونکہ نجات صرف خُداوند مسیح کے فضل سے ہے نہ کہ شریعت کے کاموں سے۔ لیکن اس

[1] گلتی ۵: ۲-۴۔



کے ساتھ ہی اس بات کی تاکید کی۔ کہ بُتوں کی قربانیوں کے گوشت۔ اور لہُو اور گلا گھونٹے ہُوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کریں[1]۔ یہ فیصلہ لکھ کر کلیسیاؤں کی طرف روانہ کیا گیا۔ جس سے غیر قوم مسیحیوں کو بہت تسلی ہُوئی۔

سنہ ۵۱ء میں پولُس رسُول سیلاس اور تمطاؤس کو ساتھ لے کر اپنے دوسرے مشنری سفر کو روانہ ہُوا۔ اور فروگیہ اور گلیتہ کی کلیسیاؤں میں جو اُس نے قائم کی تھیں دورہ کرتا ہُوا تروآس تک پہنچا۔ جہاں اُس نے رات کو ایک رویا دیکھی۔ کہ ایک مقدونی آدمی منت کر کے اُس سے کہتا ہے۔ کہ مقدونیہ میں آ کر ہماری مدد کر۔ سو اس رویا کو دیکھ کر رسُول اپنے ساتھیوں کو لے کر یورپ میں داخل ہُوا۔ گو ہر طرف اُس کی بہت مخالفت ہُوئی۔ تاہم اُس نے فلپی۔ تھسلنیکے۔ بیریہ اور کرنتھس میں کلیسیائیں قائم کیں۔ کرنتھس سے اُس نے پہلے اور دوسرے خط تھسلنیکے کی کلیسیا کو لکھے۔ پھر شروع سنہ ۵۴ء میں یروشلیم سے ہوتا ہُوا انطاکیہ کو گیا۔ یہاں سے اسی سنہ میں اپنے تیسرے مشنری سفر کو روانہ ہُوا اور اڑھائی برس تک افسس کو ہیڈکوارٹر بنائے رکھا۔ یہاں اس کے قیام اور منادی کا یہ نتیجہ ہُوا کہ افسس کی دیوی ارتمس جو دُنیا کے سات عجائبات میں شمار کی جاتی تھی۔ حقیر اور بے قدر ہونے کے خطرہ میں پڑ گئی۔

افسس سے پولُس رسُول نے اپنا پہلا خط کرنتھیوں کے نام لکھ کر طیطس کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد خود بھی کرنتھیوں کی کلیسیا کی ملاقات کو روانہ ہُوا۔ اور سنہ ۵۶ء کی سردیوں میں کرنتھس پہنچا۔ تاکہ اُن تفرقوں کو جو اُس کی غیر حاضری میں پڑ گئے تھے مٹائے۔ جہاں سے اُس نے رومیوں کے نام پر خط لکھ کر کنخریہ کی فیبے کے ہاتھ روانہ کیا۔ اور چندہ کے کام کو بھی ختم کیا جو وہ یہود

[1] اعمال ۱۵: ۱-۲۹۔

کے غریب مسیحیوں کے واسطے جمع کر رہا تھا۔ بس چندہ کو لے کر وہ یروشلیم کو گیا۔ پولوس رسول کے اُس تعلق کے سبب جو وہ غیر اقوام سے رکھتا تھا۔ یروشلیم کے یہودی اُس سے سخت ناراض ہو گئے تھے۔ اور اُس پر حملہ کر دیا۔ مگر کلاڈیس لوسیاس رُومی حاکم کی مدد سے وہ اُن کے حملہ سے بچ گیا۔ اور قیصریہ کے گورنر (نائب سلطنت) فیلکس کے پاس پہنچایا گیا۔ جہاں وہ دو برس تک قید رہا۔ آخرکار اُس کا مقدمہ قیصر روم کے پاس روم میں بھیجا گیا۔ وہاں وہ اپنے مُدعیوں کے حاضر ہونے تک ایک کرایہ کے گھر میں نظر بند رہا۔ مگر اس عرصہ میں مسیحی کلیسیاؤں سے نامہ و پیام جاری رکھا۔ اسی جگہ سے اُس نے فلپیوں کُلسیوں۔ افسیوں۔ اور فلیمون کے نام پر خط لکھے۔ اس وقت پولوس بڑی جانفشانی کے ساتھ روم کے مسیحیوں کو تعلیم دیتا رہا اور کلیسیا کو قائم کیا ۔

انہی دنوں میں مُقدّس پطرس بھی روم میں آ کے جا ملا۔ وہاں اُنہوں نے مل کر کلیسیا قائم کی۔ ۶۲ء کے شروع میں رہا ہونے کے بعد پولوس رسول نے ایشیا کوچک کی کلیسیاؤں کا پھر دورہ کیا۔ یقین غالب ہے کہ اُس نے ہسپانیہ کا بھی دورہ کیا جہاں سے واپس آ کر اُس نے افسس میں تیموتھیس کو بشپ مقرر کیا۔ (تیمتھیس ۱:۳)۔ پھر طیطس کو ساتھ لے کر کریتی کو گیا۔ اور مقدونیہ سے تیموتھیس کو پہلا خط لکھ کر روانہ کیا جس طرح اُس نے افسس میں تیموتھیس کو بشپ مقرر کیا ویسے ہی طیطس کو کریتے کا بشپ مقرر کیا اور ہدایت کی کہ بزرگوں (ایلڈرمین) کو مقرر اور کلیسیا کے انتظام کو مکمل کریں۔ رسول نے طیطس کی ہدایت اور حوصلہ کے واسطے ایک خط لکھا۔ لیکن طیطس کی ملاقات کرنے سے پیشتر ہی دوسری دفعہ رسول گرفتار ہو گیا۔ اور قید کر کے روم پہنچایا گیا

۱ طیطس ۱:۵ ۔



گیا۔ تیموتھیس کے دوسرے خط میں رسول نے اُسے تاکید کی کہ روم میں آ کر اُس سے ملے لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ خط اُسے ملا یا نہیں۔ لیکن ۶۶ء میں قیصر نیرو کے سامنے مقدمہ کی پیشی ہو کر اُس پر موت کا فتویٰ دیا گیا اور رُوم میں شہید ہوا۔ مقدس پولوس رسول کی مختصر سرگذشت یہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے غیر قوموں کا رسول ہو کر کس قدر محنت اور جانفشانی سے سلطنت رُوم میں کلیسیائیں قائم کیں ۔

اگرچہ خاص کر پولوس رسول نے غیر قوموں میں کلیسیائیں قائم کیں۔ مگر باقی رسول بھی اس سے غافل نہ رہے بلکہ اکثر اُس کی مدد کرتے رہے۔ پطرس رسول ایشیائے کوچک میں کلیسیاؤں کو تقویت دیتا رہا۔ اُن کو اُس نے دو خط لکھے۔ اور رُوم کی کلیسیا کے قائم کرنے میں پولوس رسول کی مدد کی۔ اور آخرکار اُس کے ساتھ شہید ہو گیا۔ یُوحنا رسول ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی کے بعد افسس میں رہا اور اپنی زندگی کے آخری دن اس خدمت کے پُورا کرنے میں گزارے جس کو پولوس رسول نے شروع کیا تھا۔ مُقدّس مرقس کی نسبت روایت ہے کہ اُس نے اسکندریہ میں کلیسیا قائم کی۔ اور مُقدّس تھوما رسول ہندوستان تک پہنچا۔ باقی رسول بھی جگہ بجگہ محنت و خدمت کرتے رہے۔ اگرچہ ان باتوں کا ہمارے پاس کوئی تاریخی ثبوت نہیں مگر روایتوں کے اعتبار پر یہ خیال کیا جاتا ہے ۔

رسولوں کے زمانہ میں خدمت کا کام دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اوّل یہودیوں میں جس کا پیشوا مُقدّس پطرس رسول تھا۔ اس کی جائے رہائش یروشلیم میں تھی دوسرا یہودیوں اور غیر قوموں میں خاص کر غیر قوموں میں جس کا پیشوا پولوس رسول تھا جن کی مادری کلیسیا انطاکیہ میں تھی۔ یروشلیم کی بربادی کے پیشتر اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں کیتھلک رسولی کلیسیا کی بجائے دو مختلف کلیسیائیں

نہ بن جائیں - ایک یہودی مسیحیوں کی اور دوسری غیر قوم مسیحیوں کی - لیکن سنہ ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی کے بعد یہ خطرہ بالکل جاتا رہا - نیز اس سے یہ خطرہ کم ہو گیا کہ قیصر ہیڈریان نے اجازت دے دی کہ یہودی مسیحی اس شرط پر یروشلیم میں واپس آ سکتے ہیں کہ وہ غیر قوموں کی طرح زندگی گزاریں - یُوں یہودی مسیحی اور غیر قوم مسیحی آپس میں مل گئے ۔

اگرچہ پہلی صدی کے آخر میں یروشلیم برباد اور کھنڈر پڑا تھا تاہم مُلک کنعان میں جا بجا کلیسیائیں قائم تھیں - جیسے قیصریہ - یافہ - لُدّا - صور - صیدا - ٹوڈیمس - دمشق اور سامریہ میں - خاص کر انطاکیہ میں ایک بڑی بھاری کلیسیا قائم تھی - پھر مشرق کی جانب پارتھیہ اور عرب میں - اور مغرب کی طرف ایشیا کوچک میں - ایشیا کوچک کے شمال اور جنوب میں کئی ایک کلیسیائیں تھیں - مثلاً برگہ - اقونیم - لسترہ - دربے - افسس - کلسیہ - لوُدقیہ - ہیراپولس - سمرنا - پرگمس - سارڈس - فلاڈلفیہ - میگنیشیا - ٹریلس اور تھواتیرہ میں - اگرچہ یونان میں بہُت ترقی نہ ہوئی - تاہم کئی ایک جگہوں میں کلیسیائیں قائم تھیں - جیسے کرنتھس - ترواس - فلپی - تھسلنیکی - بریا - اتھینی اور کنخریہ میں - روم میں ایک بڑی بھاری شاندار کلیسیا تھی - اور انجیل کی بشارت ڈلماتیا - گال - ہسپانیہ اور شمالی افریقہ میں ہو چکی تھی - کارتھج کی نسبت ہمیں بہُت کم معلوم ہے - لیکن گمان غالب ہے کہ مسیحی دین کی اشاعت افریقہ میں ہو چکی تھی - اس کے علاوہ جزائر کپرس اور کریتی میں بھی مسیح کی بشارت کی خبر پہنچ چکی تھی -

## رسُولی کلیسیائی اِنتظام

الف - شرکاء

یونانی اور لاطینی میں لفظ کلیسیا سے لوگوں کی جماعت مراد لی گئی ہے۔ نئے عہدنامہ کے مصنفوں نے بھی اس لفظ کے یہی معنے لئے ہیں۔ (۱) افسیوں اور کلسیوں کے خطوں میں لفظ کلیسیا سے مسیحی جماعت مراد لی گئی ہے۔ (۲) مسیحیوں کی وہ جماعت جو کسی شہر میں قائم[1] ہے۔ (۳) مسیحیوں کی وہ جماعت جو کسی خاص گھر میں[2] ہے۔ لیکن عام طور پر اس لفظ سے ایمانداروں کی کل جماعت جو تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے مراد لی جاتی ہے۔ اور اس جماعت کا سر خود خداوند مسیح[3] ہے۔ کلیسیا کو مسیح کا بدن کہا گیا[4] ہے۔

رسولی کلیسیا میں داخل ہونے کی شرائط توبہ اور ایمان ہیں۔ یعنی گناہوں کو بالکل چھوڑ دینا اور خداوند مسیح پر جو ہمارا نجات دینے والا ہے۔ زندہ ایمان رکھنا اور بپتسمہ پا کر کلیسیا میں شامل ہونا اور مسیحی برادری کے فوائد حاصل کرنا۔ یہ ساری شرائط کلیسیا میں داخل ہونے کے واسطے پوری کرنی ضروری ہیں۔

ب۔ عہدیدار:۔

شروع میں تو صرف رسول ہی کلیسیا میں عہدیدار تھے۔ وہ خود ہی سب کام منادی۔ تعلیم۔ سیکرمنٹوں کو ادا کرنا اور باقی بھی کل انتظام وہی کرتے تھے۔ لیکن جب کلیسیا بڑھ گئی۔ اور جگہ جگہ گاؤں قصبوں اور شہروں میں

[1] ۱ کرنتھی ۱: ۲ ۔ ۱ تھسلنیکی ۱: ۱ ۔ مکاشفہ ۲: ۸ ، ۲ و ۱۲ ۔
[2] رومی ۱۶: ۵ ۔ ۱ کرنتھی ۱۶: ۱۹ ۔ کلسی ۴: ۱۵ ۔ فلیمون ۱: ۲ ۔
[3] کلسی ۲: ۱۹ ۔ [4] افس ۱: ۲۲ و ۲۳ ۔ رومی ۱۲: ۵ ۔



پھیل گئی۔ تب اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ کلیسیا میں اور خادم الدین بھی مقرر کیے جائیں۔ یروشلم میں یعقوب خداوند کا بھائی بشپ مقرر تھوڑے ہی عرصہ میں ڈیکن مقرر کیے گئے (اعمال ۶: ۱) بعد ازاں پرسبٹر یا بزرگ بھی مقرر کئے گئے۔ (اعمال ۱۱: ۳۰)۔

پولوس رسول اپنے خطوں کرنتھیوں[1] اور افسیوں[2] میں کلیسیا کے عہدیداروں کی دو فہرستیں دیتا ہے۔ جن سے رسولی زمانہ کی کلیسیا کے عہدہ داروں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

پہلا۔ رسالت کا عہدہ اول تھا۔ لیکن خداوند کے اصلی گیارہ رسولوں کے علاوہ اور بھی بزرگ تھے۔ جو رسول کہلاتے ہیں۔ جیسے متیاس۔ پولوس برنباس اور خداوند کا بھائی یعقوب۔ ان کا خاص کام مسیح کی گواہی دینا یعنی منادی کرنا[3] تھا۔ اس کے علاوہ کلیسیاؤں کو قائم کرنا اور ان کی حفاظت کرنا۔

دوسرا۔ نبی کا عہدہ تھا۔ نبی کا کلیسیائی انتظام میں کوئی دخل نہ تھا۔ ان کا کام صرف روحانی تھا۔ یعنی تعلیم دینا۔ اور کلیسیاؤں کو ابھارنا۔ اس عہدہ پر مرد اور عورت ہر دو چنے جاتے تھے۔ اگرچہ عورتوں کو گرجا میں نبوت کرنے اور وعظ کرنے کا اختیار نہ تھا مگر گھروں میں اور گرجا کے باہر وہ نبوت کرتی تھیں[4]۔

رسولوں اور نبیوں کی خدمت کسی خاص جگہ پر مقرر نہ ہوتی تھی۔ ان کا کام مختلف کلیسیاؤں میں دورہ کرتا ہوتا تھا۔ جوں جوں کلیسیائیں قائم ہوتی گئیں۔ تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ایسے خادم الدین مقرر

[1] ۱ کرنتھی ۱۲: ۲۸ ۔ [2] افسی ۴: ۱۱ ۔ [3] اعمال ۱: ۸ ۔
[4] اعمال ۲۱: ۹ ۔ ۱ کرنتھی ۱۴: ۳۴ و ۳۵ ۔

ہونے چاہئیں - جو کلیسیا کے درمیان رہ کر کام کریں - چنانچہ شروع ہی میں
رسولوں نے سات ڈیکن مقرر کئے تھے[1] - یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ پولوس
رسول نے اپنے پہلے مشنری دورہ میں بزرگ یعنی ایلڈر مقرر کئے - اس کا
ذکر پطرس اور یعقوب رسولوں نے بھی اپنے خطوط میں کیا ہے - فلپی شہر کی کلیسیا
میں بشپ اور ڈیکن ہر دو خدمت کرتے تھے[2] ۔

انطاکیہ میں نبی اور معلم تعلیم دیتے تھے - معلوم ہوتا ہے - کہ انطاکیہ
کی کلیسیا میں پانچ ایسے نبی اور معلم تھے - (اعمال ۱۳: ۱) اور یہی کلیسیا کا
انتظام کرتے تھے - اور ان کے سوا اور کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا ۔

کلیسیا کی خدمت کرنے والوں کا اس فہرست میں جس کا ذکر ۱ کرنتھیوں
۱۲: ۲۸ - اور رومیوں ۱۲: ۶ و ۸ میں آیا ہے - نبی اور معلم اونچے درجہ پر
رکھے گئے ہیں ۔

کنخریہ کی کلیسیا میں فیبے ڈیکنس خدمت کرتی تھی[3] - یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ تیمتھیس اور ططس ان بشپوں یا ایلڈروں - ڈیکنوں - ڈیکنسوں اور
بیواؤں کی جو افسس اور کریتی میں تھے نگرانی اور گلہ بانی کرتے تھے ۔

رفتہ رفتہ یہ مختلف کلیسیائی عہدے غالباً ان تین عہدوں میں تقسیم ہو
گئے یعنی ڈیکن - ایلڈر اور بشپ ۔

الف - ڈیکن - ڈیکنوں کا کام یہ تھا - کہ وہ ایلڈروں اور بشپوں کی
مدد اور غریبوں کی خبر گیری کریں - یہ تو مانی ہوئی بات ہے - کہ وہ سات شخص
جن کا ذکر اعمال[4] کی کتاب میں ہے - وہ سب سے پہلے ڈیکن تھے - لیکن جو یونانی

[1] اعمال باب ۶ ۔ [2] فلپی ۱: ۱ ۔
[3] رومی ۱۶: ۱-۲ [4] اعمال باب ۶ ۔



لفظ ڈیکنوں کے کام کے واسطے استعمال ہوا ہے - وہ رسولوں کے کام
کے واسطے بھی استعمال کیا گیا ہے - یہ غالباً اس لئے کہ رفتہ رفتہ وہی
سات ڈیکن یروشلیم میں ایلڈر مقرر ہو گئے تھے[1] - اس بات کی درستی کے
خیال سے ہم معلوم کرتے ہیں - کہ ۶۳ء میں فلپی کی کلیسیا میں ڈیکن[2]
خدمت کرتے تھے - کیونکہ فیبے اسی علاقہ کی کلیسیا کنخریہ میں ۵۸ء میں
ڈیکنس کا کام کرتی تھی[3] ۔

ب - ایلڈر - ان کا کام کلیسیا کی نگرانی اور انتظام کرنا تھا - یہ عہدہ
ڈیکن کے عہدہ سے اعلیٰ تھا - سب سے پہلے ۴۴ء[4] میں یروشلیم میں ایلڈر
موجود تھے - ۵۰ء میں انہوں نے کونسل میں حصہ لیا[5] - اور ۵۸ء میں
جب پولوس رسول اپنے تیسرے مشنری دورے سے واپس آیا - تو ان
ایلڈروں نے اس سے ملاقات کی[6] - اس کے سوا یہ بھی دیکھا جاتا
ہے - کہ پولوس رسول نے اپنے پہلے مشنری دورہ میں کلیسیاؤں میں ایلڈر
مقرر کئے[7] - نئے عہد نامہ کے پڑھنے سے یہ بھی دیکھا جاتا ہے - کہ ایلڈر اور
بشپ کے لفظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں - دیکھئے پولوس رسول[8]
افسس کی کلیسیا کے ایلڈروں کو یاد دلاتا ہے - کہ روح القدس نے تم کو
کلیسیا میں بشپ (نگہبان) مقرر کیا ہے[9] - نیز ہم دیکھتے ہیں کہ تیمتھیس بشپوں
اور ڈیکنوں کو مقرر کرتا ہے - اور ططس ایلڈروں اور ڈیکنوں کا تقرر کرتا
ہے - لیکن پولوس رسول تیمتھیس کے خط میں بشپوں کے وہی فرائض بیان
کرتا ہے - جو ططس کے خط میں ایلڈروں کے واسطے ضروری ہیں - پس نئے

[1] اعمال ۱۱: ۳۰ ۔ [2] فلپی ۱: ۱ ۔ [3] رومی ۱: ۱ [4] اعمال ۱۱: ۳۰ [5] اعمال ۱۵: ۶-
۲۲ ۔ [6] اعمال ۲۱: ۱۸ [7] اعمال ۱۴: ۲۳ و ۲ تا ۲۸ ۔ [8] اعمال ۲۰: ۱۷ تا ۲۸ ۔

عہدنامہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایلڈر اور بشپ کا لفظ ایک ہی شخص اور ایک ہی عہدہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ پرسبٹر۔ ایلڈر یا بشپ رسولوں کے ساتھ کام کرتے تھے (اعمال ۱۵: ۴ و ۶ و ۲۲)۔ یہ کلیسیاؤں کے نگہبان تھے (فلپیوں ۱: ۱۔ کلسیوں ۴: ۱۷)۔ ان کا ذکر اکثر تیمتھیس اور طیطس کے خطوط میں آیا ہے۔ جہاں پر ان کے فرائض کا بیان ہوا ہے۔

ان کو کلام سنانے کا اختیار تھا (۱ تیمتھیس ۵: ۱۷)۔ سیکرامنٹ کا دینا اور کلیسیائی قانون کی نگہداری اُن کے سپرد تھی۔

ج۔ **بشپ**۔ رسولی زمانہ کے ختم ہونے کے قریب بشپ کا عہدہ ایلڈر کے عہدے سے بالکل جدا ہو گیا۔ تیمتھیس اور طیطس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پولوس رسول نے اپنی زندگی کے آخر میں ایسے شخصوں کو مقرر کیا۔ جو کہ بزرگوں کے ہاتھ رکھنے سے تقرر پا چکے تھے۔ تاکہ ہر شہر میں ایلڈروں کو مقرر کریں (طیطس ۱: ۵ و ۱ تیمتھیس ۱: ۳)۔

گو یہ بشپ تو نہ کہلاتے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ بشپوں کے کام کرتے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسولی زمانہ کے اختتام پر بشپی عہدہ ایلڈروں کے عہدہ سے جدا کیا گیا۔ اب بشپ ایلڈروں کا سردار سمجھا جانے لگا۔ کونسلوں میں میر مجلس بشپ ہوا کرتا تھا۔ اور ایلڈروں کی امداد سے ڈیکن اور ایلڈروں کو مقرر کرتا تھا۔ یہ بشپ کسی بڑے علاقہ کا بشپ نہ ہوتا تھا۔ وہ صرف کسی شہر ہی میں بشپ ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ سردار خادم الدین تو سمجھا جاتا تھا۔ مگر ایلڈروں اور کلیسیا کی صلاح و مشورہ کے بغیر کوئی فتوے یا فیصلہ نہ دے سکتا تھا۔ خداوند کا بھائی مقدس یعقوب یروشلیم میں ایسا ہی عہدہ رکھتا تھا۔ لیکن کلام سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ



اس کا کوئی خاص کام یا عہدے کی خصوصیت مقامی کلیسیا سے تھی۔ اگرچہ تیمتھیس اور طیطس ایلڈروں کو مقرر کرنے اور انہی کے کام کی نگرانی کرنے اور کلیسیا کے انتظام کے ذمہ دار تھے۔ مگر مستقل نہیں۔ صرف عارضی طور پر رسولوں کی جگہ کام کرتے تھے۔ نئے عہدنامہ سے یہ تو صاف نہیں معلوم ہوتا۔ کہ بشپ کلیسیا میں سردار یا عہدہ دار سمجھا جاتا تھا۔ اور نہ کوئی رسولی حکم ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے یہ پایا جائے۔ کہ ہر ایک کلیسیا میں صرف بشپ ہی حکمران مانا جائے۔ البتہ بزرگ اگنیشیس (Ignatius) کی تحریرات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسولی زمانہ کے خاتمہ پر اپسکوپاس یعنی بشپ کا عہدہ مستقل ہو چکا تھا۔ اور ایشیا کوچک میں خاص طور پر یہ عہدہ زوروں پر تھا۔ جس سے یہ غالب خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مقدس یوحنا رسول نے اس کی اجازت دی ہوگی۔ اور وہ اس عہدہ کا حامی اور مددگار ہوگا۔

## رسولی زمانہ کی کلیسیا کا طریقِ عبادت

شروع زمانہ میں مسیحی یہودیوں کے عبادت خانہ میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور عبادت میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہوتے تھے[1]۔ لیکن بہت جلد اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ مسیحیوں کی عبادت یہودیوں سے الگ ہوا کرے۔ اس کی وجہ کچھ تو یہودیوں کی مخالفت تھی۔ اور یہ بھی سبب تھا۔ کہ یہودی عبادت مسیحی عبادت اور مسیحی خیالات کے اظہار کے واسطے کافی نہ تھی۔

ابتدائی مسیحی اپنی خلوتی دعا کے علاوہ باضابطہ اور خاص موقعوں پر

[1] اعمال ۳: ۱ و ۱۷: ۱ و ۲۔

اکٹھے ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ذیل کی خاص مسیحی رسُومات ادا کرنے کے واسطے خاص جماعت ہُوا کرتی تھی۔ اوّل بپتسمہ۔ جو باپ بیٹے اور رُوح القدس کے نام[۱] پر بذریعہ غوطہ[۲] یا صرف پانی کے چھینٹے[۳] سے عمل میں لایا جاتا تھا۔ دوم استحکام۔ یہ رسم رسُولوں کے ہاتھ رکھنے اور رُوح القدس کے انعام حاصل کرنے کے واسطے بذریعہ دُعا عمل میں لائی جاتی تھی[۴]۔ سوم تقرری۔ یہ رسم کلیسیا کے سامنے رسُولوں اور بزرگوں کے ہاتھ رکھنے سے عمل میں لائی جاتی تھی[۵]۔

باضابطہ عبادت۔ یہ عبادت دو قسم کی ہوتی تھی۔ اوّل عام عبادت جس میں مسیحی اور غیر مسیحی بھی شامل ہوتے تھے[۶]۔ اس عبادت میں خُدا کا کلام پڑھنا۔ دُعا اور تعریف۔ حمد و ثنا اور وعظ ہوتا تھا۔ ۱ کرنتھی ۱۴: ۲۶ - ۳۳ ÷ دوم۔ خلوتی عبادت جس میں روٹی توڑنے کے واسطے صرف مسیحی شامل ہوتے تھے[۷]۔

عام عبادت کا مُدعا یہ تھا کہ مسیحیوں کی تعلیم و تلقین کی جائے اور غیر مسیحیوں کے سامنے مسیحی دین کی سچائی پیش کی جائے۔ کرنتھیوں[۸] کے خط سے عبادت عام کا طریق ظاہر ہے۔ کہ اس میں مزمور۔ تعلیم۔ مکاشفہ اور غیر زبانوں کا ترجمہ ہوتا تھا۔ یعنی اس عبادت میں دُعا۔ تعریف اور وعظ ہُوا کرتی تھی۔ اگرچہ اس عبادت میں کوئی خاص ترتیب نہ ہوتی تھی۔ لیکن رسُولی قانون کی پابندی ضرور تھی۔ کہ ساری باتیں شائستگی اور قرینہ سے عمل میں آئیں اور سب کچھ کلیسیا کی رُوحانی ترقی کے واسطے ہو[۹]۔

۱ه متی ۲۸: ۱۹ ÷ ۲ه اعمال ۸: ۳۸ ÷ ۳ه اعمال ۱۶: ۳۳ ÷ ۴ه اعمال ۸: ۱۴ - ۱۷ ÷
۵ه اعمال ۱۹: ۶ ÷ ۱۴: ۲۳ ÷ ۶ه ۱ کرنتھی ۱۴: ۲۴ ÷ ۷ه ۱ کرنتھی ۱۱: ۱۷ - ۳۴ ÷
۸ه اعمال ۲۰: ۷ ÷ ۹ه ۱ کرنتھی ۱۴: ۱۶ ÷



خلوتی عبادت۔ یہ عبادت صرف مسیحیوں کے واسطے تھی۔ اور یہ عشاءِ ربانی کے عمل میں لانے کے واسطے ہُوا کرتی تھی۔ اور اس کے تین حصے تھے۔ الف۔ سب کا مل کر اکٹھے کھانا۔ جس کو اگاپے ( Agape ) یا محبت کی ضیافت کہتے تھے۔ ب۔ روٹی توڑنا۔ یعنی عشائے ربانی۔ اس عبادت میں صرف بپتسمہ یافتہ ہی شامل ہو سکتے تھے۔ اور کسی نابپتسمہ یافتہ بلکہ اقراری کو بھی اس میں شامل ہونے کی اجازت نہ تھی تاکہ کسی طرح کی تحقیر نہ ہو÷
ج۔ دُعا[۱]۔ ابتدا میں یہ عبادت روزمرہ ہُوا کرتی تھی[۲]۔ لیکن رفتہ رفتہ خُداوند کے دن خُداوند کے جی اُٹھنے کی یادگاری میں اتوار کو مقرر ہو گئی[۳]÷

محبت کی ضیافت جس میں سب مل کر کھاتے تھے۔ اگاپے ( Agape ) کہلاتی تھی[۴]۔ سب مسیحی اس میں شامل ہوتے تھے۔ یہ شام کے وقت ہوتی تھی۔ اس خوراک کا زیادہ تر حصہ وہ شخص لاتے تھے۔ جو کہ فارغ البال ہوتے تھے۔ لیکن سب کے سب کچھ نہ کچھ لا سکتے تھے۔ روٹی اور ماٹین جو اس پریم بھوجن میں استعمال ہوتی تھی۔ وہ بطور نذر کے لائی جاتی تھی۔ اس موقعہ پر ایک دوسرے کو محبت کا بوسہ دیا جاتا تھا۔ اور پریم بھوجن اور عشاءِ ربانی اکٹھے ہی ہُوا کرتے تھے۔ یہ رسم اگنیشیس ( Ignatius ) کے زمانہ تک برابر جاری رہی۔ لیکن بعض بے اعتدالیوں[۵] کی وجہ سے دُوسری صدی میں محبت کی ضیافت اور عشاءِ ربانی الگ الگ ہونے لگی۔ اس وقت سے پریم بھوجن شام کو

۱ه اعمال ۲: ۴۲ و ۲۰: ۷ - ۱ کرنتھی ۱۱: ۱۷ - ۳۴ ÷
۲ه اعمال ۲: ۴۶ ÷ ۳ه اعمال ۲۰: ۷ و ۱ کرنتھی ۱۶: ۲ و مکاشفہ ۱ باب
۴ه ۱۰ آیت ÷ ۵ه ۱ کرنتھی ۱۱: ۱۷ - ۳۴ ÷

اور عشاءِ ربانی صبح کو عمل میں آنے لگی - اغلب ہے کہ یہ علیحدگی پلینی (Pliny) کے عہد میں عمل میں آئی - جبکہ شہنشاہ تراجان (Trajan) نے کلیسیا کے مجمع اور دیگر اجلاس کو ناجائز قرار دیا ۔

جب اگاپے عشاءِ ربانی کی نماز سے الگ کی گئی تو رفتہ رفتہ یہ ایک عام ضیافت یا پبلک کھانا بن گیا - اور اس کی مذہبی اہمیت جاتی رہی - بعض جگہ تو اس نے امیروں کے سوشل طور پر اکٹھے ہونے کی صورت پکڑ لی - اور بعض جگہ غریبوں کو کھانا کھلانے کی صورت اختیار کر لی - لیکن چوتھی صدی کے اخیر میں ایمبروز (Ambrose) اور آگستین (Augustine) کی مخالفت کے باعث یہ صورت بالکل جاتی رہی ۔

۱ - کرنتھیوں ۱۱ : ۲۰ - ۲۶ میں پولوس رسول عشاءِ ربانی کی سب سے ابتدائی صورت کا بیان کرتا ہے - عام کھانے کے بعد جس کو اگاپے کہتے تھے - روٹی توڑی جاتی - اور دعا اور شکرگزاری کے ساتھ - روٹی اور مے کی تقدیس پرسبٹر یا بشپ کرتا - اور لوگوں میں ڈیکن کے ذریعے تقسیم کی جاتی تھی - اور یہ ادب کے ساتھ نجات دہندہ کی یادگاری میں لی جاتی تھی ۔

رسول پولوس کے بیان[۱] سے ظاہر ہوتا ہے - کہ خلوتی عبادت کا سب سے ابتدائی دستور پاک شراکت میں شامل ہوتا تھا - محبت کی ضیافت کے ختم ہونے پر روٹی توڑنے یعنی عشاءِ ربانی کا سیکرمنٹ غالباً دعا اور شکرگزاری کے ساتھ عمل میں آتا تھا - اُس وقت سب بپتسمہ یافتہ مسیحی اس تقدیس کی ہوئی روٹی میں شامل ہوتے تھے - اور کھانے کے بعد تقدیس کی ہوئی وائن میں سے پیتے تھے - اس موقعہ پر مسیحی اپنی خیرات یا چندہ غریب

[۱] ۱ کرنتھی ۱۱ : ۲۰ - ۲۶ ۔



مسیحیوں کے واسطے دیتے تھے[۱] ۔

عام عبادت میں جو ایمان کے عقیدے استعمال ہوتے تھے - کسی قدر اُن کا ذکر رسول پولوس کے خطوں[۲] میں پایا جاتا ہے - رسول کے ان خطوں میں اُن گیتوں[۳] کا بھی ذکر ہے - جو رسولی کلیسیا میں استعمال ہوتے تھے ۔

## رسولی کلیسیا میں دینی سزا کا انتظام یعنی تعزیراتِ کلیسیا

جس طرح کڑوے دانے کی تمثیل میں ذکر ہے - کہ کڑوے دانے بڑھ کر اچھے دانوں یعنی گیہوں کو خراب نہ کریں - ابتدائی کلیسیا میں کڑوے دانوں کی طرح ایسے مرید بھی پائے جاتے تھے - جن کی خرابی کی وجہ سے کلیسیا کی ترقی کے رُک جانے کا خطرہ تھا - لہٰذا ضروری ہوا کہ ایسے لوگ کلیسیا کے زیرِ عتاب رکھے جائیں - اس تنبیہ کے دو مطلب تھے ایک تو یہ کہ اُن کی خرابی کی وجہ سے کلیسیا کی رُوحانی ترقی رُک نہ جائے اور اس کی روزافزوں ترقی میں رُکاوٹ پیدا نہ ہو - دُوسرا یہ کہ ایسے گنہگار سزا پا کر بدی سے باز آئیں ۔

حنانیاہ اور سفیرہ کو جو سزا اُن کی دھوکا بازی کی وجہ سے نہ صرف کلیسیا بلکہ خُدا کی طرف سے ملی - وہ سخت سزا[۴] تھی - لیکن ایسا شخص جو جان بوجھ کر ارادہ سے ایمان کا انکار کرتا تھا خواہ قول سے یا فعل سے - اور باوجود سمجھانے کے اپنی بدی سے باز نہ آتا تھا - وہ کلیسیائی فیصلہ سے کلیسیا سے خارج کیا جاتا تھا ۔

نئے عہدنامہ میں کلیسیا سے خارج کرنے کے کئی ایک موقعے پائے جاتے

[۱] ۱ کرنتھی ۱۶ : ۱ - ۴ ۔ [۲] ۱ تمطاؤس ۶ : ۱۲ ؛ ۲ تمطاؤس ۲ : ۸ ۔
[۳] ۱ تمطاؤس ۳ : ۱۶ ؛ ۲ تمطاؤس ۲ : ۱۱ - ۱۳ ۔
[۴] اعمال ۵ : ۱ - ۱۱ ۔

ہیں جیسے کہ رسول کے خطوط[1] میں مذکور ہیں۔ لیکن ایسا شخص توبہ کرنے پر پھر کلیسیا میں شامل کیا جاتا ہے ٭

---

# دُوسرا باب

## پہلی اَور دُوسری صدی میں مسیحی دین کی اشاعت

اگر صرف سرسری ہی نظر سے نئے عہد نامہ اور شروع زمانہ کے مسیحیوں کی تحریروں کو دیکھیں تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ جس وقت انجیل کی منادی قوموں میں کی گئی تو مسیحی مذہب کیسی جلدی پھیل گیا۔ اِس باب میں ہم اِس بات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سے اسباب تھے۔ جن کی وجہ سے یہ مذہب ایسی جلدی پھیل کر ترقی کر گیا ٭

پاک کلام میں لکھا ہے۔ کہ جب وقت پُورا ہُوا تو خُدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو چھڑا لے[2]۔ سچ ہے۔ کہ جس وقت خُداوند یسُوع اِنسانی جامہ میں ظاہر ہوگئے تو وقت پُورا ہوچکا تھا۔ اُس وقت قوموں میں صداقت کے قبُول کرنے کی ایک خاص خواہش تھی۔ اور وہ نجات کی ایسی خوشخبری کے قبول کرنے کو تیار تھیں ٭

تین خاص باتیں ہیں جن کی وجہ سے واعظینِ انجیل کو بشارت میں مدد ملی۔ اوّل یہودیت ( Dispersion )۔ دوم۔ تمام رُومی سلطنت میں

[1] ۱ کرنتھی ۵: ۱۱ و ۱ تمطاؤس ۱: ۱۸-۲۰ ٭ [2] ۱ کرنتھی ۱۲: ۵-۱۱ ٭
[3] گلتیوں ۴: ۴-۵ ٭



یُونانی زبان کا پھیلنا۔ سوم۔ رُومی سلطنت کی عالمگیر طاقت۔ ان تین باتوں کو اس طرح سمجھو کہ یروشلم سے الٰہی پیغام نکلا۔ یونان سے وہ زبان ملی۔ جس سے اس پیغام کے سُنانے میں سہولت ہوئی اَور رُومی سلطنت کی یک جہتی نے اُسے سب جگہ پھیلنے کا موقعہ دیا ٭

اب اِن تینوں باتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں ٭

### ۱۔ زمانہ یہودیت — DISPERSION

مؤرّخ یوسیفس ( Josephus ) اپنی تواریخ میں پہلی مسیحی صدی کے زمانہ کے یہودیوں کا بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں۔ جس کے درمیان یہودی نہ پائے جاتے ہوں۔ پھر ایک اور یونانی مؤرّخ سٹرابو ( Strabo ) جو ۳۲ سنہ میں فوت ہُوا لکھتا ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی جہاں یہودی نہ پائے جاتے ہوں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہودی قوم دُور دُور مُلکوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ خُداوند یسُوع کے زمانہ میں اس قوم کی رہائش دُنیا کے چار بڑے حصّوں میں تھی ٭

الف۔ یہودی قوم علاقہ بابل میں پائی جاتی تھی۔ جہاں ان کو ۷۲۲ ق م میں سارگون اور ۵۸۶ ق م میں بنوکدنضر اسیر کر کے لے گیا تھا۔ اس جلاوطنی کے زمانہ میں یہ قوم مادی۔ پارتھی اَور فارس کے علاقہ میں جا بسی ٭

ب۔ پھر ۳۳۲ ق م سکندریہ میں جا بسی۔ جس کو سکندر اعظم نے تعمیر کیا تھا۔ مؤرّخ کہتے ہیں کہ خُداوند مسیح کے زمانہ میں اس شہر کی کُل آبادی کا آٹھواں حصّہ یہودی تھے۔ یہاں سے یہودی قوم افریقہ کے شمالی ساحل سے پھیلتی ہوئی کریتے تک پہنچ گئی۔ اس وقت یہ لوگ پُرانے عہد نامہ کا وہ

ترجمہ استعمال کرتے تھے۔ جو یونانی میں مشہور ترجمہ ہے۔ جس کو سپٹواجنٹ (Septuagint) کہتے ہیں ۔

(ج) یہ قوم سیریا میں بھی بکثرت پائی جاتی تھی۔ جہاں ان کو سلیوکیس نکاٹور (Seleucius Nicator) جلاوطن کرکے لے گیا تھا جو ۲۸۱ق م میں فوت ہوا۔ اسی جگہ سے یہ لوگ تمام ایشیائے کوچک۔ آرمینیا اور یونان میں پھیل گئے اور تمام بڑے بڑے شہروں میں اُنہوں نے اپنے عبادت خانے (سناگوگ) تعمیر کیے۔ اِنہی عبادت خانوں میں پولوس رسول اور دیگر مسیحی مشنریوں نے انجیل کی بشارت دی ۔

(د) روم میں بھی یہ قوم پائی جاتی تھی۔ جہاں ان کو ۶۳ق م پومپے (Pompe) یروشلم کو فتح کرکے لے گیا تھا۔ قیصر اگستس نے جو ۱۴ء میں فوت ہوا۔ یہودیوں کو بسنے کے لئے شہر کا ایک خاص حصہ دے دیا تھا۔ کیونکہ بڑھتے بڑھتے ان کا شمار چالیس ہزار تک ہو گیا تھا۔ پھر طائبیریس (Tiberius) کے عہد میں جو کہ ۳۷ء میں فوت ہوا۔ ان کا شمار ساٹھ ہزار تک بڑھ گیا تھا۔ ان میں اکثر بڑے بڑے دولت مند یہودی تھے۔ اور ان کو قیصر کی طرف سے خاص حقوق بھی حاصل تھے ۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زندگی بخش کلام سُنانے کے لئے ایک ایسی قوم تیار تھی۔ جو دُنیا کی تمام قوموں میں پراگندہ ہوئی جو کہ نہ صرف مسیح موعود کی منتظر تھی بلکہ ایک عالمگیر زبان سے بھی واقف تھی جس میں وہ اپنی الٰہی کتاب کا مطالعہ کرتی تھی۔ اور وہ یونانی زبان تھی چونکہ یہ دیگر اقوام سے خلط ملط ہو رہے تھے۔ اس لئے مُلک کنعان کے یہودیوں



کی نسبت ان کے خیالات بہت وسیع تھے۔ اور عبادت کے رُوحانی پہلو کو سمجھنے اور ماننے کو بھی تیار تھے۔ اور نہ صرف خود ہی ماننے کو تیار تھے بلکہ اُن کی رُوحانی تاثیر اُن قوموں پر بھی اُن کے وسیلے سے خُوب تھی جن کے درمیان یہ سکونت کرتے تھے۔ ان کے دیکھا دیکھی وہ بھی خُدا کی وحدت اور طریق عبادت سے واقف ہو گئے تھے۔ اکثر ان غیر اقوام میں سے یہودی مُرید بن گئے تھے۔ اور ان وعدوں کی تکمیل کے لئے جو خُدا نے نبیوں کے وسیلے کئے تھے یہودیوں کے ساتھ مل کر انتظار کرتے تھے ۔

## ۲۔ یونانی زبان کا تمام رُومی سلطنت میں پھیلنا

کسی زبان میں خواہ وہ نئی ہو یا پُرانی انجیل کا نجات بخش پیغام ایسا صفائی سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا یونانی زبان میں۔ سکندر اعظم نے تمام مشرقی مفتوحہ ممالک میں یونانی زبان کو مروّج کر دیا تھا۔ اس کی فتوحات کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ تمام مہذب ممالک میں یونانی زبان استعمال ہونے لگ گئی۔ یہاں تک کہ اس زبان نے اُن عالمانہ زبانوں کی بھی جگہ لے لی۔ جو کہ اٹیک ڈورک اور ایونک زبانیں کہلاتی تھیں۔ یونانی زبان سب تعلیم یافتہ لوگوں میں بولی جاتی تھی ۔

مسیح سے دو سَو سال پیشتر جبکہ روم نے یونان کو فتح کیا۔ تو رومی بھی یونانی علم و تہذیب سے ایسے مُتاثر ہوئے کہ سسرو (Cicero) کے زمانہ میں شرفائے روم ایتھنز میں تحصیل علم کے واسطے جایا کرتے تھے۔ عبرانی پُرانا عہد نامہ بھی سکندریہ میں یونانی میں ترجمہ ہو گیا ہُوا تھا۔ اور نیا عہد نامہ بھی یونانی میں تحریر ہو چکا تھا۔ اور اسی زبان میں اس کی منادی بھی

ہوتی تھی۔ پس جہاں کہیں انجیل کے مشنری گئے۔ مشرق۔ مغرب اور شمال جنوب سب جگہ لوگ یونانی زبان میں انجیل سُننے کو تیار تھے ٭

معلوم ہوتا ہے۔ کہ یونانی زبان رومیوں۔ مصریوں۔ یہودیوں۔ فارسیوں اور عربیوں میں رائج تھی اور یونانی زبان مختلف قوموں میں تبادلۂ خیالات کا ذریعہ تھی۔ لہٰذا انجیل و خطوط کو لوگ بغیر کسی مترجم کے خود پڑھ سکتے تھے۔ لیکن ہندوستان میں یہ حالت نہ تھی۔ یہاں پر کئی زبانوں میں ترجمہ کرنا پڑا ٭

## ۴۔ رُومی سلطنت کی عالمگیر طاقت

خُداوند مسیح کی پیدائش کے وقت قیصر اگسٹس رومی سلطنت کی بُنیاد ڈال رہا تھا۔ ایسی پھرتی سے اُس نے یہ کام انجام دیا کہ سنہ ۷۰ء میں جبکہ یروشلم کی تباہی ہوئی۔ چھتیس ۳۶ صوبے انگلستان سے لے کر آرمینیا تک روم کے ماتحت پُورے انتظام کے ساتھ چل رہے تھے۔ اِس سلطنت میں وہ کُل ممالک شامل تھے۔ جو کہ بحیرۂ روم کے اِرد گِرد ہیں۔ شمال کی طرف تمام یورپ جو کہ رائن اور ڈوینبے تک اور برطانیہ سے لے کر آرمینیا اور دریائے فرات تک پھیلا ہُوا ہے ٭

انصاف بے رُو و رعایت ہوتا تھا۔ مسافر و سوداگر بے کھٹکے ایک شہر سے دُوسرے شہر کو آتے جاتے تھے۔ عام طور پر تمام رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا بخوبی انتظام تھا۔ شروع میں مسیحی مبشّر و مشنری نہ صرف رُومی حکام کے زیر حفاظت تھے۔ بلکہ دُور دراز سفروں کے واسطے سڑکوں کا بھی خاطر خواہ ایسا اِنتظام تھا کہ وہ سلطنت کے ایک سرے



سے دُوسرے تک بآسانی سفر کر سکتے تھے۔ یُوں مسیحی مذہب آسانی سے سلطنت کے بڑے بڑے مرکزوں میں پھیل گیا۔ پولُس رسُول اکثر ان تجارتی شاہراہوں کے ذریعہ سفر کرتا رہا۔ افسس اور کُرنتھس جیسے شہروں میں دیر تک رہا۔ جہاں اُس نے کلیسیائیں قائم کیں۔ انہی جگہوں سے اُس نے گرد و نواح کے علاقوں میں بذریعہ تاجروں اور سیاحوں کے انجیل کا پیغام پہنچا دیا ٭

اِن مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ اور بھی کئی ایک اسباب تھے۔ جن کے ذریعہ مسیحی مذہب پھیل گیا۔ اُن کا بیان بھی یہاں فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ دُوسرے مذاہب کے اصُول رُوح کے تقاضے پُورا کرنے کو کافی نہ تھے۔ اور ان میں بہت سی خرابیاں بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ اور اِن خرابیوں کی وجہ سے روز بروز تنزّل پر تھے۔ اِس لئے مسیحی مذہب اپنی رُوحانی قُوّت اور قُدرت کی وجہ سے جلد ہی پھیل گیا اور قبُول کیا گیا۔ بزرگ اگسٹین ( Augustine ) کہتا ہے۔ کہ اے خُدا تُو نے ہمیں اپنے واسطے پیدا کیا۔ ہمارے دِل اُس وقت تک بے چین رہتے ہیں جب تک کہ تُجھ میں ہم چین نہ پائیں۔ اِس سے اُس نے بتایا۔ کہ انسانی رُوح کا فطرتی تقاضا ہے کہ خُدا کی تلاش کرے۔ اور صرف اُسی میں چین و آرام حاصل کرے۔ چونکہ یہ اطمینان غیر مذاہب میں حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اِس لئے مسیحی مذہب جو انسان کی اُس فطرتی خواہش کو پُورا کر سکتا ہے جلدی پھیل گیا ٭

سچ تو یہ ہے کہ طالبانِ حق موجُودہ مذاہب سے دِلی اطمینان حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اگرچہ وہ بہت سے تھے۔ بلکہ ہر ایک قوم کے جُدا جُدا مذہب

اور عقیدے تھے۔ اور یہودیوں کے علاوہ وہ سب ایک سے زیادہ خداؤں کو ماننے والے تھے۔ مگر اخلاق۔ پاکیزہ زندگی اور دیانت داری جو موجود تھی۔ وہ مذاہب کا نتیجہ نہ تھی بلکہ صرف انسانی عقل کا۔ اور وہ ایمان سے دُور عقل کے مطیع ہو رہے تھے۔ مصر۔ یونان اور روم کے مذاہب اخلاق اور تہذیب کے مجموعہ کے سوا کچھ بھی نہ تھے۔ وہ انسانی شخصی زندگی کو مطلق مَس نہ کرتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں بھی مروجہ ہندو مذہب کا یہی حال ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب کا بڑا سرگرم اور غیرت مند پیرو ہو۔ تاہم نفسانی اور ناپاک زندگی بسر کرتا ہے۔ کیونکہ دیوتاؤں کی پرستش میں حق و باطل۔ پاک و ناپاک سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ اخلاق کو ایمان کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ پس جس نکتہ پر غیر مذاہب ناکامیاب ہوئے۔ اُسی جگہ پر مسیحی مذہب فتحیاب ہُوا۔ کیونکہ صرف مسیحی مذہب ہی میں انسان کی کُل اندرونی رُوحانی خواہشات پُوری ہو سکتی ہیں۔

علاوہ اس کے مسیحی مذہب کی یہ بھی ایک بڑی خوبی ہے۔ کہ انسان روزمرہ کا معمولی کاروبار کرتے ہوئے حقیقی رُوحانی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ چونکہ بہت لوگ دیوتاؤں کی کثرت کے سبب بُت پرستی سے متنفر ہو چکے تھے۔ اس لئے وہ مسیحی وحدانیت کے ماننے کو تیار تھے۔ نیز مسیحی مذہب کے اصولوں کی گہرائی اور اُس کی فضیلت۔ اُس کا پاک اخلاق۔ اُس کی پاکیزگی بخش سادہ چال۔ عملی محبت ہر عالم و جاہل کو دِل سے بھاتی تھی۔ جس کے سبب اس کا عالمگیر مذہب ہونا ظاہر تھا۔ چنانچہ مسیحیت بہت جلد ترقی کر گئی۔



ان کے علاوہ اور بھی رُوحانی مقناطیسی قُدرت کی کششیں تھیں جن سے مسیحی مذہب سب مذاہب پر غالب آیا۔ وہ خُدا پرست مسیحیوں کی زندگی۔ اُن کی پاکیزگی۔ بے ریا محبت۔ یگانگی۔ برادرانہ الفت۔ مشنریوں اور مبشروں کی بے نظیر برداشت۔ خود انکاری۔ ایمان کی پختگی جس کی وجہ سے وہ قید ہونے۔ دُکھ اُٹھانے اور شہید ہونے کو تیار رہتے تھے۔ اُن کی پاک زندگیاں۔ اُن کا دُنیوی عزت و دولت سے مُنہ موڑنا۔ یہ ایسی باتیں تھیں جن کا اثر بہت گہرا اور کشش کرنے والا تھا۔ انجیل سنانے والوں میں ہر دلعزیز ہو گئی۔ جسٹن شہید ( Justine Martyr ) اور بزرگ اوریجن ( Origen ) کہتے ہیں۔ کہ مسیحیوں کی دُعاؤں کے ذریعہ بیماروں کو تندرست ہوتے دیکھ کر بہت لوگ مسیح کی طرف رجُوع لائے۔ بزرگ ٹرٹیلین ( Tertullian ) کہتا ہے۔ کہ بہت لوگ اُن رویا اور خوابوں کے ذریعہ جو مسیحی دیکھتے تھے۔ مسیح پر ایمان لائے۔ نیز اُس زمانہ کے فلسفہ نے بھی تحقیقات کی رُوح پُھونک دی۔ اور مسیحیت کے نئے خیالات سے بھی اکثر متاثر ہو گئے۔ نیز مشرقی ممالک میں ایک عام خیال پھیلا ہُوا تھا۔ کہ خُدا کی طرف سے کوئی اعلیٰ ہادی اور بزرگ پیشوا دُنیا میں آنے والا ہے۔ پس ایسی ایسی باتوں نے لوگوں کو مسیحیت کے قبول کرنے کو تیار کر دیا ہُوا تھا۔ نیز مسئلہ تجسّم یعنی خُدا کے انسانی جسم میں آنے کے خیال نے جس سے خُدا کا دُنیا کے ساتھ عجیب تعلّق ظاہر ہوتا ہے۔ خاص و عام کے دِلوں میں نئے ولولے پیدا کر دئے تھے۔

الحاصل یُوں مسیحی دین کی بشارت دی گئی اور یوں اُس کے مطابق مسیحی زندگی گزارتے تھے۔ جس کے سبب سے ہر طبقہ کے مرد و زن دُور دُور

نزدیک کی کلیسیا میں شامل ہوتے گئے۔

علاوہ ازیں اس خوشخبری کے مناد رُوح القدس کی آگ سے بھرے تھے جو مسیحی دین کی سادگی - رُوحانی خوبصورتی اور کمالیت کو بڑے زور اور سرگرمی سے ہر ایک کے سامنے پیش کرتے تھے - ان میں ایسے اُیسے مذہب کے حامی تھے - جو مسیحی دین کی صداقتوں اور اُس کے مسائل کو اس اعلیٰ خوبی - خوش اسلوبی اور مؤثر پیرایہ میں بیان کرتے تھے - کہ مخالف معترضین بھی جن کو یہ دندان شکن جواب دیتے ان کا لوہا مانتے تھے - ان بزرگوں نے کلام الٰہی کا ترجمہ یونانی سے دُوسری زبانوں میں بھی کیا اور دیگر دینی تصنیفات بھی شائع کیں - جن کی نقلیں دُور دُور تک پہنچائی گئیں - یہ سب باتیں لوگوں کو مسیح کی طرف کھینچ لانے میں گہرا اثر رکھتی تھیں - لیکن سب سے بڑی بات جو لوگوں کو مسیح پر ایمان لانے کا وسیلہ ہوئی - وہ مسیحیوں کی رُوحانی عملی زندگیاں تھیں۔

دُوسری صدی کے اخیر تک جو مسیحی مذہب کی اشاعت ہوئی اُس کا ذکر اسکندریہ کا کلیمنٹ ( Clement ) یُوں کرتا ہے - کہ ہمارے اُستاد کا کلام محض یہودیہ ہی میں نہیں رہا - جس طرح فلسفہ یونان میں بلکہ تمام دُنیا میں پھیل گیا - اور بہت سے یونانی اور وحشی لوگ نیز کئی ایک فلاسفروں میں سے ایمان لائے - ٹرٹلین کا رتھیج کا یُوں بیان ہے - کہ گو ہم کل کے ہیں - لیکن ہم نے دُنیا کو اور تمہارے گھروں کو اس تعلیم سے بھر دیا ہے - بعد ازاں سپرین ( Cyprian ) یُوں لکھتا ہے - کہ شیطان دیکھتا ہے کہ بتوں کی پُوجا جاتی رہی - اور مندروں کی آمد و رفت بند ہو گئی - کیونکہ ایماندار بہت ہو گئے - عربی قوم اسکندریہ کے زیر نہ ہوئی اور پارتھی قوم



رُوم سے مغلوب نہ ہوئی - لیکن دونوں مُلکوں میں سے کئی ایک مسیحی ہو گئے۔

(اعمال ۲ : ۹-۱۱)

# تیسرا باب

## یہُودی مسیحی فرقے

اس امر کا بیان قدرے ہو چکا ہے - کہ پہلی صدی میں اس بات کا خطرہ تھا کہ بجائے اس کے کہ ایک بے تفریق کیتھلک رسُولی کلیسیا ہو - دو کلیسیائیں پہلو بہ پہلو بنتی جاتی تھیں - ایک اُن کی جو کہ یہودیوں میں سے مسیحی تھے - اور دُوسری اُن کی جنہوں نے غیر اقوام میں سے مسیحی دین کو قبول کیا تھا - جب پولُوس رسُول کی خدمت غیر اقوام میں خاص طور پر ہوئی - اور اُس کی توجہ اور کشادہ دلی ان مسیحیوں کی طرف جو کہ غیر اقوام میں سے آئے تھے زیادہ ہُوئی - تو یہ خطرہ زیادہ زیادہ بڑھتا گیا۔

گو پولُوس رسُول خود اپنے باپ دادوں کی رسُومات کا بہت پابند تھا اور مُوسوی شریعت کے دستورات کو مانتا بھی تھا - لیکن دل و جان سے اس بات پر آمادہ تھا کہ اُن مسیحیوں کو جو غیر اقوام میں سے مسیحی ہوئے ہیں پُوری رُوحانی آزادی ملے - اور اُس نے اپنے خط بنام گلتیوں میں صاف طور پر جتلا دیا کہ وہ جنہوں نے مسیح کو قبول کیا ہے - اُن کا تعلق مُوسوی شریعت سے کیا ہے۔

• چونکہ ان دونوں فرقوں میں اکثر تنازعہ رہتا تھا - اندریں اس لئے بھی

کہ یہودی مسیحی پولوس رسول کی رسالت کی کبھی قدر بے قدری بھی کرتے تھے۔ اس لئے پولوس رسول نے اس معاملہ کو یروشلیم میں رسولوں کے جنرل اجلاس میں پیش کیا۔ رسولی کونسل نے ۵۰ء میں یہ فیصلہ کیا کہ ان مسیحیوں کو جو کہ غیر اقوام میں سے آتے ہیں پوری روحانی آزادی ملنی چاہیئے۔ اور کوئی ضرورت نہیں کہ وہ موسوی شریعت کی پیروی کریں۔ (اعمال ۱۵: ۱۹ و ۲۹)۔

ہیرودیس اگرپا کی وفات کے بعد رومی حاکموں کے ظلم اور زیادتی کے باعث یہودی رومیوں سے باغی ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی مسیحی ۶۶ء میں شہر پیلا (Pella) کی طرف بھاگ گئے۔ اور طیطس کی فوج کے سامنے یروشلیم مغلوب ہوا۔ اور ہیکل مسمار کی گئی۔ اور یہ ۷۰ء میں ہوا۔ یہ دوسرا بڑا موقعہ تھا کہ یہودی غیر یہودی مسیحیوں کے سامنے پسپا ہوئے۔

ہیکل کے برباد ہونے کے ساتھ ہی یہودی قربانیاں۔ عید فسح اور کفارے کا دن سب بند ہو گئے۔ اور اُس وقت سے نہ تو یہودی اور نہ ہی مسیحی شریعت کی پابندی کر سکتے تھے۔ یہودیوں نے مسیحیوں کو یروشلیم کے چھوڑ کر چلے جانے کے بارے میں کبھی معاف نہ کیا۔ کیونکہ اُنہوں نے کہا کہ یہ اپنے بھائیوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ لہذا مسیحی کلیسیا یہودیوں سے بالکل جدا ہو گئی۔ یروشلیم کی بربادی سے مسیحیوں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ خدا یہ ظاہر کرتا ہے کہ موسوی شریعت اور عبادت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ مسیحیت قائم ہو گئی ہے۔ لہذا یہودیوں اور مسیحیوں میں جدائی کی خلیج بڑھ گئی۔ اور بجائے اتفاق کے دشمنی بڑھتی گئی۔ یہودی یہ خیال کرنے لگے۔ کہ مسیحی قومی مفاد کے خلاف



ہیں۔ اور باپ دادوں سے باغی ہیں۔ جس طرح فی زمانہ ہندوستانی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ مسیحی جو کانگریس کی مدد نہیں کرتے بے وفا ہیں۔ کئی ایک یہودی مسیحی اس امر سے مایوس ہو گئے۔ کہ مسیح نے اُن کو اس بلا سے نہ بچایا۔ اور پھر یہودی ہو گئے اور مسیحیت کو چھوڑ دیا۔

ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ یہودی مسیحی۔ غیر قوم مسیحیوں کے زیر ہوتے گئے۔ کیونکہ اس وقت سے نہ تو یہودی اور نہ ہی یہودی مسیحی موسوی شریعت کو پوری طرح مان سکے۔ اور نہ ہی دوسروں پر زور ڈال سکے۔

پھر ایک اور واقعہ ایسا ہوا۔ جس کے باعث یہودی دوسروں پر دباؤ نہ ڈال سکے۔ ۱۳۲ء میں بار کوکب (Bar-Cochab) نے رومیوں کے خلاف شاہ ہیڈریان کے زمانہ میں بغاوت کی اور یہودیوں نے اُس کو اپنا بادشاہ قرار دیا۔ کئی بار رومیوں نے کنعان میں اُس سے شکست کھائی آخر کار جولیس سیویرس (Julius Severus) کو برطانیہ (Britain) سے اس جنگ کے لئے بلایا گیا۔ اُس نے یہودیوں کو شکست دی۔ اور بعد ازاں سخت ایذا رسانی شروع کی۔ پانچ لاکھ اسی ہزار یہودیوں کو قتل کروایا۔ اور بے شمار یہودیوں کو غلام کر کے بیچا۔ یروشلیم ایک رومی فوجی چھاؤنی بنایا گیا۔ اور اس کا نام ایلیا کیپیٹولینس (Aelia Capitolinus) رکھا گیا۔ یہودیوں کو اس کے اندر جانے کی ممانعت کی گئی۔ لیکن مسیحیوں کو اندر رہنے کی اجازت دی گئی۔ اُس وقت مسیحی کلیسیا یہودیت سے بالکل جدا ہو گئی کیونکہ اُس وقت جو یہودی مسیحی یروشلیم میں آ گئے۔ وہ غیر قوم مسیحیوں کے

لباس میں آئے - اور اُن ہی کے دستورات استعمال کرنے شروع کر دیئے - رفتہ رفتہ یہودیت کیتھولک کلیسیا میں جذب ہوگئی اور ایک غیر یہودی مسیحی بنام مارکس کو اپنا بشپ بھی اِنتخاب کر لیا ۔

وہ یہودی مسیحی جو غیر اقوام مسیحیوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو سکے اور یروشلیم کو واپس نہ جا سکے - رفتہ رفتہ تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے ۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱ - نیزارائیٹس | یا | Nazarites |
| نیزارایں | | Nazoraeans |
| ۲ - ایبونائیٹس | | Ebionites |
| ۳ - ایلکسیٹس | یا | Elcesaites |
| سیمپسین | | Sampsaeans |

## ۱ - نیزارائیٹس NAZARITES

## یا نیزارایں NAZORAEANS

یہ وہ یہودی تھے جنہوں نے مسیحی ایمان کو قبول کیا تھا - مگر وہ مُوسوی رسُومات و شریعت کو برابر مانتے تھے - لیکن کبھی دُوسرے پر اس بارے میں زبردستی نہ کرتے تھے - بلکہ یروشلیم کی کونسل کے فیصلہ کو برابر تسلیم کرتے تھے - یہ کوشش کرتے تھے - کہ ان کی ہستی کیتھولک کلیسیا سے جُدا رہے - لیکن آہستہ آہستہ یہ فریق کمزور ہوتا گیا - یا تو یہودی فرقہ میں جذب ہوتا گیا - یا غیر قوم مسیحیوں میں شامل ہوتا گیا ۔

اگسٹین بیان کرتا ہے - کہ دُوسری صدی کے شروع میں انطاکیہ میں ایسے یہودی مسیحی موجود تھے - جو یہودی سبت اور رسموں کو مانتے



تھے - جسٹن شہید ایسے یہودیوں سے واقف تھا - جو کہ یہودی شریعت کو مانتے - اور یشوع کو مسیح تصور کرتے تھے ۔

جیروم ( Jerome ) ان کی صدر آبادی سے بمقام بیرویہ ( Beroea ) سے واقف تھا - اور اُن کی انجیل بنام عبرانیوں کو یونانی اور لاطینی میں ترجمہ کیا ۔

## ۲ - ایبونائیٹس EBIONITES

یہ لفظ عبرانی زبان ابیون سے نکلا ہے - جس کے معنے ہیں "غریب" یہ گمان کرتے ہیں - کہ اُنہوں نے یہ نام مسیح کی تعلیم کے مطابق رکھا - مثلاً "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں - کیونکہ وہ آسمان کی بادشاہت کے وارث ہوں گے" ۔

بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ نام اُن کا طنزاً رکھا گیا - کیونکہ یہ غریبی کی تعلیم دیتے تھے - یہ اُن کے جانشینوں میں سے تھے جو پولُوس رسُول کی مخالفت کرتے تھے - اور یہ تعلیم دیتے تھے - کہ ہر ایک مسیحی پر خواہ یہودیوں میں سے ہو خواہ غیر اقوام میں سے - مُوسوی شریعت کو ماننا نجات کے لیئے ضروری ہے - وہ پولُوس رسُول کو ایک جُھوٹا رسُول یا انجیل کو بگاڑنے والا کہتے تھے - وہ مسیح کی اُلوہیت سے انکار کرتے تھے - اور اُس کی معجزانہ پیدائش کے مُنکر تھے - اور یہ کہتے تھے - کہ مسیح کی پیدائش فطرتی طور پر یُوسف اور مریم سے ہوئی اور یسُوع محض ایک اِنسان تھا - لیکن بپتسمہ کے وقت رُوح القُدس کے نزُول سے مسیح ہُوا - لیکن یہ بھی اُس کے مصلُوب ہونے کے وقت اُس سے جُدا

ہوگیا۔ وہ کہتے تھے کہ مسیح ایک مخلوق ہستی تھی۔ جو کہ فرشتوں سے اعلیٰ تھی۔ وہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا کہ آئندہ جہان پر حکومت کرے۔

اوریجن ( Origen ) ذکر کرتا ہے۔ کہ ان میں دو فریق تھے۔ دونوں موسوی شریعت کو ماننے اور مقدس پولوس کے خطوط کو رد کردیتے تھے۔ لیکن ایک فریق مسیح کی پیدائش کنواری سے مانتا تھا اور دوسرا منکر۔ آئیرینیئس ( Irenaeus ) لکھتا ہے۔ کہ وہ مقدس متی کی انجیل کا استعمال کرتے تھے۔ لیکن مقدس پولوس اور اس کی تعلیم کو نہ مانتے تھے۔ وہ موسوی شریعت کو مانتے۔ ختنہ کرواتے اور یہ مانتے تھے کہ یسوع یوسف کا فطرتی بیٹا ہے۔ یوسیبیس ( Eusebius ) لکھتا ہے۔ کہ وہ پولوس رسول کے خطوط کے انکاری تھے۔ اور صرف ایک انجیل بنام عبرانیوں کا استعمال کرتے تھے۔ وہ سبت اور اتوار دونوں کو مانتے تھے اور عشاءِ ربانی عمل میں لاتے تھے۔ اُن کا یہ ایمان تھا کہ یسوع یوسف کا بیٹا ہے۔

ممکن ہے کہ کلیمنٹائن ہومیلیز ( Clementine Homilies ایک ایبونائیٹ نے تصنیف کیں۔ اور یہ کتاب اُس فرقے کے خیالات کا اظہار ہے۔ اُنہوں نے کئی ایک اناجیل بھی تصنیف کیں۔ جن میں مقدس پطرس کی اہمیت کو ابتدائی کلیسیا میں مبالغہ آمیز الفاظ میں تحریر کیا۔

ایبونائیٹ ایک نامعلوم سا فرقہ تھا۔ اور اُس میں کوئی ایسا لیڈر بھی نہ تھا۔ جس کے پیرو لوگ ہو جاتے۔ یہ فرقہ مدت تک یونہی چلتا رہا۔ اور آخرکار اسلام میں جذب ہوگیا۔



## ۳۔ ایلکسیٹیس ELCESAITES یا سمپسینیس SAMPSAEANS

یہ فریق اپنے بانی کے نام سے کہلایا۔ جو کہ شاہ ہیڈریان کے زمانہ میں تھا۔ اور سمپسینیس اس لئے کہلاتے کیونکہ اس لفظ کے معنے سورج ہے۔ اور یہ لوگ سورج کی طرف منہ کرکے عبادت و دعا کیا کرتے تھے۔ یہ ایبونائیٹ کی ایک شاخ تھے۔ اور ایبونی۔ اسینیس ( Essenes ) اور مشرقی فلسفہ کی تعلیم کو عجیب طور پر خلط ملط کرکے مانتے تھے۔ ان کا پتہ زیادہ تر کلیمنٹائن ( Clementine ) خطوط سے ایلکسیٹیس ( Elcesaites ) نے دوسری صدی میں مرتب کیا۔ ان کی تعلیم میں غیر اقوام کی فلاسفی اور جادو کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اسینی ( Esseni ) یہودی اور غیر اقوام کی تعلیم کی ملاوٹ ہے اور زیادہ تر فقیری کی طرف رخ ہے۔ وہ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ انجیل کوئی نیا مکاشفہ نہیں ہے۔ بلکہ اُن کے ابتدائی مذہب کا پھر شائع ہونا ہے۔ موسوی شریعت میں سے سبت اور ختنہ کو ضروری قرار دیتے تھے۔ لیکن قربانیوں کو رد کرتے تھے۔ اور گوشت کو خوراک کے لئے ناجائز قرار دیتے تھے۔ اور شادی کی اجازت تھی۔ ایک طرف تو یہودیت کے دائرہ سے نکل کر ایبونی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر دوسری طرف یونانی اور مشرقی فلسفہ کو لے کر ناسٹک ( Gnostic ) فرقہ کی طرف رخ تھا۔

یہ یہودی مسیحی فرقے پانچویں صدی تک کشمکش کرتے رہے۔ اور اُن کی یہ کوشش رہی کہ مسیحی کلیسیا سے جدا اپنی ہستی کو قائم کریں۔ لیکن

اُس وقت کی اُن کی تاریخ معدوم ہوگئی ہے اور جو کچھ اُن کی تعلیم کے بارے میں رہا۔ اُس کا کلیمنٹائن ( Clementine ) خطوط سے پتہ لگتا ہے۔ جو کہ دُوسری صدی کے آخر میں لکھے گئے - ان کو یونانی میں ہوملی ( Homilie ) لاطینی اور سریانی میں ری گگنیشن Recognition کہتے ہیں - اور یہ" پطرس کے سفرنامہ" سے اخذ کیئے گئے ہیں - یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح کلیمنٹ جوکہ امیرزادہ تھا - اپنی بیوی اور دو بچوں کی تلاش میں سرگردان تھا - برنباس نے اُس کو سچائی کی تعلیم دی- آخرکار کلیمنٹ قیصریہ میں پطرس سے ملا جب کہ وہ سائمن میگس جوکہ اپنے کو مُقدس پولوس کہتا تھا - اُس سے زور شور سے مباحثہ کر رہا تھا - پطرس کا اس وقت یہ کام تھا کہ سائمن میگس کی تعلیم کو ردّ کرے۔ مُقدس پطرس نے کلیمنٹ کو تعلیم دی - اور اُس وقت اس کا یہ کام تھا کہ مُقدس پطرس کے کل مباحثہ کو جو کہ وہ سائمن میگس سے کرتا تھا - لکھ کر مُقدس یعقُوب کو یروشلیم بھیجے - یہ کتاب گویا ایک مذہبی ناول ہے - جس میں اُس مخالفت کے بارے میں جو دو رسُولوں میں ہوئی - اور جس کا ذکر گلتیوں ۲ : ۱۱ میں آیا - نہایت ہی مبالغہ آمیز الفاظ میں کہا ہے - اور اس کے لکھنے کا مطلب یہ تھا - کہ پولُوس رسُول کی تعلیم کو نیچا دکھایا جائے اور ایبونائیٹ تعلیم کو اُونچا دکھایا جائے۔ جس کو وہ پطرس رسُول کی طرف منسُوب کرتے تھے ٭



# چوتھا باب

## پہلی اور دُوسری صدی میں مسیحی کلیسیا اور رُومی سلطنت

رُومی سلطنت کے قانون کی رُو سے تمام قومی اور دیرینہ مذاہب جائز سمجھے جاتے تھے۔ شرط صرف یہ تھی - کہ ان مذہبوں میں خُفیہ سماجیں اور مجلسیں نہ کی جائیں - کیونکہ سلطنت کو خُفیہ سازشوں کا اندیشہ رہتا تھا - جب سلطنت کسی ملک کو فتح کرتی - تو اُس مُلک کے قومی مذہبوں کو جائز قرار دیتی تھی - یہ طریقہ گویا رومی سلطنت کا دستُور یا پالیسی سمجھی جاتی تھی - جب مُلک یہودیہ رُومی سلطنت میں شامل کیا گیا - تو یہودی مذہب قانوناً جائز قرار دیا گیا - اور یہودیوں کو خاص حقُوق بھی حاصل ہوئے - مگر اُن کو مُرید بنانے کی اجازت نہ تھی - اگرچہ رُومی سرکار نے قومی معبُودوں کی اجازت دے رکھی تھی - مگر شخصی معبُودوں کی عبادت کی ممانعت تھی - اس لحاظ سے جو اشخاص کسی شخصی معبُود کی عبادت کرتے تھے - وہ مُجرم سمجھے جاتے تھے - لہذا اُنہی معبُودوں کی پرستش ہو سکتی تھی جن کی سرکار رُوم سے اجازت حاصل ہوتی تھی - اس قانون کی رُو سے شخصی تمیز کے حقُوق حاصل نہ تھے ٭

چوتھی صدی تک مسیحی مذہب قانُون کی رُو سے لازمی مذہب نہیں مانا جاتا تھا - جب یہ بات معلوم ہوئی - کہ مسیحی مذہب یہُودی مذہب سے بالکل علیحدہ ہے - تو اس سے وہ سلُوک شروع کیا گیا - جو غیر مستند

مذاہب سے ہوتا تھا۔ رومی گورنر پلینی ( Pliny ) کو جو جواب شہنشاہ ٹریجن ( Trajan ) نے دیا۔ اُس سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ شہنشاہ ڈیشیئس ( Decius ) کے عہد تک مسیحیوں کے خلاف کوئی خاص قانون جاری نہ ہُوا تھا۔ لیکن اس کے عہد میں مسیحی مذہب بدامنی کا بانی قرار دیا گیا جو کہ جُرم کے مترادف تھا۔

خداوند یسوع مسیح نے اس بات کی خبر پہلے ہی سے دے دی تھی۔ کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے۔ جبکہ اُس کے پیروؤں پر سخت مصیبت آئیگی اور اُس کے پیرو اُس کے نام کی خاطر قوموں میں حقیر سمجھے جائیں گے[۲]۔ یہ فرمان خداوند یسوع کا بہت جلد پورا ہو گیا۔

اب ہم دیکھیں گے کہ پہلی چار صدیوں میں جو ایذا رسانیاں مسیحیوں پر آئیں۔ اُن کے کیا اسباب تھے۔ پہلی بات جو قابلِ غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ رومی بادشاہوں کا مسیحیوں کو ستانا اور اُنہیں ایذا پہنچانا کوئی مذہبی سبب نہ تھا۔ بلکہ مُلکی اور پولٹیکل تھا۔ یہودی چونکہ رومیوں سے خلط ملط ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ مہربانی کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن مسیحی کلیسیا کا انتظام۔ مجلسیں۔ ایمانی اصول۔ طریق سیاست رومی قوم سے بالکل جداگانہ تھے۔ اور یہ رومی بادشاہوں کو ناگوار گزرتا تھا۔ اس لئے ایذا رسانی اس کا نتیجہ ہُوا۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی بات تھی۔ کہ اگرچہ مسیحی رومی شہنشاہ اور اس کے حکام کے اختیارات کو پوری فرماں برداری کے ساتھ تسلیم کرتے تھے تاہم وہ پہلے اپنے آپ کو مسیحی تصور کرتے اور پھر رومی رعایا۔ وہ ہر طرح سے مانتے تھے۔ کہ جو قیصر کا ہے۔ وہ قیصر کو دیں۔ مگر

۱؎ اعمال ۱۸: ۱۲-۱۸۔ ۲؎ متی ۱۰: ۱۸-۲۲ و متی ۲۴: ۹۔



اس سے زیادہ ضروری یہ تھا۔ کہ جو خدا کا ہے۔ خدا کو دیا جائے۔ یوں وہ خدا کے حکم کو قیصر کے حکم سے افضل سمجھتے تھے اور اس کے نتیجہ کی پروا نہ کرتے تھے۔ رومی سرکار مسیحیوں کے اس اصول کو قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ اور نہ کلیسیا اپنے اصول کے بدلنے کو۔ اس لئے رومی سرکار نے ہر طرح سے کوشش کی۔ کہ اس نئی اور انوکھی سوسائٹی کو تنگ کرے۔

۱۔ سب سے بڑی شکایت جو مسیحیوں کے خلاف رومی سرکار کو تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ مسیحی رومی قیصر کو الٰہی عزت دینے سے انکار کرتے تھے۔ کیونکہ رومی حکام اور رومی رعایا کی نظر میں رومی قیصر نیکی مجسم سمجھا جاتا تھا۔ اور رعایا کی سب سے اعلیٰ وفاداری اور خوبی بادشاہ اور گورنمنٹ کی خدمت سمجھی جاتی تھی۔ انسان کا اعلیٰ فرض یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ بادشاہ اور گورنمنٹ کی خاطر جیئے اور مرے۔ چونکہ شہنشاہ خدا کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اُس کو الٰہی عزت دینے سے انکار کرنا سخت اور سنگین جُرم تھا۔ لہذا مسیحی لوگ باغی سمجھے جانے لگے۔ سالانہ عیدوں پر صوبے کا سردار کاہن میرِ مجلس ہوتا تھا۔ اس موقعہ پر ایک انبوہِ کثیر جمع ہوتا تھا اور کھیل تماشا کرتے تھے۔ اور ہر ایک سے یہ توقع کی جاتی تھی۔ کہ قیصر اور روم کی پرستش کرے۔ اگر مسیحی اُس باطل پرستش کے سبب سے اُن کھیلوں سے غیر حاضر ہوتے تھے تو وہ باغی سمجھے جاتے تھے اور اُن کو سزا دی جاتی تھی۔ اور اگر وہ اُن تماشوں میں شامل ہوتے تھے تو وہ قیصر کی پرستش سے گریز نہ کر سکتے تھے۔ قیصر کی پرستش کا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ دوسرے مذہبوں کا انکار کیا جائے۔ بلکہ دوسرے مذہب کی پیروی کا اعتقاد رکھتے ہوئے قیصر کے آگے سرنگوں ہو اور قومی عبادت میں حصہ لے خواہ اُس

کے دلی خیالات کیسے ہی ہوں اس کی پروا نہ تھی۔ قیصر کی قسم نہ کھانے والے اور اُس سے الٰہی عزت نہ دینے والے صریح باغی سمجھے جاتے تھے چنانچہ ایسے باغی سخت سنگین سزا کے مستوجب ہوتے تھے۔

۲۔ دوسری شکایت مسیحیوں کے خلاف یہ تھی "کہ ان کا مذہب ناجائز ہے اور مستند نہیں۔ چونکہ یہ شاہی مذہب کے پیروؤں کو اپنی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ اس لئے اُن کی وفاداری میں فرق آتا ہے" سسرو (Cicero) نے تو یہاں تک تعلیم دے دی کہ سوائے شاہی معبود کے کسی اور معبود کی پرستش نہ ہونی چاہیئے۔ اور کسی نئے معبود کی پرستش جب تک وہ جائز قرار نہ دیا جائے ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ رُومی سرکار نے اس رومی فیلسوف سسرو (Cicero) کی تصدیق و تائید کی۔ چونکہ رومی سرکار نے مسیحی مذہب کو جائز قرار نہ دیا لہٰذا جس کسی نے بھی مسیحی مذہب کو اختیار کیا۔ وہی بغاوت کا مجرم ٹھہرایا جاتا تھا۔ اِس لئے مسیحی مذہب کی پیروی خلاف قانون ٹھہری۔ چونکہ شاہی مذہب کی تاثیر زندگی کے ہر طریق پر تھی۔ خواہ وہ پبلک ہو خواہ سول اس لئے ان دونوں صورتوں میں مسیحیوں کی خدمات ناممکن تھیں۔ اس صورت سے مسیحی تماشہ کھیل تماشوں سے بالکل علیحدہ رہتے تھے۔ اور یوں ہر طرح سے بہ نظر حقارت دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ تیسری صدی کا ایک مسیحی مؤرخ غیر مسیحیوں کی تحریرات سے اقتباس کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ "کہ تم مسیحیوں کو زندہ رہنا جائز نہیں" +

۳۔ تیسری وجہ مسیحیوں کی ایذا رسانی کی یہ تھی کہ مسیحی مذہب دیگر مذاہب سے بالکل نرالا۔ پڑھنے اور پھیلنے پھُولنے والا اور رُوحانی تھا۔ اِس خیال سے گورنمنٹ اور پبلک اس سے نفرت کرتی اور ہر طرح ستاتے



پر مستعد رہتے۔ مسیحیوں کو دیگر مذاہب کی طرح ایک مذہب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا مگر مسیحیوں کا یقین تھا۔ کہ مسیحی مذہب ہی اکیلا مذہب کہلانے کا مستحق اور حق و راست ہے۔ پس مسیحی مذہب کے اس حق کو تسلیم کرنا شاہی مذہب کی جڑ پر کلہاڑا رکھنا تھا۔ اور اس کے احکام کی پیروی قومی اور شاہی مذہب کی بیخ کنی کرتا تھا۔ اس لئے مسیحیوں کو ستانا اور اس مذہب کو دبانا ایک ضروری فرض سمجھا گیا +

اس کے علاوہ مسیحی بڑی سرگرمی سے اپنے مذہب کی منادی کرتے۔ اور عموماً لوگوں کو مسیحی کلیسیا میں شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس لئے ستائے جاتے تھے۔ ایک طرف تو مسیحیوں کے خلاف تعصب کی لہریں موجزن تھیں مگر دُوسری طرف مسیحی شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے خواہشمند رہتے تھے حتیٰ کہ ایذا رسانی شروع ہو جاتی۔

مسیحی مذہب کا رُوحانی طریق بھی حکام کی نظر میں شک و شبہ سے خالی نہ تھا۔ وہ دیکھتے تھے۔ کہ ان لوگوں کے خُدا کا نہ تو کوئی بُت ہے۔ اور نہ کوئی مذبح ہے۔ اور نہ عبادت کے واسطے کوئی شاندار عبادت خانہ۔ ان ظاہری باتوں کے لحاظ سے یہ ایک خُفیہ سوسائٹی سمجھی جاتی تھی۔ ان کا اکٹھا ہونا شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا مسیحیوں کے خُفیہ جلسے سلطنت کے واسطے نُقصان کا باعث سمجھے جاتے تھے اور اس بات کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ کہ جو لوگ کبھی نہ کسی وجہ سے ناراض ہو کر ان میں شامل ہوں گے وہ سلطنت کے خلاف خُفیہ سازشیں کریں گے۔ شہنشاہ تراجان (Trajan) نے ایسے جلسوں کے خلاف ایک حکم صادر کیا تھا۔ جس کی رُو سے مسیحیوں کا جمع ہونا ناجائز تھا +

۴۔ ایک اور بڑی وجہ مسیحیوں کے ستائے جانے کی یہ تھی کہ اُس زمانہ میں بُت فروشی کی تجارت کا بڑا زور تھا۔ جس کے ذریعہ بُت فروشوں کو بڑی آمدنی تھی اور مسیحی بُت فروشی اور بُت پرستی کے سخت مخالف تھے۔ اُن کی مخالفت کی وجہ سے اس تجارت کو نُقصان پہنچتا تھا۔ اِس لئے اور مسیحیوں کو ستایا جاتا تھا۔ رسُولوں کے اعمال کی کتاب میں دیکھا جاتا ہے کہ افسُس میں صرف اسی وجہ سے بڑا ہنگامہ ہوگیا تھا۔ یہاں پولُوس رسُول کی مُنادی کی وجہ سے اس تجارت کو بہُت نُقصان پہنچا تھا۔ اور ارتمس دیوی کے بُت تراشوں کو گھاٹا پڑنے لگ گیا تھا۔ اس لئے رسُول کی سخت مخالفت کی گئی۔ یہ خیال اُس خط سے جو گورنر پلینی ( Pliny ) نے قیصر تراجان ( Trajan ) کو لکھا اور بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے وہ لکھتا ہے کہ بتھنیا کے علاقہ میں بہُت لوگ مسیحی ہوگئے ہیں۔ جس کے سبب مندروں کی قدر و منزلت بہُت گھٹ گئی ہے۔ قُربانی کے جانوروں کی خرید و فروخت جاتی رہی ہے۔ پُجاریوں اور بُت کے تاجروں کی بے قدری ہو رہی ہے۔ پس اس وجہ سے جن لوگوں کی معاش کو نقصان پہنچا وہ مسیحیوں کے جانی دُشمن ہوگئے ۔

۵۔ ایک اور وجہ مسیحیوں کے ستائے جانے کی یہ بھی تھی۔ کہ مسیحیوں کی نسبت خیال کیا جاتا تھا۔ کہ چونکہ یہ لوگ بُتوں اور دیوتاؤں کے مُنکر ہیں۔ لہٰذا یے خُدا ہیں اور ان کے مُنکرِ خُدا ہونے کی وجہ سے تمام مُصیبتیں مثلاً کال زلزلہ جنگ اور آتشزدگی مُلک پر آتی ہیں۔ سو جب کبھی کوئی حادثہ واقع ہوتا تو مسیحیوں کی شامت آجاتی اور ہر طرف سے شور اُٹھتا کہ مسیحیوں کو شیروں کے آگے ڈال دو۔ قیصر مارکس اوریلیس



( Marcus Auerlius ) کے عہد میں جبکہ قحط۔ بھونچال اور طُغیانی سے مُلک پر تباہی آئی اور مشرق و مغرب سے مُلک پر حملے ہونے لگے۔ تو ان سب آفات کا مُوجب مسیحی سمجھے گئے اور ہر طرح کے ظلم و جبر کا نشانہ بنے ۔

اگرچہ بعض قیصران روم نے مسیحیوں کو بُری طرح ستایا اور مسیحی مذہب کے دبانے کی ہر طرح کوشش کی۔ تاہم بعض موقعوں پر سرکارِ روم مسیحیوں پر مہربان بھی رہی۔ اور اُن پر نظرِ عنایت رکھی۔ اور مسیحی بزرگ ( Origen ) اپنے اُن عذرات میں جو اُس نے سیلسُس ( Celsus ) کو تحریر کئے لکھتا ہے۔ کہ قیصران کی یہ نظرِ عنایت اس وجہ سے تھی کہ خُدا اپنی کلیسیا کی حفاظت اور خبرداری کرتا تھا ۔

مسیحی صُلح کُل۔ قانُون کے تابع اور تجار تھے۔ اس لئے اکثر حکام ان میں مداخلت کی وجہ نہ پاتے تھے۔ سنہ ۱۸۰ء سے سنہ ۲۸۰ء تک ایک سو سال کے عرصہ میں جو قیصر مارکس اوریلیس ( Marcus Auerlius ) سے قیصر ڈیوکلیشین ( Diocletion ) کا زمانہ تھا۔ مسیحی آرام سے رہے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ سلطنت میں بڑی بدامنی تھی۔ اس ایک صدی کے عرصہ میں چوبیس تبدیلیاں گورنمنٹ میں ہوئی تھیں۔ پینتیس ۳۵ قیصر تخت نشین ہوئے تھے۔ سخت گڑبڑی کی حالت تھی۔ یہاں تک کہ قیصر اور اُن کے سرکاری افسر سرکاری معاملات میں اس قدر مُبتلا تھے کہ مسیحی دین کی طرف توجہ نہ کر سکتے تھے لہٰذا یُوں مسیحی امن و امان سے رہے۔ ان قیصروں میں اکثر کشادہ دِل اور اُن کی شہزادیاں مہربان تھیں اور وہ مسیحیوں کو نظرِ التفات سے دیکھتے تھے ۔

اگرچہ ابتدائی زمانہ میں مسیحی طرح طرح ستائے گئے اور قید و قتل ہوئے تاہم یہ بھی خُدا کا پوشیدہ راز اور برکت تھی۔ کیونکہ اس کی وجہ سے کلیسیا بالکل پاک و صاف رہی۔ کیونکہ کوئی منافق جو ظاہر و باطن میں یکساں نہ ہوتا تھا کلیسیا میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ یُوں مسیحی دُنیا سے الگ رہتے اور رُوحانیت میں بڑھتے گئے۔ کیونکہ اُس وقت زندگی ایسی بے ٹھکانہ اور بے قیام تھی۔ کہ کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ کس وقت مُصیبت آ جائے کہ اُسے سب کچھ چھوڑنا پڑے۔ ان کا ایثار دیکھ کر بہت لوگ مسیح کے پیرو ہوتے گئے۔

# پانچواں باب

## مُصیبت اور آزمائش

### مسیحیوں کی پہلی چھ ایذا رسانیاں

مسیحیوں کی ابتدائی ایذا رسانیوں کی دو حالتیں ہیں۔ اوّل زمانہ سنہ ۶۴ء سے سنہ ۱۹۲ء تک جبکہ متواتر ایذا رسانی جاری رہی۔ دُوسرا سنہ ۱۹۲ء سے سنہ ۳۱۳ء کا زمانہ ہے۔ جس میں کبھی ایذا اور کبھی آرام نصیب ہُوا۔

ان دونوں زمانوں میں کلیسیا پر خاص طور پر دس ایذا رسانیاں وارد ہوئیں۔ جو مصر کی دس آفتوں کے مشابہ ہیں۔ یا اُن میں دس بادشاہوں سے جن کا ذکر مشاہدات میں ہے۔ جو برّے کے مخالف جنگ کرتے ہیں۔[۱]

۱؎ مکاشفہ ۱۷: ۱۲-۱۴



صرف انہی دس ایذا رسانیوں پر زور دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ اُن کے علاوہ اور بہت موقعوں پر مسیحی بَرملا ستائے گئے۔

ذیل کے چھ قیصروں کے عہد میں جو سنہ ۶۴-۱۹۲ء کا زمانہ ہے کلیسیا ستائی گئی۔

(۱) نیرو ( Nero ) سنہ ۵۴-۶۸ء

(۲) ڈومے شین ( Domitien ) سنہ ۹۵-۹۶ء

(۳) تراجان ( Trajan ) سنہ ۹۶-۱۱۷ء

(۴) ہیڈریان ( Hadeian ) سنہ ۱۱۷-۱۳۸ء

(۵) انٹونینس پائیس ( Antoninus Pius ) سنہ ۱۳۸-۱۶۱ء

(۶) مارکس اوریلیس ( Marcus Aurelius ) سنہ ۱۶۱-۱۸۰ء

ان میں سے بعض ایذا رسانیوں کے بارے میں ہمیں بہت کم معلوم ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ کے مسیحیوں نے اپنے بھائیوں کے ان دُکھوں کی بابت بہت کم لکھا ہے۔ اور رُومی مؤرخوں نے ان غریب مسیحیوں کی ایذا رسانیوں کو اپنی کتابوں میں درج کرنا بہت ضروری نہ سمجھا۔ ٹیکیٹس ( Tacitus ) بہت مختصر طور پر اُن مظالم کا ذکر کرتا ہے۔ جو کہ شہنشاہ نیرو نے کئے۔ اور جس کی بابت اُس نے شہنشاہ ٹریجن کو لکھا۔ اور ان ایذا رسانیوں کا جو کہ بیت اینیا میں ہُوئیں۔ صرف اُسی سے پتہ چلتا ہے۔

ان چھ ایذا رسانیوں کا حال ہم نمبروار بیان کرتے ہیں:-

(۱) قیصر نیرو Nero سنہ ۵۴ء سے سنہ ۶۸ء تک تخت نشین رہا۔ اور یہ تواریخ میں غرور، عیش اور ظلم کا پُورا نمونہ تھا۔ اس کے پہلے دس سال تو کلیسیا کے واسطے امن و چین کا زمانہ رہا۔ اُس وقت مسیحی یہودیوں کا صرف ایک فرقہ سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ یہ بھی یہودیوں کی طرح حقیر سمجھے جاتے

تھے۔ تاہم اُن کی مانند اُن پر بھی مہربانی کی نظر رہتی تھی۔ چونکہ گورنمنٹ اس وقت اپنی رعایا میں سے ہر ایک کی حفاظت اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اس لئے مسیحیوں کو یہودیوں اور دوسرے لوگوں کے حملوں سے بچانے کی کوشش کرتی تھی۔ جیسا کہ ہم اعمال کی کتاب میں کلودیئس لوسیاس کے حال میں پڑھتے ہیں۔ پھر فیلکس کی بابت[1]۔ پھر اور دیکھو فیستس کی بابت[2]۔ لیکن نیرو (Nero) کے عہد میں یہ طریقہ بالکل بدل گیا۔ گورنمنٹ نے مسیحیوں کی حفاظت کرنا اپنا فرض نہ سمجھا۔ بجائے حفاظت کے ستانا شروع کیا۔ اس وقت مسیحی مذہب روم میں خوب جڑ پکڑ کر مضبوط ہو گیا تھا۔ ہر طبقہ کے مسیحی روم میں پائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ شاہی خاندان میں بھی مسیحی موجود تھے۔ اس وقت روم میں ایک زبردست اور مضبوط کلیسیا موجود تھی۔ جو کہ مقدس پولوس اور مقدس پطرس رسولوں کی محنتوں کا پھل تھا۔ شہنشاہ نیرو ایک ظالم متلون مزاج اور ضدی قیصر تھا۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ اُس کو پسند نہ کرتے تھے۔ اور نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ البتہ عوام اُس کو پسند کرتے تھے۔ کیونکہ اُس نے غربا اور ہیچ لوگوں کو ٹیکس معاف کر دیا تھا۔ اور کھیل تماشے خوب دکھائے جاتے تھے۔

۱۸ جولائی سنہ ۶۴ء کے دن شہر روم پر ایک آفت آگئی۔ شہر میں سخت آگ لگ گئی۔ جو متواتر ۹ دن تک رہی۔ جس سے قریباً تمام شہر روم جل کر خاکستر ہو گیا۔ عوام الناس کا خیال تھا کہ یہ آتشزدگی نیرو کی بدطبیعت

[1] اعمال ۲۱: ۳۱ و ۳۲ ؛ ۲۳: ۱۳۔

[2] اعمال ۲۴: ۲۲-۲۳ ؛ اعمال ۲۵: ۱-۱۲۔



اور جنون کا نتیجہ ہے۔ نیرو نے اس بدنامی کے دھبے کو اپنے اوپر سے دور کرنے کے واسطے آتشزدگی کا الزام مسیحیوں پر لگا دیا۔ بس پھر کیا تھا جو آگ شہر روم کو خاک کا تودہ کر کے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ وہ ایذارسانی کے وسیلہ مسیحیوں پر بھڑک اُٹھی۔ بڑی سختی سے مسیحی ستائے جانے لگے۔ اس واقعہ کے پچاس برس بعد کا مؤرخ ٹیکیٹس (Tacitus) اور سوئیٹونیس (Suetonius) اس واقعہ کا بیان بڑی قدر کرتے ہیں۔ ٹیکیٹس یوں لکھتا ہے۔ "نیرو نے اپنے اوپر سے الزام دور کرنے کے واسطے مسیحیوں کو جن سے لوگ پہلے متنفر تھے متہم کیا اور انکو سخت سزائیں دی گئیں۔ قیصر تبریس (Tiberius) کے عہد میں پیلاطوس نے مسیح کو مصلوب کیا۔ اس وقت کوئی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ جو مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد جاتی رہی۔ یہ وہم نہ صرف یہودیہ میں بلکہ روم میں پھیل گیا۔ اس آتشزدگی کے موقعہ پر بہت مسیحی اسی وہم میں گرفتار کیے گئے۔ اور بعض سے جبراً اقبال کروا لیا گیا۔ پھر کیا تھا۔ بہت مسیحی سختی سے ستائے گئے۔ مؤرخ بعض ایذاؤں کا بیان یوں کرتا ہے۔ کہ کئی مسیحی چمڑے میں لپیٹ کر پھینکے گئے۔ اور پھر تماشاگاہ میں پھینکے گئے۔ اور کتوں سے پھڑوائے گئے۔ بعض صلیبوں پر چڑھائے گئے۔ بہتیرے مسیحیوں پر تیل ڈالا گیا۔ اور رات کے وقت بلیوں کے ساتھ جکڑ کر آگ سے جلائے گئے۔ گویا بادشاہی تماشاگاہ کو روشن کرنے کے لئے مشعلیں مقرر تھیں اور شہنشاہ نیرو عام لوگوں سمیت اُن کو کٹھڑوں میں اڑاتا تھا۔ مسیحی عوام کے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ آتشزدگی کا ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ اس موقعہ پر مسیحی اس قدر سختی سے ستائے گئے۔ کہ عوام الناس کے اندر بھی اُن کے

واسطے ہمدردی اور رحم پیدا ہوگیا۔ خیال ہے۔ کہ اس ایذا رسانی کی آگ کے شعلے روم سے باہر بھی پہنچے۔ لیکن اس کی نسبت بہ تحقیق نہیں کہہ سکتے۔ البتہ مکاشفات کی کتاب سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں ایذا رسانی ہوئی۔ انٹی پاس ( Antipas ) بزرگ پرگمس میں شہید ہوا۔ سمرنا میں بھی مسیحی ستائے گئے۔ افسس میں مسیحیوں کے صبر اور برداشت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اور روم کا بشپ کلیمنٹ ( Clement ) لکھتا ہے۔ کہ اسی موقعہ پر مقدس پطرس اور مقدس پولوس مقدسوں کی بڑی جماعت کے ساتھ شہید ہوئے ۔

یہ ایذا رسانی گورنمنٹ کی کسی خاص پالیسی پر مبنی نہ تھی۔ صرف نیرو نے اپنے اوپر سے آتشزدگی کا الزام دور کرنے کو جاری کی۔ عوام الناس میں جو نفرت اور جوش مسیحیوں کے خلاف پیدا ہوگیا۔ یہ گویا مسیح کے دعوؤں کے خلاف ایک فطرتی نتیجہ تھا۔

اس پہلی ایذا رسانی سے تمام کلیسیاؤں کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اگرچہ ابھی تک حکام ان کو ظالموں سے بچاتے رہے تھے تاہم انہوں نے ایسا معلوم کر لیا کہ پہلی پالیسی بدل گئی ہے۔ اب کوئی حاکم وقت شہنشاہ نیرو کی پیروی کر کے ان کو ستا سکتا ہے روم میں ایذا رسانی کی ایک نظیر قائم ہوگئی تھی۔ اور صوبوں نے بھی جلد اس کی پیروی کرنی شروع کر دی ۔

۶۸ء میں فرانس اور جرمنی۔ روم سے باغی ہوگئے۔ اس گڑبڑی کی حالت میں عوام نے نیرو کو نکال دیا۔ اور اس نے خودکشی کر لی ۔ بعد ازاں ایک سال میں چار شہنشاہ متواتر تخت پر بیٹھے۔ جن میں سے



تین مارے گئے۔ بغاوت روم میں عام ہوگئی۔ اس ابتری کی حالت میں مسیحیوں کے ستانے کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ لہذا مسیحی شمار میں روز بروز بڑھتے گئے۔ آخرکار سنہ ۶۹ء میں سلطنت ویسپیسین ( Vespasian ) کے ہاتھ چلی گئی اس کے زمانہ میں یروشلیم کا محاصرہ اور تباہی ہوئی اور ہیکل جلائی گئی۔ بے شمار یہودی ایام محاصرہ میں تباہ ہو گئے۔ سنہڈرم جاتی رہی اور یہودی قربانیاں بند ہو گئیں۔ اس وقت سے یہودیوں کی نفرت مسیحیوں سے برابر بڑھتی گئی۔ اور مسیحیوں کی یہودیوں سے ۔

سنہ ۷۹ء میں طیطس ویسپیسین کا جانشین ہوا۔ اور ان کے عہدِ سلطنت میں کسی کے شہید ہونے کا ذکر نہیں ۔

شہنشاہ ملک میں امن و امان قائم کرنے میں مشغول تھا۔ لہذا مسیحیوں کی طرف سے توجہ جاتی رہی۔ غرضیکہ یہ ایذا رسانی ایک نظیر قائم ہو گئی۔ اور یوں ظلم و جبر کا ایک دستور بندھ گیا۔ اگرچہ اس کا شروع روم میں ہوا۔ مگر باقی صوبوں میں جلد اس کی تقلید کی گئی ۔

۲۔ دوسری ایذا رسانی ڈومیشین ( Domitian ) قیصر کے عہد میں ہوئی۔ یہ قیصر سنہ ۸۱ء سے سنہ ۹۶ء تک تخت روم پر رہا۔ یہ قیصر غرور بے رحمی اور تکبر کے سبب بدنام رہا۔ اس نے اپنے واسطے خدا اور خداوند کا لقب ایجاد کیا۔ لیکن مسیحیوں نے اس لقب کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے وہ مسیحیوں کا دشمن ہوگیا۔ چونکہ مسیحی ایک نئی بادشاہی کی منادی کرتے تھے۔ اس لئے اس کے دل میں مسیحیوں کی نسبت شک پیدا ہو گئے۔ اگرچہ یہ قیصر ایک اعلیٰ درجہ کا منتظم تھا۔ اور سلطنت کے کاروبار و بندوبست کو نہایت عمدہ طور پر سرانجام دیتا تھا۔ مگر ظلم۔ عیاشی

اور شکی طبیعت کی وجہ سے نیرو ثانی سمجھا گیا۔ اُس کے آخری عہد میں ظلم وستم کی کوئی حد نہ تھی۔ مسیحیوں کو عام جلسوں میں اور بازاروں و منڈیوں میں سودا خریدنے کی ممانعت ہو گئی اور اکثر کچہریوں میں پیش کیے جاتے تھے اور بغیر ثبوت کے مجرم ٹھہرائے گئے۔ بہت سے اشراف قیصر کے حسد و شک کے سبب سے ستیاناس کیے گئے۔ اور ٹاکیٹس مؤرخ نے بیان کیا ہے۔ کہ ڈومیشین کے سارے عہد میں ظلم وستم کا بڑا زور تھا۔ بہت سے ذی عزت اشخاص تباہ ہو گئے۔ ایذا رسانی زیادہ تر روم اور اٹلی ( Italy ) ہی میں رہی۔ تیسری صدی کا مؤرخ ڈایو کیشیس ( Dioncassius ) اُن مظالم کا ذکر یوں کرتا ہے۔ کہ شہنشاہ کے نزدیکی رشتہ دار فلیویس کلیمنس Flavius Clemens جو سلطنت میں دوسرے درجہ پر تھا۔ اس کی رانی فلیویہ ڈومیٹیلا ( Domitilla ) مسیحی ہونے کی وجہ سے جلاوطن کی گئی۔ اور ایک کثیر تعداد مسیحیوں کی یا تو قتل کی گئی یا اُن کی جائداد ضبط کی گئی۔ یہ واقعہ ۹۵ء کا ہے۔ روم کا کلیمنٹ ( Clement ) اپنے خط بنام کرنتھیوں میں لکھتا ہے۔ کہ اس وقت روم میں مسیحیوں کے اوپر کیسے ناگہاں ظلم ہو رہے ہیں۔ آرینیس ( Irenaeus ) بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ کہ اسی موقعہ پر مقدس یوحنا رسول جزیرہ پطمس میں جلاوطن کیا گیا۔ اور بہت سے مسیحی اس جرم میں کہ وہ منکرِ خدا ہیں جلاوطن کیے گئے۔ اسی قیصر کے عہد میں پہلی مرتبہ مسیحیوں کی جائدادیں ضبط کی گئیں۔ یہ جرم بھی اُن پر لگایا جاتا تھا کہ یہ شاہی مذہب کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ان حالات کا مفصل بیان کہیں پایا نہیں جاتا۔ مگر مکاشفہ ۱۷: ۶ میں اس ایذا رسانی کی طرف اشارہ ہے جہاں روم کو عورت سے تشبیہ



دی گئی ہے۔ جو کہ مقدسوں کے خون اور شہیدوں کے خون پینے سے متوالا ہے۔ ڈومیشین اپنے آخری عہد میں جبر و ظلم کے باعث بہت بدنام ہو گیا تھا۔ مگر وہ بیدریغ سختی سے اپنا کام چلاتا رہا۔ آخر ستمبر ۹۶ء میں قتل کیا گیا۔ اور نروا ( Nerua ) اس کا جانشین ہوا جس نے ظلم کو بند کیا۔ اور یوحنا رسول جلاوطنی سے واپس بلایا گیا۔ اس وقت کلیسیا کو ذرا آرام سے دم لینا نصیب ہوا۔

تین دفعہ کلیسیا کو شہنشاہوں کی یک لخت موت کے باعث خلاصی ملی۔ یعنی شہنشاہ ہیرودیس اگرپا۔ نیرو اور ڈومیشین کی اموات کے وقت۔ پہلی ایذا رسانیاں حاکموں کے ظلم کے باعث تھیں۔ لیکن بعد ازاں یہ گورنمنٹ کی مقررشدہ پالیسی کے مطابق تھیں۔ اور اُس وقت سے مسیحی مذہب خلاف قانون سمجھا جاتا تھا۔ مسیحی لوگ خود غرض بے وفا اور وطن کی محبت سے خالی سمجھے جاتے تھے۔ مذہب ایک شخصی شے نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور ہر ایک کو اختیار رکھا کہ جو چاہے سو مانے۔ بشرطیکہ اپنے شہر اور ملک کے خداؤں کی پرستش کرتا ہو۔ روم یہ سکھاتا تھا۔ کہ ہر ایک کو ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے بادشاہ کا وفادار ہو۔ لیکن مسیحی یہ چاہتے تھے کہ سب سے پہلے مسیح اور اُس کی کلیسیا کے وفادار ہوں۔

۹۶ء تا ۱۸۰ء تک رومی سلطنت کے لیے گویا سنہری زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں پانچ بڑے لائق شہنشاہوں نے سلطنت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انتظام عمدہ اور لوگ خوشحال تھے۔

۳۔ تیسری ایذا رسانی قیصر ٹراجان ( Trajan ) کے عہد میں ہوئی۔ یہ قیصر قیاصرہ روم میں بڑے پایہ کا شہنشاہ مانا گیا ہے۔ اس کا

عہدِ حکومت ۸۱ء سے ۹۶ء تک رہا۔ اُس نے پارتھیا اور دیگر علاقوں کو جن کے نام کا ذکر کبھی روم میں سُنا بھی نہ گیا تھا۔ سلطنتِ روم کے ماتحت کیا۔ اُس نے آدابِ سلطنت کے لحاظ سے مسیحیوں کی مخالفت کی اور اُن کو ستایا اور وہ سب سے پہلا قیصر تھا۔ جس نے مسیحی مذہب کے بارے میں اپنے افسروں کو خاص ہدایات دیں۔ اُس کی پالیسی یہ رہی کہ مسیحیوں کو جہاں تک ہو سکے۔ چُپ چاپ پڑے رہنے دینا چاہئے۔ اس لیئے اُس کے عہد میں ایذا رسانی نہ تو بہت عام ہُوئی۔ اور نہ وحشیانہ طَور پر ہُوئی۔ ایشیائے کوچک کے مسیحیوں کے سوا اَور مسیحی بہت کم ستائے گئے۔ صرف بیتھنیا کے علاقہ میں کُچھ زیادہ ایذا رسانی ہُوئی۔ سو یہ بھی حُکام کی بدانتظامی کی وجہ سے۔ قیصر ٹریجن نے پلینی ( Pliny ) کو گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ کہ لوگوں کی داد رسی کرے۔ پلینی نے قیصر کے حکم کے مطابق عام سماجوں اور جلسوں کے خلاف حکم جاری کیا۔ کہ ایسے جلسے فوراً بند کیئے جائیں۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اُن کے ممبر سرکار کے خلاف سازش کرتے ہوں گے۔ اس حُکم سے مسیحیوں کو بہت نُقصان پہنچا۔ اور وہ عبادت کرنے کے لیئے اکٹھے نہ ہو سکتے تھے۔ پلینی نے علاقہ کا دَورہ کرتے ہوئے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ مندر اور عبادت گاہیں بے رونق اَور خستہ حالت میں ہیں۔ اور جانوروں کی تجارت جو قُربانی کے واسطے تھی۔ لوگوں کے مسیحی ہونے کی وجہ سے بند ہو گئی۔ یہ حالت دیکھ کر پلینی نے چند ایک مسیحی قتل کروا دیئے۔ اور بعضوں کو قیصر کے حضُور حاضر ہونے کے واسطے روم کو روانہ کر دیا۔ مسیحیوں کے خلاف ایک خفیہ خط گورنر کو ملا۔ لیکن ایذا رسانی سے پیشتر اُس نے مسیحیوں کے چال چلن اور اُن کی عبادت کی نسبت تحقیقات



کرنی مُناسب سمجھی۔ اس تحقیقات سے اُس نے معلوم کیا۔ کہ مسیحیوں کا طریقِ عبادت سادہ اور بے ضرر ہے۔ اُس نے معلوم کیا۔ کہ :-

الف - مسیحی ایک مقرر دن پر عبادت کے واسطے جمع ہوتے ہیں ٭

ب - مسیح (جس کو وہ خُدا سمجھتے ہیں) کے نام کے گیت گاتے ہیں ٭

ج - وہ اس بات کی قسم کھاتے یا سیکرامنٹ لیتے ہیں۔ کہ ہم کوئی جُرم نہ کریں گے ٭

د - ہم امانت میں خیانت نہ کریں گے ٭

ﮦ - عبادت کے آخری حصّہ میں وہ ایک کھانے میں شریک ہوتے ہیں ٭

اِن حالات کے معلوم کرنے کے بعد پلینی نے سارا معاملہ ملتوی رکھا۔ اور مُناسب سمجھا کہ شہنشاہ سے اس امر پر مشورہ کرے کہ مسیحیوں کے ساتھ جو ہر جگہ افراط سے پھیلے ہوئے ہیں کیا سلُوک کیا جائے۔ چونکہ یہ انتظامی معاملہ تھا۔ اس لیئے اس میں کسی قِسم کی تبدیلی کرنے سے پیشتر شہنشاہ کی صلاح لینی مناسب تھی۔ پلینی کا اس مشورہ سے یہ بھی منشا تھا۔ کہ شہنشاہ کو صلاح دے کہ مسیحیوں کے خلاف موجُودہ پالیسی کو کسی قدر بدلنا چاہیئے۔ اور جو سلُوک اُن سے کیا جاتا ہے۔ اُس میں کسی قدر تبدیلی ہونی چاہیئے۔ شہنشاہ نے جو جواب گورنر پلینی کو دیا۔ اُس میں چار باتیں قابلِ غور ہیں :-

۱ - پلینی کا طریقِ عمل درُست ہے۔ سو جو مسیحی عدالت میں مجرم ثابت ہوں۔ وہ قتل کیئے جائیں ٭

۲ - لیکن کوئی عالمگیر قانون کُل پر عائد نہ کرنا چاہیئے۔ موقعہ اور واقعات

کا خیال کر لینا چاہیئے ۔

۳۔ نائب اشخاص شاہی مرحمت کے موافق کے حقدار ہیں ۔

۴۔ سرکاری ملازم مسیحیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار نہ کریں۔ اور نہ مخبروں کی خبروں پر چنداں غور کیا جائے۔ لیکن اگر قانونی طور پر مسیحی مجرم ثابت ہو تو قتل کیا جائے ۔

قیصر کے اس فرمان سے اس قدر تو ہو گیا کہ مسیحیوں کو باضابطہ جوابدہی کا حق حاصل ہو گیا۔ مخبروں کو عدالت میں مسیحیوں کے خلاف جرم ثابت کرنے پڑتے۔ لیکن مسیحی مذہب ناجائز مذہب قرار دیا گیا۔ اور اس کے پیرو مجرم ۔

شہنشاہ ٹریجن نے مسیحیوں کے خلاف کوئی خاص حکم صادر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کے خط میں صرف پلینی کے لئے ہدایات درج تھیں جن کی بابت اس نے صلاح و مشورہ کی درخواست کی تھی۔ سو تاہم بہت سے مسیحی شہید کئے گئے۔ یروشلیم کا بشپ سیمیئن ( Simian ) ایک سو بیس برس کی عمر کا بوڑھا شہید کیا گیا اور انطاکیہ کا بشپ اگنیشیس ( Ignatius ) سنہ ۱۱۰ء میں بمقام روم شیروں سے پھڑوایا گیا اور شہید ہوا۔ بہت سے اور مسیحی بھی انطاکیہ میں شہید ہوئے ۔

۴۔ چوتھی ایذارسانی قیصر ہیڈریان ( Hadrian ) کے عہد میں ہوئی

قیصر ہیڈریان ٹریجن قیصر کا چچیرا بھائی تھا۔ ٹریجن کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے ۱۱۷ء سے ۱۳۸ء تک سلطنت کی ۔

سلطنت کے سب سے لائق بادشاہوں میں سے یہ ایک تھا۔ اس کی خو سپاہیانہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اس نے پیدل ہزار میل اپنی فوجوں کے ساتھ



سفر کیا اور وہی خوراک کھائی جو اس کے سپاہی کھاتے تھے۔ اس طرح سے عمدہ انتظام قائم رکھ کر ہر طرح کی خرابیوں کو دور کیا۔ یہ جنگ کو ناپسند کرتا تھا۔ لیکن سلطنت کو مضبوط اور وسیع کرنے میں اس کی خوشی تھی۔ یہ خود مسیحیت کو اچھی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور اس نے وہ احکام جو ٹریجن نے پلینی کو بھیجے تھے موقوف کر دیئے۔ ہیڈریان بذات خود مسیحیوں کا مخالف نہ تھا۔ بلکہ ان کو نظر التفات سے دیکھتا تھا۔ سو مسیحی امن سے رہے۔ اور کلیسیا نے خوب ترقی کی۔ لیکن یہودیوں نے اس کے عہد میں مسیحیوں پر کئی ایک الزام لگائے۔ جن کے جوابات اتھینی کے بشپ کوڈریٹس ( Quadratus ) (جو رسولوں کا شاگرد تھا) اور اتھینی کے مسیحی فلاسفر ارسٹائیڈس ( Aristides ) نے دیئے۔ انہوں نے اپنے معذرت نامے قیصر ہیڈریان کے سامنے پیش کئے۔ ان کے مطالب حسب ذیل تھے :-

الف۔ ان الزامات کو رفع کیا گیا۔ جو یہودیوں نے ان پر لگائے تھے ۔

ب۔ ان غلط فہمیوں کی تردید کی۔ جن کی وجہ سے یہودی اور مسیحی ایک ہی سمجھے جاتے تھے ۔

یہ وہ بے بنیاد الزام تھے جن کی وجہ سے مسیحی عوام الناس سے ستائے جاتے تھے۔ اور کبھی ایک بغیر جوابدہی کے میلوں کے موقعوں پر قتل کئے جاتے تھے۔ قیصر ہیڈریان نے ان اعتراضات کو سن کر سنہ ۱۲۴ء میں گورنروں کے نام احکام جاری کئے کہ ایسا ظلم نہ کیا جائے۔ کہ بغیر سماعت جوابدہی مسیحیوں کو سزا دی جائے۔ جھوٹے مخبروں کو سخت سزا ملنی چاہئے۔ اس حکم سے اس بات کا اظہار نہ تھا۔ کہ مسیحیوں کی رعایت کی جاتی ہے۔ اور نہ اس کا یہ مطلب

تھا۔ کہ آئندہ مسیحی مجرم نہ سمجھے جائیں گے۔ اس کا مدعا صرف یہ تھا۔ کہ جھوٹے الزامات سے لوگ بچائے جائیں۔ اس حکم کے جاری ہونے سے مسیحی عوام ظلم سے بچائے گئے۔ اور شہنشاہ ہیڈریرین کے عہد حکومت میں مسیحی لوگ عموماً امن اور چین کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اس قانون کو پورا کرنے کے واسطے اُن کے خلاف جرم لگا کر باضابطہ کارروائی کی جاتی تھی۔ سنہ ۱۳۲ء میں یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی پر مسیحیوں نے بارکوکب ( Bar-Cochab ) کی پلٹن میں بھرتی ہونے سے انکار کیا۔ جس کے سبب سے یہودیوں نے اُن پر بڑی سختی کی۔ اس بغاوت میں یروشلیم بالکل مسمار کیا گیا۔ اور اُس کی جگہ ایک نیا شہر بنایا گیا۔ جس کا نام ایلیا کیپیٹولینیا رکھا گیا۔ اور کسی یہودی کو اس کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اور یہودی ہیکل کی جگہ جوپیٹر ( Jupater ) کا مندر بنایا گیا۔ یروشلیم کی کلیسیا کے مسیحی تمام کے تمام غیر اقوام میں سے تھے۔ اور اُن کا پہلا بشپ مارکس تھا۔ اُس وقت سے یہودی مسیحی تعداد اور رسوخ میں تنزلی کرتے چلے گئے۔ . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . یہ قیصریہ کی کلیسیا کے زیر نگران تھا۔ اس وقت قیصریہ ملک کنعان کا دارالسلطنت تھا۔ یہ بغاوت سنہ ۱۳۵ء میں فرو ہوئی۔ اِن ایام میں مسیحیوں نے یہودیوں سے بہت ایذائیں اُٹھائیں ۔

۵۔ پانچویں ایذا رسانی قیصر انٹونینس پائس ( Antoninus Pius ) کے عہد میں ہوئی ۔

قیصر انٹونینس نہایت شریف طبع نازک مزاج اور نرم دل تھا شرافت اس میں گویا کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ یہ شہنشاہ اپنی رعایا کی خوشنودی کا



خواہاں تھا۔ اور اسی کام اور فکر میں ہر وقت لگا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مسیحیوں کو بہت تکلیف نہیں پہنچی۔ مگر چونکہ بعض بعض جگہ وبا اور مری واقعہ ہوئیں۔ جن کا باعث ہونا مسیحیوں کی وجہ سے دُنیا میں خیال کیا جاتا تھا۔ اِس لئے ایسی جگہوں میں مسیحی ستائے گئے۔ مؤرخ یوسبیئس ( Eusebius ) لکھتا ہے۔ کہ قیصر انٹونینس نے حکم جاری کیا تھا۔ کہ مسیحیوں کے ساتھ رعایت کی جائے۔ مگر اس حکم کی حقیقت میں کچھ شک ہے۔ اس لئے کہ مسیحیوں کی مخالفت عوام کی طرف سے اتھینی اور تھسلونیکیہ میں کی گئی بلکہ یونان اور تھریس کے شہروں میں بھی ہوئی۔ لیکن یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر نے یونان اور تھریس کے گورنروں کے نام حکم جاری کیا تھا۔ کہ مسیحیوں کے خلاف خلافِ قانون کارروائی نہ کی جائے۔ اس حکم سے قیصر ہیڈریان کے حکم کی تائید ہوتی ہے۔ جو اُس نے سنہ ۱۲۴ء میں جاری کیا تھا۔ کہ محض عوام کے شور و شر سے مسیحی مجرم نہ ٹھہرائے جائیں ۔

ایذا رسانی روم میں بھی شروع ہو گئی اور یہاں پر بشپ ٹیلیسفورس ( Telesphorus ) پریسبٹر ٹولیمی ( Ptolemy ) اور لوسیئس ( Lucius ) شہید ہوئے۔ سمرنا کی کلیسیا کے خط اور جسٹن شہید کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت مسیحیوں نے ہر طرح کے مصائب برداشت کیے ۔

اس زمانہ کے مسیحی شہداء کا مفصل پتہ تو نہیں ملتا۔ مگر سمرنا کے بشپ پولیکارپ ( Polycarp ) اور ہیراپلس کے بشپ پیپئس ( Papias ) اور اتھینی کے بشپ پبلیوس ( Publius ) کی شہادتوں کا مفصل حال تواریخ میں موجود ہے ۔

جسٹن شہید ( Justin Martyr ) نے اپنا پہلا معذرت نامہ قیصر کی خدمت میں پیش کیا - اور مسیحیوں کے ایمان کو بیان کیا - اُس میں اُس نے اس امر کی اپیل کی کہ محض مسیحی کہلانا ہی جُرم شدید نہ سمجھا جانا چاہیئے ۔

جسٹن شہید کے اس معذرت نامہ سے یہ معلوم ہوتا ہے - کہ اُس عہد میں بُہت سے مسیحی شہید ہُوئے ۔

۷ - چوتھی ایذا رسانی مارکس اوریلیس ( Marcus Aurelius ) کے عہد میں ہوئی ۔

یہ قیصر ۱۶۱ء سے ۱۸۰ء تک تخت روم پر بیٹھا - یہ شہنشاہ نہایت شستہ اخلاق تھا - اپنے جوانی کے عالم سے ہی یہ مذہبی خیالات کا تھا - نیز اُس کو تعلیم بھی بڑی احتیاط سے دلائی گئی تھی - لیکن اس کے بعض معلم جیسا کہ فرنٹو ( Fronto ) مسیحی دین کے سخت مخالف تھے - چنانچہ شہنشاہ ہونے کے بعد ہی یہ سٹوائک ( Stoic ) فرقے کا معتقد ہو گیا ۔

اس کے زمانہ میں بلحاظ تہذیب رعیت نے بڑی ترقی کی - اُس نے غلامی کی سختیوں کو بُہت کم کیا - اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی غلام کو قتل کریگا مُجرم ٹھہریگا اور سزا پائیگا - اُس نے غلاموں کے بارے میں اس بات کی بھی ممانعت کی - کہ ایک ہی خاندان کے ممبروں کو مختلف جگہوں میں بیچا جائے - ٹیکسوں میں ترمیم ہُوئی - مستورات کی حالت میں بُہت ترقی ہُوئی - اگرچہ اس قیصر کے زمانہ میں مُلک ہر پہلو میں ترقی کرتا گیا - مگر مسیحیوں کی حالت اور بھی بدتر ہوتی گئی - چونکہ قیصر سٹوائکی ( Stoicy ) خیالات کا تھا - وہ مسیحیوں کے جوش اور اُن کی ہمت کو ناپسند کرتا تھا - وہ خیال کرتا تھا کہ مسیحی دین ایک قسم کی دیوانگی اور ضد کا نتیجہ ہے - اس وجہ سے



گورنمنٹ کی پالیسی مسیحیوں کے متعلق بدل گئی - مسیحیوں کے خلاف عوام النّاس میں جو بلوے ہوتے تھے گورنمنٹ اُسے بالکل نہ روکتی - بلکہ اِس سے عوام کی حوصلہ افزائی ہوتی - مُخبروں کو زیادہ دلیری دی گئی - مسیحیوں کے خلاف غلاموں کی شہادتیں سُنی جاتی تھیں اور بعض موقعوں پر جبر و تشدد روا رکھا جاتا اور ان کا مال و اسباب ضبط کیا گیا - مسیحیوں کی مخالفت گورنمنٹ کی پالیسی بن گئی - سیلسس ( Celsus ) مؤرخ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مسیحی قتل کرنے کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے جاتے تھے - سارڈیس کا بشپ میلیٹو ( Melito ) کہتا ہے کہ ایشیا میں ایسے نئے احکام جاری ہوئے جن کی وجہ سے مسیحیوں کی تلاش جا بجا کی جاتی تھی - اور مُخبروں کو انعام دئے جاتے تھے ۔

گورنمنٹ کی اس پالیسی کی کئی وجوہات تھیں ۔

(الف) مسیحی شمار میں بُہت بڑھ گئے تھے اور ہر جگہ پائے جاتے تھے - وہ روز افزوں دن دُونی رات چوگنی ترقی کرتے جاتے تھے - ان کے کاروبار باضابطہ چل رہے تھے - ترقی کرنے والی مشنری رُوح ان میں کام کر رہی تھی ۔

(ب) زمانہ کی موجودہ حالت کے باعث لوگ سیلاب - کال - وبا - زلزلہ اور مشرقی و مغربی دُشمنوں کے حملوں سے تنگ آ گئے تھے - اِس زمانہ میں بڑی لڑائیاں ہوتی رہیں جن کے سبب سے سلطنت کو بڑا نقصان ہُوا - اور ان مصائب کی وجہ مسیحی تصوّر کئے جاتے تھے کیونکہ اُنہوں نے اپنے قومی معبُودوں کو چھوڑ دیا تھا ۔

(ج) قیصر اگرچہ سٹوائکی خیالات کی وجہ سے قومی مذہب کو نہ مانتا تھا لیکن اس پالیسی کو قائم رکھنا اپنا فرض سمجھتا تھا - اور جو اُس کو نہ مانتے اُنہیں سزا دینا ضروری خیال کرتا تھا ۔

۱۶۲ء سے ۱۶۶ء تک پارتھیا سے جنگ ہوتی رہی۔ ۱۶۷ء میں شمالی یورپ سے حملے شروع ہوئے۔ اور یہ مارکس اور اینوئس کی وفات تک برابر ہوتے رہے۔ اور ان سے رومی سلطنت کو بہت نقصان پہنچا۔

پہلے پہل ۱۶۶ء میں ایذا رسانی شروع ہوئی جو خاص روم میں بڑے زوروں پر تھی۔ بہت سے رومی مسیحی غلام بنا کر سارڈینیا کی کانوں میں کام کرنے کو بھیجے گئے۔ جسٹن بزرگ سخت تازیانوں کی مار سے شہید کیا گیا۔ نیز سارڈیس کا بشپ ملیٹو ( Melito ) اور لادوقیہ کا بشپ سیگرس ( Sagaris ) شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ برگمس میں بھی بہت مسیحی شہید ہوئے۔

۱۷۷ء میں رومی سلطنت کو جرمن کی طرف سے خدشہ ہوا۔ ایذا رسانی از سر نو شروع ہوئی۔ اس ایذا رسانی کی شدت مغرب میں ہوئی۔ خصوصاً رون ( Rhone ) کے علاقہ میں جو رومی صوبہ میں واقعہ تھا۔ اس موقعہ پر قیصر ٹریجن کا حکم بالکل نظر انداز کیا گیا۔ کیونکہ

(الف) حکام نے مسیحیوں کو تلاش کر کر کے پکڑا۔

(ب) گواہی لینے کی خاطر اُن پر سختیاں کی گئیں۔

لائنس ( Lyons ) اور دی این ( Vienne ) کے مسیحی بہت ستائے گئے۔

ان ایذا رسانیوں کا ذکر اس خط میں پایا جاتا ہے جو لائنس ( Lyons ) اور دی این ( Vienne ) کے مسیحیوں نے آسیہ اور فروگیہ کے مسیحیوں کو لکھا تھا جس کا بیان بعد میں یوسیبیس نے اپنی تصنیف میں مندرج کر لیا۔ حکام کی طرف سے عوام کو فساد مچانے کی دلیری دی گئی۔ غلاموں پر



سختیاں کی گئیں کہ وہ اپنے مسیحی آقاؤں کو گرفتار کروائیں۔ مسیحی غلام صلیب دیئے گئے۔ تماشا گاہوں میں جنگلی درندوں سے پھڑوائے گئے۔ رومی مسیحی قتل کیے گئے۔ اور اُن کی نعشیں کُتّوں کے آگے پھینکی گئیں۔ اکثر ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے۔ بہت آگ میں جلائے گئے۔ شہدا کے مبارک جسم بازاروں میں ڈھیروں کے ڈھیر پڑے سڑتے رہے۔ لائنس ( Lyons ) کا بشپ پوتھی نس ( Pothinus ) کوڑوں سے پٹوایا گیا۔ ایسی سختی سے اس پر کوڑے پڑے کہ دو دن بعد قید خانہ میں مر گیا۔ اور اس کا بدن گلی میں کُتّوں کے آگے پھینکا گیا۔ اٹیلس رومی باشندہ آگ سے تائی ہوئی لوہے کی کرسی پر بٹھا کر مارا گیا۔

علاوہ ازیں اسکندر جو کہ حکیم تھا اور پونٹیکس جو صرف پندرہ برس کا لڑکا تھا۔ یہ دونوں شہید ہوئے۔

ایک جوان غلام لڑکی بنام بلینڈینا ( Blandina ) صلیب پر لٹکائی گئی۔ پھر کوڑوں سے پٹوائی گئی۔ پھر تپتے ہوئے لوہے کی کرسی پر بٹھائی گئی۔ جنگلی جانوروں کا شکار بنی۔ جنگلی گائے سے روندی گئی۔ آخر بے چاری جان بحق ہوئی۔ لیکن اپنی اس سخت تکلیف اور ایذا کے وقت صرف یہی کہتی رہی کہ میں مسیحی ہوں۔ اور ہم میں کوئی بھی بُرائی کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ دی این ( Vienne ) کا ڈیکن سنکٹس ( Sanctus ) بُری طرح ستایا گیا۔ لیکن ہمتِ مردانہ سے آخر تک اپنے ایمان پر قائم رہا۔ یہ ایک فاش ظلم اور تشدد تھا جس کی شہنشاہ نے اجازت دی۔ شمالی افریقہ کی کلیسیا میں سے بھی بہت مسیحی شہدا کی قطار فوج میں شامل ہوئے۔ روایت ہے کہ مارکس اوریلیس اپنی سلطنت کے

آخری دنوں میں مسیحیوں سے نرم سلوک کرنے لگا۔ اس نرمی کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک دفعہ اُس کی جنگ کوادی ( Quadi ) لشکروں سے ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں جو مسیحی سپاہی تھے اُنہوں نے بارش کے واسطے دُعا کی۔ اور بارش ہوگئی۔ جس کی وجہ سے اس کی فوج نے رہائی پائی۔ غیر مسیحی مؤرخوں نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر بارش کا ہونا دیوتاؤں کی طرف منسوب کیا ہے۔ قیصر نے خود اس کی وجہ یہ بتلائی ہے۔ کہ بارش جوپیٹر پلوویئس ( Jupiter-Pluvius ) کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسیحیوں کی ایذا رسانی عوام کی دشمنی کی وجہ سے تھی۔ اور قیصر کی طرف سے عوام کو خاص اجازت اور دلیری ملی تھی۔

باوجود سخت ایذاؤں۔ آزمائشوں اور مصائب کے کلیسیا ترقی کرتی گئی۔ دوسری صدی کے آخر میں باوجود کلیسیا کو پامال کرنے کی کوشش کے مسیحی مذہب رُومی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں پھیل گیا ۔

---

# چھٹا باب

## رسولوں کے بعد کے رسولی بزرگ اور اُن کی تحریرات

اب ہم کلیسیا کے اُن بزرگوں کے حالات پر توجہ کریں گے جو رسولوں کے جانشین تھے۔ اگرچہ ان بزرگوں کی تحریرات نئے عہد نامہ سے لگا نہیں کھاتیں۔ تاہم دلچسپی اور فائدہ سے خالی نہیں۔ کیونکہ اُن سے پتہ لگتا ہے کہ پہلی صدی



کے آخر میں مسیحیوں کا عقیدہ کیا تھا۔ خواہ یہ تحریرات بہت کم باقی ہیں تاہم جس قدر ہیں وہ کلیسیا میں بہت ہی قدر و منزلت کا درجہ رکھتی ہیں جن کا مطالعہ کرنا عموماً ہر مسیحی خصوصاً تواریخ دان کے لئے ضروری ہے۔ یہ سب کتابیں جن کا اس باب میں ذکر ہوگا اُردو لباس کا جامہ پہن چکی ہیں جن کا نام "رسولی بزرگ" ہے ۔

### اوّل۔ مُقدس برنباس کا خط۔

**مُصنّف۔** تمام مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ پولُوس مُقدس کے ساتھی برنباس نے یہ خط لکھا۔ مؤرخ یوسی بی اس ( Eusebius ) اگرچہ اِس خط کو نئے عہد نامہ کی مُستند خطوط کی فہرست میں درج نہیں کرتا مگر اِس کو برنباس ہی کے نام سے منسوب کرتا ہے۔ یہی خیال مُقدس جیروم ( Jerome ) کا ہے۔ لیکن اسکندریہ کے کلیمنٹ ( Clement ) اور اوریجن ( Origen ) نے اس خط کو انجیل کی مُستند فہرست میں شامل کیا ہے۔ پر زمانۂ حال کے مسیحی علماء نے اس خیال ہی کو رد کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسکندریہ کے کسی یہودی نے اس خط کو تصنیف کر کے برنباس کے نام پر مشہور کر دیا ۔

**وقتِ تحریر۔** بشپ لائٹ فُٹ ( Lightfoot ) اس خط کی تصنیف کا وقت سنہ [illegible] ۔۔۔ [illegible]ء کے درمیان بتاتے ہیں۔ اس خط میں یروشلیم کی تباہی کا ذکر ہے۔ یہ غالباً سنہ [illegible]ء کے بعد لکھا گیا ہوگا کیونکہ مؤرخ اس میں یروشلیم کی بربادی کا ذکر کرتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس میں دانی ایل نبی کی پیشینگوئیوں کی تکمیل اور عدالت کے دن کی نزدیکی کا ثبوت ہے۔ اس لئے یقین ہے کہ سنہ [illegible]ء کے بعد لکھا گیا۔ ایک اور خیال یہ ہے کہ چونکہ

اس میں یروشلیم کی اُس تباہی کا جو ۱۳۲ء میں بعہدِ قیصر ہیڈریان (Hadrian) ہوئی کوئی ذکر نہیں۔ سو ضرور اس سے پیشتر لکھا گیا ہوگا ۔

**مدّعائے خط۔** اس خط کے لکھنے کے دو مقاصد تھے :-

(الف) یہودیوں کو مسیحیت میں اُبھارنا کہ وہ پُرانی یہودی رسُومات کو ترک کریں ۔

(ب) دُنیا پر اس بات کو ظاہر کرنا کہ خُدا کا عہد یہودیوں کے ساتھ نہیں بلکہ مسیحیوں کے ساتھ ہے ۔

اس دُوسرے مقصد پر بحث کرتے ہُوئے مُصنّف یہودیت کے پایہ کو بہُت نیچے کر) اور لکھتا ہے کہ ظاہری رسُومات جیسے ختنہ۔ سبتوں کا ماننا اور عام گوشت میں امتیاز کرنا کسی بد رُوح کے سکھلانے کا کام ہے کیونکہ شریعت تو شروع ہی سے رُوحانی تھی۔ تعلیمی لحاظ سے تو یہ خط بہُت مُفید نہیں۔ لیکن اُس زمانہ کے مسیحی عقائد کو نہایت واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ مصنّف بپتسمہ کا تو بہُت ذکر کرتا ہے لیکن عشائے ربّانی کا نہیں کرتا ۔

**خط کا مضمُون۔** دُعائے خیر اور دیباچہ لکھنے کے بعد پہلے تین ابواب میں مُصنّف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ خُدا نے شریعت کی قُربانیاں موقُوف کردیں تاکہ انجیل کی الٰہی راستبازی کو ظاہر کرے۔ پھر ۴ سے ۸ باب تک دانی ایل کی پیشینگوئی دس بادشاہتوں اور مسیح کی آمد کا بیان کرکے اور پیشینگوئیوں کے حوالے دے کر ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کا دُکھ اُٹھانا نہایت ضروری تھا اور شریعت میں جو چلا دے اور بچھیا کی قُربانی کا ذکر



ہے وہ مسیح کی قُربانی کا نمونہ تھیں۔ پھر باب ۹ سے ۱۲ میں اس بات کا بیان کرتا ہے کہ ابراہام نے مسیح کی آمد کی پیشینگوئی کی۔ اور مُوسیٰ کی شریعت خاص رُوحانی معنے لئے ہُوئے تھی۔ اُن میں اکثر تشبیہات مسیح کے بپتسمہ اور اُس کی صلیب کا پیش خیمہ تھیں۔ زبُور نویس نے پیشینگوئی کی تھی کہ مسیح مصلُوب ہوگا۔ پھر ابواب ۱۳ و ۱۴ میں بیان کرتا ہے کہ خُدا کے وعدے صرف یہودیوں ہی سے نہ تھے۔ بلکہ غیر اقوام سے بھی تھے۔ اور وہ سب مسیح میں پُورے ہُوئے۔ پھر ابواب ۱۵ سے ۱۷ تک اُس نے یہودیت کی تمام رسُومات کو ردّ کردیا۔ مثلاً ختنہ۔ روزہ اور قُربانیوں کو۔ اس میں یہودی سبت اور ہیکل کا بیان ہے کہ وہ سبت ایک آنے والے جلالی سبت کا نمونہ تھا اور یہودی ہیکل خُدا کی رُوحانی ہیکل کا۔ اٹھارویں باب میں مُصنّف مسیحی شریعت کا بیان کرتا ہے۔ جس میں تاریکی اور نُور کا تذکرہ ہے۔ باب ۱۹ میں لکھتا ہے کہ مسیح کو ابدی خوشی حاصل کرنے کے واسطے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ بیسویں باب میں تاریک راہ کا بیان کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ وہ کون سے اشخاص ہیں جو ابدیت کے لئے خُدا کی بادشاہت سے خارج کئے گئے ہیں۔ آخر میں مُصنّف اِس بات پر بڑا زور دیتا ہے کہ ہم کو اپنی زندگیاں کِس طرح بسر کرنی چاہئیں کہ ہم ہمیشہ کی زندگی کی برکات حاصل کرسکیں ۔

برنباس مُوسوی شریعت کی بیخ کُنی کرتا ہُوا کہتا ہے کہ شریعتیں دو تھیں۔ پہلی اور دُوسری۔ پہلی شریعت خُدا نے پتھر کی تختیوں پر لکھی تھی لیکن وہ بنی اسرائیل کی بُت پرستی کے باعث چکنا چُور کی گئی۔ دُوسری شریعت جس کا ذکر احبار کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ یہ اُن کی سزا کے طور پر دی گئی۔ یہ حصّہ جو اِن دو راستوں کا ذکر کرتا ہے علیحدہ تحریر کیا گیا

اور مسیحی اخلاقی زندگی کے لئے مُفید ٹھہرا۔

## دوم ۔ بارہ رسولوں کی تعلیم جس کو ڈیڈاکی ( Didache ) کہتے ہیں۔

سنہ ۱۸۷۳ء میں یہ تحریر آرچ بشپ برائینیس ( Bryennius ) کو قسطنطنیہ کے راہب خانہ میں دُوسری کتابوں میں پڑی ہُوئی ملی۔ اور سنہ ۱۸۸۳ء میں شائع کی گئی۔ سنہ ۲۰۰ء میں اسکندریہ کے کلیمنٹ ( Clement ) نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اتھاناسیس ( Athanasius ) چوتھی صدی میں اس کا بیان کرتا ہے۔ مؤرخ یوسیبیس ( Eusebius ) اس کو غیر مُستند (غیر الہامی) کتابوں میں شمار کرتا ہے۔

**مُصنّف**۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ رسولوں نے اس کو نہیں لکھا۔ غالباً یہ ڈیڈاکی چھوٹی و کمزور کلیسیاؤں کے واسطے ایک مستقل و مضبوط کلیسیا کی طرف سے ایک ہدایت ہے کہ وہ اپنا انتظام اس طور سے کریں۔ اگرچہ اس میں رسولوں کی تعلیم اور عقائد کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس کے مُصنّف کا پتہ کوئی نہیں جانتا۔ اس میں عبرانی زبان اور عبرانی خیالات پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی یہودی مسیحی نے اس کو تحریر کیا ہے۔

**وقتِ تصنیف یا تحریر**۔ تحقیق نہیں کہ یہ کب تحریر ہُوئی۔ لیکن عام خیال ہے کہ سنہ ۹۵ء اور سنہ ۱۰۰ء کے درمیان تحریر ہوئی۔ یہ ایک سادہ اور پُرانا نسخہ ہے۔ اس میں نئے عہد نامہ کے صاف صاف اقتباسات نہیں ہیں اور نہ اس میں ناسٹک ( Gnostic ) تعلیم کا کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔ البتہ کلیسیائی انتظام کے بارے میں بہت ابتدائی خبر دیتا ہے۔ چونکہ رسولی سلسلہ کا خیال ہنوز عالمگیر نہیں ہُوا تھا اس لئے اس میں لفظ



بشپ پریسبٹر کے واسطے استعمال کیا گیا ہے۔ نیز مستقل رہائشی خادم الدین کی جگہ دَورہ کرنے والے مبشّرین کا ذکر آتا ہے اور نیز اگاپے ( Agape ) عشائے ربّانی کی نماز میں شامل ہے۔

**اِس تحریر کا مقصد**۔ اس کے پڑھنے سے یہ مقصد ظاہر ہوتا ہے کہ مشنریوں۔ اُستادوں اور مناّدوں کے لئے ایک ایسی تحریر مہیا کی جائے جس میں عملی اور سادہ مسیحی تعلیم ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ڈیڈاکی افریقہ کی کلیسیا نے بنائی اور اِس کا مقصد یہ تھا کہ سیریا کے چھوٹے شہروں اور گاؤں میں کلیسیائی انتظام یکساں طور پر کیا جائے۔ اور یہ بھی مقصد تھا کہ خادمانِ دین کا مُستقل سلسلہ قائم کیا جائے تاکہ جھوٹے نبی اور رسول اُن کو بہکا نہ سکیں۔

**مضمون**۔ اِس کتاب کے دو حصّے ہیں۔ اوّل میں دو راستوں کی تعلیم ہے۔

(الف) زندگی کا راستہ جس کو وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جو نئے اور پُرانے ہر دو عہد ناموں کے احکام مانتے ہیں۔

(ب) موت کا راستہ۔ یہ اُن کا حصّہ ہے جو برابر بُرائی میں لگے رہتے ہیں۔

دُوسرے حصّہ میں سیکرامنٹوں کی تعلیم ہے۔ بپتسمہ کی بابت یہ تعلیم ہے۔ کہ بپتسمہ پانے والے کو پہلے بخُوبی تعلیم دی جائے۔ بپتسمہ پانے سے پہلے ایک دو دن روزہ رکھے۔ اور مقدّس ثالوث کے نام پر بپتسمہ یا تو بہتے ہوئے پانی میں غوطہ سے دیا جائے یا صرف پانی چھڑکا جائے۔ عشائے ربّانی کی بابت یہ تعلیم ہے کہ اس میں صرف وہی شامل ہوں جنہوں نے بپتسمہ پایا ہے علاوہ اِس کے روٹی اور مَے اُن کے متعلق کلماتِ برکات دِئے ہوئے ہیں۔

**افسرانِ کلیسیا** - اِس حِصّے میں رسُولوں اور نبیوں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اُن سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے - معلّموں اور مبشّروں کی آؤ بھگت اور مسافر پروری ایک دو دن تک کی جائے - اگر معلّم تین دن تک رہے اور روپیہ کی امداد کی درخواست کرے تو اُس کو جھوٹا نبی سمجھنا چاہیئے - بشپ اور ڈیکن وہی مقرر ہوں جو اس عہدے کے لائق ہوں - مسیح خداوند کی دُوسری آمد پر اس کتاب کو ختم کرتا ہے - اس کے واسطے بیداری کی تاکید کرتا ہے ٭

## کلیمنٹ (CLEMENT) بشپ رُوم کی تحریرات

کلیمنٹ غالباً فلیولیس کلیمنس (F. Clemens) کا جو ۹۵ء میں مشیرِ سلطنت تھا جو قیصر ڈومیشین (Domitian) کے عہد میں شہید ہُوا - اس کا آزاد شدہ غلام تھا - بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ یہی فلیولیس کلیمنس روم کا بشپ تھا - بزرگ اوریجن (Origen) کا خیال تھا کہ یہ وہ کلیمنٹ ہے جس کا ذکر پولُوس رسُول فلپیوں کے خط میں کرتا ہے[1] - بشپ لائٹ فُٹ (Lightfoot) کا گمان ہے کہ یہ کوئی یہودی مسیحی تھا - جس کو پُرانے عہد نامہ کے نُسخہ سپٹواجنٹ (Septuagint) سے پُوری واقفیت تھی - پُرانا عہد نامہ اُس کے دماغ میں بھرا ہُوا تھا - یہ رُوم کا بشپ تھا - مگر یہ تحقیق نہیں کہ بشپی سلسلہ میں یہ رُوم کا پہلا بشپ تھا یا تیسرا - اس کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں آمد کا مادہ بہت کم تھا اگرچہ اس کے خط بنام کرنتھیوں میں چند عمدہ فقرات پائے جاتے ہیں جس میں ہر قسم اور ہر حالت کے لوگوں کے لیئے دُعائیں اور مُناجاتیں کرتا ہے - نیز

[1] فلپی ۴: ۳ -



تمام مُصیبت زدوں اور حاکموں کے لیئے سفارشی دُعا کرتا ہے - اس خط کے آخر میں ایک مؤثر دُعا بھی ہے تاہم اُس میں اعلےٰ خیالات کے مضامین پیدا کرنے کی قابلیت نہیں پائی جاتی ٭

کلیمنٹ پُرانے عہد نامہ اور خطوط پولُوس سے اکثر حوالے دیتا ہے - اگرچہ پولُوس رسُول اُس کا اُستاد تھا مگر اُس کو رسُول کے اعلےٰ اور گہرے خیالات تک رسائی نہ تھی - ایمان سے راستباز ٹھہرنے کے مسئلہ کی حقیقت کی گہرائی کو نہیں پہنچتا - اُس نے دو خط کنواریوں کی حالت کے مضمون پر لکھے - ایک خط اُس نے خداوند کے بھائی مُقدّس یعقُوب کو اس مطلب کے اظہار کے واسطے لکھا کہ اُس کا بشپی تقرر پطرس رسُول نے کیا - ایک اور خط اُس نے مُقدّس یعقُوب کو عشائے ربّانی کے بارے میں لکھا - ابیونائٹ (Ebionite) فرقہ اور تحریرات بھی کلیمنٹ کے نام منسوب کرتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی کلیسیا میں کلیمنٹ ایک مشہور آدمی تھا ٭

اُس کی سب سے زیادہ مشہور تحریر وہ خط ہے - جو اُس نے کرنتھیوں کو ۹۶ء یا ۹۷ء میں لکھا - اگرچہ اس خط پر کلیمنٹ کا نام نہیں مگر سب پُرانی شہادتیں اس پر متفق ہیں کہ یہ خط کلیمنٹ ہی کا لکھا ہُوا ہے - اس خط کے آغاز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روم سے جہاں کلیمنٹ بشپ تھا بھیجا گیا - چنانچہ یہ خط یُوں شروع ہوتا ہے - "خدا کی کلیسیا کی طرف سے جو رُوم میں ہے اُس خدا کی کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہے" ٭

بعض جھگڑوں کی وجہ سے جو کرنتھس کی کلیسیا میں پیدا ہو گئے تھے یہ خط لکھنا پڑا کہ اُنہوں نے بلا وجہ اُن پرسبٹروں کو جو رسُولوں کے جانشینوں سے مقرر کیئے گئے تھے معزول کر دیا تھا - کلیمنٹ نے یہ معلوم کر کے کہ پرسبٹر

بے قصور رہیں۔ اس گستاخانہ حکم عدولی پر تنبیہ کے واسطے یہ خط لکھا تاکہ کلیسیا میں یگانگت ہو۔ اس گستاخانہ کارروائی کے حامیوں سے درخواست کی کہ مُعافی مانگیں اور اپنے خادم الدینوں کے تابع رہیں۔ اس تمام خط میں مُصنّف بہت زور دیتا ہے کہ خادمانِ دین کی فرماں برداری کی جائے کیونکہ وہ خُدا کے سامنے ایسی خودانکاری کی نذریں گُزرانتے ہیں جو دُوسرے نہیں گزران سکتے۔ فرماں برداری پر بڑا زور دیتا ہے۔ بعض بعض فقرات سے پہلی صدی کی دینی تعلیم کا جو رُوم میں تھی پتہ لگتا ہے۔ مثلاً خُدا سب کا پیدا کنندہ۔ رحیم اور مہربان ہے۔ بیٹا خُدا کا عصا ہے اور ہمارا سردار کاہن۔ رہنما۔ محافظ۔ سچا اور حقیقی خُداوند ہے۔ اُس پر ایمان لانے کے باعث ہم راست باز گنے جاتے ہیں کیونکہ اُس نے اپنے خُون سے ہم کو خرید لیا ہے ۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مُقدّس پطرس اور مُقدّس پولُوس کی تعلیم میں کسی امر میں بھی ایک شمہ بھر مخالفت نہیں پائی جاتی۔ اس خط میں رُومی مسیحیوں کی ایذا رسانی کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ جو غالباً قیصر ڈومیشن ( Domitian ) کے عہد میں ہوئی۔

اس خط کا کچھ حصّہ ۱۶۲۹ء میں ایک قلمی نئے عہد نامہ کے ساتھ جس کو کوڈیکس الگزینڈریانس ( Codex-Alexandrianus ) کہتے ہیں پیدا ہوا پایا گیا۔ اس کا بقیہ گم شدہ حصّہ ڈیڈاکی ( Didache ) کے ساتھ ۱۸۷۵ء میں قسطنطنیہ کے راہب خانہ سے پایا گیا ۔

خیال کیا جاتا ہے کہ کلیمنٹ نے ایک دُوسرا خط بھی کرنتھیوں کے نام لکھا تھا۔ مگر اس کی طرزِ تحریر پہلے خط سے بالکل مختلف ہے۔ یہ دُوسری صدی کی مستند تحریروں میں سے کوئی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس میں



رُوحانی اور اخلاقی تعلیم اور تقویتِ ایمان کے بارے میں عُمدہ اور دلچسپ بیان ہے ۔

## تحریرات اگنیشئس

اس بزرگ کی زندگی کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ چالیس برس تک انطاکیہ کا بشپ رہا۔ وہ خود بیان کرتا ہے کہ اُس نے رسولوں کے قدموں میں تعلیم پائی ہے۔ بشپ لائٹ فُٹ ( Lightfoot ) کا اس بزرگ کی نسبت خیال ہے کہ یہ غیر اقوام میں سے مسیحی تھا۔ اور مسیحی ہونے سے پیشتر کسی کبیرہ گناہ کا مُرتکب ہُوا تھا کیونکہ وہ اپنے گناہوں کے لئے پشیمان ہو کر اکثر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اس کا تقرر پولُوس رسول سے ہُوا تھا یہ بزرگ سنجیدہ۔ سرگرم اور مردِ دُعا تھا۔ یہ اپنی اور دُوسری کلیسیاؤں کی بہبُودی کا ہمیشہ خواہاں رہتا تھا۔ ہر شخص کی نظر میں یہ قابلِ عزّت تھا ۔

انطاکیہ میں شہنشاہ ٹریجن ( Trajan ) کے عہد میں سُوریہ کے گورنر کے وقت اس پر ایمان کی آزمائش آئی۔ وہ گرفتار ہُوا اور کچہری میں پیش کیا گیا۔ اس کے واسطے یہ حکم ہُوا کہ رُوم کے تماشا گاہ میں شیروں کے آگے ڈالا جائے۔ جب یہ زیرِ حراست رومی سپاہیوں کے رُوم کو جا رہا تھا تو راہ میں سمرنا اور فلاڈلفیہ سے گذرتے ہوئے بشپ پولیکارپ ( Polycarp ) نے ملاقات کی اور مختلف کلیسیاؤں نے اپنے بشپوں کو اُس کی خدمت کے لئے بھیجا۔ اس جگہ سے اُس نے چار خط افسیوں مگنیشیوں ٹرالیسنوں اور رُومی کلیسیاؤں کو لکھے۔ پہلی تین کلیسیاؤں نے اپنے ایلچی بھی اُس کی ملاقات کو بھیجے۔ یہاں سے اُس نے رُوم کی کلیسیا کے پاس خط بھیجا۔

جس میں اُس نے یہ التماس کی کہ میرے لئے سفارش نہ کریں کیونکہ میں شہید ہونے کا خواہشمند ہُوں۔ اور پھر یہ کہتا ہے کہ مجھے جنگلی جانوروں کے سامنے پھینکے جانے دو کیونکہ انہی کے ذریعے میں خُدا تک پہنچوں گا۔ یہاں سے اگنیشیُس تروآس اسکندریہ کو پہنچایا گیا جہاں اُس نے اَور دوستوں کی ملاقات کی اور یہاں سے اُس نے تین خط فلاڈلفیہ اور سمرنا کی کلیسیاؤں اور پولیکارپ کے نام پر لکھے۔ آخر روم میں پہنچایا گیا جہاں ۱۷ اکتوبر ۱۱۵ء کے روز شیروں کے آگے ڈالا گیا۔ اُس کی ہڈیاں جمع کر کے انطاکیہ پہنچائی گئیں جہاں اُس کی یادگار میں ہر سال عُرس (میلا) ہُوا کرتا تھا۔ اُس کی شہادت کا حال سمرنا کی کلیسیا کے نام کے خط میں مفصّل درج ہے ۔

اگنیشیُس کے خطوط تین حالتوں میں اب تک موجود ہیں ۔

یہ خطوط بہت ہی مُفید ہیں۔ کیونکہ ان سے ابتدائی زمانہ کی کلیسیا کے ایمان و اعمال کا پتہ لگتا ہے۔ اور اُن کے انتظام کا حال بھی معلوم ہوتا ہے۔ ان خطوط سے صاف ثابت ہے کہ پولُوس رسُول کے خطوط ابتدائی کلیسیا میں مُستند مانے جاتے تھے اور کہ مسیح کی اُلوہیت پر ایمان تھا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ مسیحی دین کا آغاز دُوسری صدی میں شرُوع ہُوا لیکن اگنیشیُس کے خطُوط نے اس خیال کو بالکل غلط ثابت کر دیا ہے ۔

ان خطوط کی چند غورطلب باتیں حسبِ ذیل ہیں :۔

(الف) ان میں مسیح کے ساتھ تعلّق اور یگانگی پُورے طَور پر پائی جاتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں مسیحی کس شوق سے مسیح کی خاطر شہید ہونے کو تیار تھے ۔

(ب) ان میں مسیح کی اُلوہیت اور انسانیت کا بیان بوضاحت پایا



جاتا ہے ۔

(ج) انتظامی حالات کے متعلّق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بشپی سلسلہ قائم ہو چُکا تھا اور کہ بشپ اور پریسبٹر میں کِن کِن باتوں میں فرق تھا ۔

(د) کیتھلک کلیسیا کی بابت تعلیم بڑے زور سے دی گئی ہے۔ اور یہ بھی بیان ہے کہ جو کوئی کیتھلک کلیسیا سے باہر ہے وہ نجات سے خارج ہے ۔

(ہ) بدعتی تعلیم کو واضح کیا گیا ہے۔ خصُوصاً ڈوسٹ اِزم ( Docetism ) بدعت کا ۔

(و) اس بات پر بڑے شدّ و مد سے شہادت دی گئی ہے کہ پولُوس رسُول کے خطوط مُستند ہیں ۔

اگنیشیُس بشپی سلسلہ کا سب سے بڑا اور پہلا حامی تھا۔ وہ بشپوں کے اختیارات پر بڑا زور دیتا ہے۔ چند فقرات اُس کے متعلق اُس کی تحریرات سے یہاں درج کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ کہاں تک وہ اس عہدہ کا حامی تھا۔ مثلاً

"تم اپنے بشپ کی ایسی ہی پیروی کرو جس طرح مسیح یسُوع باپ کی پیروی کرتا تھا۔ کوئی شخص کلیسیا میں کوئی کام بشپ سے علیحدہ ہو کر نہ کرے۔ عشائے ربّانی وہی درُست سمجھی جائے جو بشپ یا اُس کے مقرر کردہ خادم کے ذریعہ عمل میں آئے۔ بپتسمہ یا عشائے ربّانی بشپ سے علیحدہ جائز نہیں۔ بشپ کا منظور شدہ خُدا کا منظور شدہ ہے۔ بقول شخصے کہ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ہم بشپ کی ایسی ہی تعظیم کرتے ہیں جیسی خداوندکی - یہ فرض ہے کہ ہم خدا کو اور بشپ کو جانیں - وہ جو بشپ کی عزت کرتا ہے خدا کی عزت کرتا ہے۔ رُوح کا فرمان ہے کہ بشپ سے جُدا ہو کر کچھ نہ کرو"۔

ان مذکورہ فقرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگنیشیس بشپی عہدہ کی کس قدر عزت کرتا تھا - اور کہ بشپ اور پرسبٹر میں صاف صاف فرق بتلاتا ہے - وہ کہتا ہے کہ بشپی سلسلہ سب میں رائج ہے - اور کہ بشپ دُنیا کے کناروں تک پائے جاتے ہیں - نیز بیان کرتا ہے کہ بشپی سلسلہ کوئی انسانی اختراع نہیں بلکہ خُدا کا مقرر شدہ انتظام ہے - اسی کے ذریعہ کلیسیا بدعتوں اور طرح طرح کے تفرقوں سے بچی رہتی ہے۔

اگنیشیس یہاں تک بشپی عہدہ کی قدر کرتا ہُوا لکھتا ہے کہ "بشپوں کے بغیر کلیسیا کا نام تک بھی نہیں ہے"۔

## پولی کارپ ( POLYCARP ) اور اُس کا خط

پولی کارپ مُقدس یوحنا رسول کا شاگرد اور آیرینیئس ( Irenaeus ) کا اُستاد اور اگنیشیس کا ہمعصر تھا - قریباً سنہ ۶۹ء میں پیدا ہُوا - آیرینیس لکھتا ہے "کہ پولی کارپ نے رسولوں سے تعلیم پائی تھی - اور ایسے لوگوں سے اُسے ملنے اور گفتگو کرنے کا فخر حاصل تھا جنہوں نے بذاتِ خود خُداوند یسُوع کو دیکھا تھا - خود رسولوں ہی نے اُس کو سمرنا کا بشپ مقرر کیا تھا"۔ کلیسیا میں اس بزرگ کی عزت و توقیر کا یہ حال تھا کہ اُس کی جُوتیاں آپ اُس کے پاؤں سے اُتارتے تھے - اُس کی چھوٹی سے چھوٹی خدمت کرنا بھی باعث فخر سمجھا



جاتا تھا۔

پولی کارپ سنہ ۱۵۴ء میں ایسٹر ( Easter ) یعنی عید قیامت کی ٹھیک تاریخ مقرر کرنے اور روم کے بشپ اینی سٹیس ( Anicetus ) سے ملاقات کرنے روم کو گیا تھا - وہاں کئی بدعتی اُس کی تعلیم سے سچے ایمان کے تابع ہوئے - اُس کی زندگی کے آخری ایام میں نوستک ( Gnostic ) بدعت کلیسیا میں پھیل گئی - اس بدعتی تعلیم کے خلاف پولی کارپ کی تعلیم بہ سبب رسولوں سے درست مسائل کی تعلیم پانے کے نہایت ہی قیمتی اور قابلِ قبولیت ہے۔

پولی کارپ قیصر انٹونیئس پائیس ( Antonius-Pius ) کے عہد میں سنہ ۱۵۵ء میں آگ میں ڈالا گیا - اور جل کر شہید ہُوا - ان ایام میں سمرنا میں قیصر کی پرستش کا بڑا زور ہوتا تھا - اور سالانہ جلسے میں عوام نے بڑا شور مچایا - بلکہ سمرنا اور فلاڈلفیا میں مسیحیوں کے خلاف بڑا بلوہ اُٹھ کھڑا ہُوا تھا - پولی کارپ کی گرفتاری سے پہلے گیارہ مسیحی شہید ہو چکے تھے - پولی کارپ کو کوڈریٹس ( Quadratus ) حاکم نے بہت سمجھایا - کہ مسیح کا انکار کرے - اور اُس پر لعنت کرے تو جان بچ جائیگی - اُس نے جواب دیا - کہ "چھیاسی برس سے مَیں نے مسیح کی خدمت کی ہے - اُس نے کبھی مجھ سے بے وفائی نہیں کی - تو مَیں کیونکر اپنے منجی اور بادشاہ کے خلاف کُفر بکوں"۔ اس جواب پر پولی کارپ کو لے گئے - اور آگ میں ڈال دیا - لیکن جب آگ سے اُس کا بدن نہ جلا تو تلوار سے اُس کو قتل کر دیا گیا - اُس کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد سمرنا کی کلیسیا نے اُس کی شہادت کا حال لکھ کر فیلو میلئم ( Philomelium ) کی کلیسیا کو

بھیجا۔ یوسیبئیس ( Eusebius ) مؤرخ پولی کارپ کے ایک خط کا ذکر کرتا ہے۔ جو اُس نے فلپیوں کے نام پر تحریر کیا۔ ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں میں بُزرگ جیروم ( Jerome ) کے زمانہ تک یہ خط پڑھا جاتا تھا۔ پولی کارپ کو اس خط کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پڑی کہ فلپی مسیحیوں نے اُس کے پاس درخواست کی تھی۔ کہ وہ اپنے شخصی رُوحانی تجربات اُن کو لکھ بھیجے۔ نیز اگر اگنیشئیس ( Ignatius ) بزرگ کی کوئی تحریر ہو تو وہ بھی ارسال فرما دیں۔ اس خط میں نئے عہد نامہ سے اکثر اقتباس دیئے گئے ہیں۔ اور اناجیل کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ اور اس بات کا بھی بیان ہے کہ مقدس پولُوس رسُول نے فلپیوں کو زبانی تعلیم دینے کے علاوہ خط بھی تحریر کئے۔ اس کے علاوہ پولُوس رسُول کے دیگر خطوط۔ مُقدس یُوحنا۔ مُقدس پطرس کے خطوط کا بھی اُس میں بیان ہے۔ اس خط میں پولی کارپ فلپیوں کی تعریف کرتا ہے۔ کہ وہ اگنیشئیس کو پیار کرتے اور دُوسرے بزرگوں اور مُقدسوں کی جو قید میں تھے تعظیم و قدر کرتے تھے۔ اور اُن کے مضبوط ایمان کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُن کو نصیحت کرتا ہے کہ رُوحانی خُوبیوں میں بڑھتے جائیں۔ نیز اُن کو کلیسیائی انتظام اور ناسٹک ( Gnostic ) بدعت سے آگاہ کرتا ہے۔

## پپے پیاس ( Papias ) اور اُس کی چند تحریرات

پپے پیاس جو مُقدس یُوحنا رسُول کا شاگرد اور پولی کارپ کا دوست تھا۔ سنہ ۶۰ء میں پیدا ہُوا۔ یہ بزرگ فروگیہ کے ہیراپلس ( Hierapolis ) کا بشپ تھا۔ جو قیصر مارکس اوریلیس ( Aurelius ) کے عہد میں شہید ہُوا۔ اس بزرگ کی شہرت اس وجہ سے ہے۔ کہ اُس نے خُداوند



یسُوع اور رسُولوں کے متعلق روایات کو اُن اشخاص سے جن کو رسُولوں سے ملنے کا فخر حاصل تھا دریافت کر کے جمع کیا۔ ان روایات کی کتاب کا نام تشریح الروایات المسیح رکھا۔ مگر افسوس ہے کہ اب اس کتاب کا کوئی پتہ نہیں۔ البتہ بزرگوں نے اپنی اپنی تحریرات میں اس سے اقتباس کیا ہے۔ یہ کتاب بہت مشہور و مقبُول نہ ہوئی۔ اور نہ اس کی حفاظت پر توجہ کی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصنیف کلیسیا میں قیمتی نہیں سمجھی گئی۔ لیکن بعض کی تصنیفات میں اقتباسات سے اُس کے ضبوط ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ اس کتاب کا ایک اقتباس یہاں پیش کرنا کافی ہوگا۔ یہ ایک قیمتی اقتباس ہے۔ کیونکہ مُقدس مرقس اور مُقدس متی کی انجیل کی صداقت پر یہی سب سے پہلی شہادت ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ مرقس پطرس کا ترجمان تھا۔ اُس نے وہ تمام باتیں جو مسیح کے کام اور کلام کی بابت اُس سے سُنی تھیں۔ اپنی یادداشت سے بے ترتیب ایک جگہ قلمبند کر دیں۔ اور مُقدس متی نے اپنی انجیل عبرانی زبان میں لکھی۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق اُس کی تشریح کی؟

## ہرماس ( HERMAS ) کا بیان

یہ ایک تحریر کا نام ہے۔ جس کے مُصنّف کے بارے میں تحقیق نہیں ہو سکی کہ کون تھا۔ بزرگان اوریجن۔ ترطلین۔ آیرینیس اور یوسی بیئس خیال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس تحریر کا مُصنّف وہ ہرماس تھا جس کا ذکر پولُوس رسُول رومیوں کے خط میں کرتا ہے[1]۔ لیکن زمانۂ حال کے علماء

[1] رومی ۱۶: ۱۴ ۔

خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ رُوم کے بشپ پائیس اوّل ( Pius ) کا بھائی ہرماس تھا۔ جو ۱۳۹ء سے ۱۵۴ء میں روم کا بشپ تھا۔ ہرماس اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ میں نے یہ کتاب جب تحریر کی تو اُس وقت رُوم کا بشپ کلیمنٹ تھا۔ نیز وہ اُس میں رُوم کے مسیحیوں کی اُس ایذا رسانی کا ذکر کرتا ہے۔ جس کا بیان بشپ کلیمنٹ نے اپنے خط بنام کرنتھیوں میں کیا ہے۔ اس تحریر کا خاص مُدعا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلیسیا کو آگاہ کیا جائے۔ کہ اُن مُنافقوں سے جنھوں نے مُصیبت کے وقت مسیح کا اِنکار کیا۔ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ تحریر اُس ایذا رسانی کے بعد لکھی گئی ہوگی۔ جو ۹۰ء بعد ڈومیشین ( Domitian ) واقع ہوئی۔ نہ کہ ۳۰ء و ۶۰ء کے درمیان والی ایذا رسانی میں۔ چونکہ ہرماس یتیم تھا۔ اور لڑکپن ہی میں غلامی میں بیچا گیا تھا۔ اس لیئے خیال غالب ہے۔ کہ یہ بشپ پائیس اوّل کا بھائی نہ تھا۔ بلکہ مشرق کا باشندہ تھا۔

اس کی پہلی روایت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کثیر الاولاد اور اُدھیڑ عمر کا تھا۔ بچے اُس کے بالغ تھے۔ اور اُس کے حکم سے باہر تھے۔ اور اُس کے واسطے باعثِ شرم و بدنامی تھے۔ ہرماس کوئی بڑا عالم اور ہوشیار نہ تھا۔ پر اُس کا دعویٰ تھا کہ "میں رُوح القدس کا سِکھایا ہُوا اُستاد ہُوں"۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُوسری صدی میں کلیسیا کے درمیان نبی کی عزت کیسی تھی۔ ابتدائی زمانہ کی کلیسیا اس کتاب کی بہت عزت و توقیر کرتی تھی۔ چُنانچہ آیرینیئس ( Irenaeus ) کے زمانہ میں یہ کتاب عبادت کے وقت پڑھی جاتی تھی۔ بزرگ اوریجن



( Origen ) اور اسکندریہ کا کلیمنٹ ( Clement ) اس کو الہامی قرار دیتے ہیں۔ لیکن مستند کتابوں میں کبھی اُس کو جگہ نہیں ملی۔ ڈین سٹینلی ( Dean Stanley ) اس کتاب کی نسبت کہتا ہے کہ یہ کتاب دُوسری صدی کی "مسیحی مسافر" ہے۔ یہ کتاب پاسبان کے نام سے کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بصُورت پاسبان ہرماس کی ہدایت کیا کرتا تھا۔

بلحاظ مضمون اِس کتاب کے تین حِصّے ہیں۔

(۱) رویا۔ اِس حِصّے میں کئی ایک رویات کا بیان ہے۔ اس میں کلیسیا ہرماس کو ایک عمر رسیدہ بُڑھیا تھکی ماندی عورت کی صُورت میں دِکھائی دی۔ جس کو رُوحانی زندگی کے بارے میں تعلیم دینے اور خبردار کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد کی رویتوں میں جُوں جُوں یہ عورت ظاہر ہوتی گئی جوان اور خوبصُورت معلوم ہوتی گئی۔ اس سے اس بات کا اظہار ہوتا گیا۔ کہ کلیسیا کی تعلیم اور عبرت عُمدہ پھل لا رہی ہے۔ آخری رویت میں ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے۔ جو پاسبان کی صُورت میں ظاہر ہو کر ہرماس کو دس احکام دیتا ہے۔ جو اس کتاب کے دُوسرے حِصّے میں ہیں۔

(۲) احکام عشرہ۔ یہ ایک طرح سے خُدا پر ایمان رکھنے اور مسیحی زندگی اور نیک چال چلن کی بابت دس ہدایات ہیں۔

(۳) اس حِصّہ میں دس تشبیہیں یا تمثیلیں ہیں۔ جس میں مختلف طور پر اُنہی رویات اور احکام کا بیان ہے۔ جو دُوسرے حِصّے میں ہیں۔ اس کتاب میں رُوحانی تعلیم بہت کم ہے۔ بلکہ کہیں جگہ غلط تعلیم کا آغاز پایا جاتا ہے۔ اُس کی تعلیم ہے۔ کہ کلیسیا کے باہر بالکل نجات نہیں ہے۔

ہرماس اپنی تصنیف میں نئے عہد نامہ سے ایک حوالہ بھی نہیں دیتا۔ عشائے ربانی کا ذکر تک نہیں کرتا۔ البتہ بپتسمہ کا تو ذکر کرتا ہے۔ خداوند یسوع کی زندگی کے کسی واقعہ کا بیان نہیں کرتا اور نہ اُس کی موت کا کچھ بیان کرتا ہے۔ البتہ توبہ۔ نیک اعمال۔ مسیح کی آمد ثانی پر بحیثیت مصنّف بہت زور دیتا ہے ۔

## سلیمان (Odes of Solomon) کی نظم

سُریانی درشن میں یہ نظم سنہ ۱۹۰۹ء میں ڈاکٹر رینڈل ہیرس (Dr. Rendel Harris) کے ہاتھ لگی۔ اس کے تصنیف کے وقت کی تاریخ بحث طلب ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال ہے۔ کہ یہ تصنیف سنہ ۱۰۰ء کی ہے۔ ڈاکٹر برنارڈ (Bernard) سنہ ۱۵۰ء تا سنہ ۲۰۰ء بتاتے ہیں۔ لیکن پروفیسر ہارنک (Harnack) کا خیال ہے۔ کہ اوّل اوّل یہ نظم یہودیوں نے لکھی۔ جس کو کسی مسیحی نے جمع کیا ۔

بعض کلیسیائی کتابوں کی فہرست میں یہ نظم پائی جاتی ہے۔ تیسری اور چوتھی صدی میں مشرق و مغرب کی کلیسیاؤں میں اس کا استعمال تھا۔ ایسا خیال ہے کہ یہ نظم اُن نومریدوں کی تعلیم کے واسطے لکھی گئی۔ جو بپتسمہ پاکر کلیسیا میں شامل ہونے والے ہوتے تھے۔ اگرچہ اس میں نئے عہد نامہ سے کوئی خاص اقتباس تو نہیں مگر نئے عہد نامہ کے خیالات صاف صاف پائے جاتے ہیں۔ اور کلمہ کی تعریف نہایت عمدگی سے کی گئی ہے جو یوحنا کی انجیل سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن گناہ۔ توبہ اور گناہوں کی معافی کا اس میں کوئی اشارہ نہیں۔ اس میں خدا کی محبّت (الٰہی عشق) کا بہت ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنّف بڑے اور



گہرے رُوحانی عالم سے گزر رہا تھا۔ اس نظم کی بناوٹ اور اصلیت مشرقی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں مشرقی مسیحیت کے ایمان و اُمید کا اظہار ہے۔ یہ نظم غالباً سُریانی زبان میں تحریر ہوئی۔ غالباً اُس زمانے کے مسیحی اس کتاب کو عبادت میں گیت کی کتاب کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ہرچند اِس کتاب میں مسیح کا نام نہیں پایا جاتا تو بھی وہ مذہبی سرگرمی شکرگزاری خوشی و تعریف سے بھری ہوئی ہے ۔

---

# ساتواں باب

## کلیسیا کے محافظ۔ حامیانِ مذہب

مسیحی مذہب کی تصدیق اور حمایت کرنے کا زمانہ قیصر ہیڈریان (Hadrian) کے اُس اعلان سے شروع ہوتا ہے۔ جو اُس نے سنہ ۱۱۲ء میں مشتہر کیا۔ اس اعلان سے پیشتر مسیحی مذہب اور مسیحی ہونا قانون کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ مسیحیوں کو بلاتحقیق و بلاسماعت جواب دہی کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ تو بھی اُنہوں نے شور نہیں مچایا۔ بلکہ صبر کے ساتھ سب کچھ برداشت کیا۔ لیکن اُس اعلان سے اُن کو اتنا حق حاصل ہوا کہ باضابطہ اُن کا مقدمہ ہو۔ اور درست طریقہ پر اُن کے مقدمات کی سماعت ہو۔ جب اس قدر مسیحیوں کو حق حاصل ہوگیا۔ تو مسیحیوں کی طرف سے مسیحی مذہب کی حمایت میں تحریرات لکھی جانے لگیں۔ جس میں تعلیم یافتہ گروہ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ اور یہ کام کوڈریٹس (Quadratus)

اور ارسٹائیڈیس ( Aristides ) سے شروع ہُوا ۔

یہ حامیانِ مسیحی مذہب بڑے قابل فلاسفر تھے۔ بعض اُن میں نہایت بڑے عالم تھے جو اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ مسیحیت ایک حقیقی فلاسفی ہے۔ اور کہ یہ سب سے اعلےٰ حکمت اور سچائی ہے۔ وہ اس بات کی بھی کوشش کرتے تھے کہ اُن اعتراضات اور غلط فہمیوں کا جواب دیں جو مخالفوں کی طرف سے مسیحیت کی نسبت کئے جاتے تھے۔ اور کہ یہ درخواست کریں کہ مسیحی مذہب اس قابل ہے۔ کہ اس کی حمایت کی جائے۔ اور اُسے سرفراز کیا جائے ۔

اوّل ہی اوّل ایسی تحریرات کوڈریٹس ( Quadratus ) اور ارسٹائیڈیس ( Aristides ) کی طرف سے قیصر ہیڈریان کے عہد میں شائع کی گئیں۔ اُن میں اُن اعتراضات کے جوابات تھے۔ جو یہودی مسیحی مذہب پر کرتے تھے۔ علاوہ اس کے اُن خیالات کی بھی تردید تھی جو مسیحیت اور یہودیت کو خلط ملط کرتے تھے ۔

ان حامیانِ مسیحی ملت نے اپنے ایمان ہی کی اشاعت نہیں کی بلکہ یہودیوں اور بُت پرستوں سے بالمقابل مباحثے بھی کئے۔ جیسا کہ فی زمانہ ہندوستان یا دیگر ممالک میں مسیحی مشنری اور واعظین کرتے ہیں مثلاً جسٹن شہید ( Justin Martyr ) نے روم میں ایک بُت پرست فلاسفر بنام کریسنس ( Crescens ) سے مباحثہ کیا۔ ایسا ہی اُس نے افسس میں ایک یہودی بنام ٹرائی فو ( Trypho ) سے مباحثہ کیا۔ اور اُس کی بابت اُس نے ایک کتاب بھی لکھی۔ ان کے علاوہ مسیحیوں نے بڑے بڑے شہروں میں مدارس جاری کئے۔ جن میں فلاسفی پر لیکچر دیئے جاتے تھے۔



جس میں یہ ثابت کیا جاتا تھا کہ مسیحیت کی فلاسفی اعلےٰ ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اسکندریہ کا مدرسہ دُور دُور تک مشہور ہو گیا۔ اور بہت بُت پرست ناسٹک ( Gnostic ) اور یہودی جو اس مدرسہ میں داخل ہوتے تھے مسیحی ہو گئے۔ دُوسری صدی میں ان حامیانِ مذہب کا یہ کام رہا کہ مسیحیت کو یہود اور بُت پرستوں کے حملوں سے بچا لیں۔ گویا اُنہوں نے اپنی حفاظت کے ہتھیار استعمال کئے۔ مگر تیسری صدی میں اُنہوں نے دُشمن پر وار کرنے کے ہتھیار بھی استعمال کئے۔ یعنی دُوسرے مذہبوں پر حملے شروع کر دیئے۔ جن سے اُن مذاہب کی فحش تعلیمات اور جہالت کی قلعی کھول دی گئی ۔

یہ حامیان و مصدّقین مذہب بمطابق خیالات تین قسم کے تھے ۔

اوّل۔ یونانی اور لاطینی مصنّف ۔

الف۔ ان میں یونانی زیادہ عالم اور فلاسفر تھے۔ اور یہ افلاطون ( Plato ) کی تعلیم کے گرویدہ تھے۔ لاطینی زیادہ تر عاملانہ طریقہ رکھتے تھے اور فلاسفروں کی فلاسفی اور اُن کی کارستانیوں کو شک کی نظر سے دیکھتے تھے ۔

(ب) یونانی اس بات کے ثابت کرنے کے درپے رہتے تھے۔ کہ مسیحی دین حق ہے۔ اور یہ اُس سچائی کا کامل عرفان ہے۔ جس کو پُرانے بزرگ بخوبی نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن لاطینی علماء اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ چونکہ مسیحی مذہب کے اصُول بنی نوع انسان کے واسطے مُفید اور اخلاقی ترقی کا کامل معیار ہیں۔ اس لئے یہ مذہب قانونی طور پر جائز سمجھا جانا چاہیئے ۔

ج۔ یونانی علماء اُن باتوں کو جو غیر مذاہب میں اچھی تھیں تسلیم کرتے تھے۔ مگر لاطینی لیکٹینٹیس ( Lactantius ) کے علاوہ کُل کی مخالفت کرتے تھے ۔

دوم۔ دُوسری قسم کے حامیانِ مذہب جیسا کہ اُن کی تحریرات سے واضح ہوتا ہے۔ یا تو دُوسری صدی کے ایذارسانی کے زمانہ میں یا سُریانی بادشاہوں کے امن وامان کے عہد میں ہوئے ۔

اوّل الذکر حامیانِ مذہب کی تصنیفات اُس زمانہ کی ہیں۔ جبکہ مسیحی سخت ایذارسانی میں مُبتلا تھے۔ اُنھوں نے اپنی تصنیفات سے یہ بات ثابت کی۔ کہ جو الزامات یہودی اور بُت پرست مسیحی مذہب پر لگاتے ہیں۔ وہ بالکل لغو اور بے بُنیاد ہیں۔ لیکن مؤخر الذکر حامیانِ مذہب امن وامان کے زمانہ میں ہوئے ۔ یہ تصنیفات اعلیٰ درجہ کی عالمانہ ہیں۔ ان میں بہت سے خُداؤں (کثرت الالٰہ) کا ماننا خلافِ عقل اور لغو ثابت کیا ہے ۔

سوم۔ تیسری قسم کے حامیانِ مذہب وہ عالم تھے۔ جو غیر مذاہب کے خیالات یا اصُولوں کو مسیحی مذہب کا (ہراول) پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ جیسے جسٹن شہید اور اسکندریہ کا کلیمنٹ خیال کرتے تھے کہ غیر مذہب کی فلاسفی نے مسیحی مذہب قبُول کرنے کا راستہ کھول دیا ہے۔ برعکس اس کے لاطینی حامیانِ مذہب نہ صرف اس خیال ہی کو رد کرتے تھے۔ بلکہ غیر مذاہب کی عُمدہ تعلیمات کا بھی مضحکہ اُڑاتے تھے۔ مثلاً

اسکندریہ کا کلیمنٹ تو لکھتا ہے۔ کہ فلسفہ گویا انجیل کا ہراول ہے۔ مگر اُس کے خلاف ترتلیان کہتے ہیں کہ فلسفہ سے بدعتیوں کو تقویت پہنچتی ہے ۔

حامیانِ مذہب کا یہ مُدعا ہرگز نہ تھا۔ کہ گورنمنٹ کا قانون منسُوخ کیا جائے۔ بلکہ وہ صرف اس بات کے خواہشمند تھے۔ کہ عدالتوں میں مسیحیوں کے مقدمات کی پُورے طور پر سماعت ہو۔ اور جب اُن کے خلاف الزامات لگائے جائیں تو ان کو جواب دہی کا پُورا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ باغیوں اور



خونیوں کا سا سلوک اُن کے ساتھ نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے متعلق وہ عُمدہ دلائل بھی پیش کرتے تھے۔ مثلاً

(۱) چونکہ مسیحی مذہب ایک اعلےٰ اخلاقی مذہب ہے۔ لہذا اس کے خلاف جو الزامات لگائے جاتے ہیں بالکل لغو اور بے بُنیاد ہیں ۔

(۲) عملاً اور اخلاقاً مسیحی مذہب بُت پرستوں کے مذاہب سے اعلیٰ شرف رکھتا ہے۔ لہذا اُس کی تاثیر بہت عُمدہ ہے ۔

(۳) مسیحی گورنمنٹ کے پُورے وفادار ہیں۔ اور سرکاری کاموں کو نہایت جانفشانی سے بجا لاتے ہیں ۔

(۴) مسیحی کہلانا ہی جُرم کا سبب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی شخص صرف نام سے نہیں۔ بلکہ کام سے مجرم ٹھہرتا ہے ۔

حامیانِ مذہب مسیحیت کی صداقت میں دلائل تحریر کرتے ہوئے ذیل کے امُورات کو مدِّنظر رکھتے تھے ۔

(الف) وہ الزامات جو مسیحی مذہب پر لگائے جاتے ہیں۔ اُن کو قوی دلائل سے رد کریں ۔

(ب) مسیحی صداقتوں کی حمایت وہ ایک ضروری فرض تصوّر کرتے تھے ۔

(ج) بُت پرستوں کے اخلاق۔ اطوار۔ اقوال و افعال کیسے مکروہ اور ناشائستہ ہیں ۔

(د) چونکہ یہودی خاص طور پر مسیحیت کے مخالف تھے۔ اس لئے اُن کی تردید میں زیادہ توجہ دی جاتی تھی ۔

(۱) وہ الزامات جو مسیحیت کے خلاف لگائے جاتے تھے :-

(۲) یہودی اور بُت پرست مسیحیوں کے خلاف بہت سے جھوٹے الزامات لگاتے تھے۔ اس لیئے اُن کا جواب دینا مسیحی علماء اپنا ضروری فرض سمجھتے تھے ۔

سب سے پہلا الزام جو مسیحیوں پر لگایا جاتا تھا۔ وہ یہ تھا کہ مسیحی اخلاق سے بالکل گرے ہُوئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں وہ پاک شراکت کی عبادت کو پیش کرتے تھے۔ کہ یہ عبادت شام کو اندھیرے میں کی جاتی ہے۔ اُس وقت یہ اپنی حالت میں نہیں رہتے۔ بہت سی ناجائز حرکتیں کرتے ہیں بلکہ زناکاری اور بدمعاشی کرتے ہیں ۔

مسیحی علماء نے ان الزامات کا جواب بڑی صفائی اور زوردار دلائل سے دے کر ثابت کیا کہ مسیحیوں کی اخلاقی زندگی بالکل پاک بے عیب اور بُت پرستوں کے طریقہ سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ترتلیان Tertullian نے لکھا۔ کہ جو الزام ہم پر لگائے جاتے ہیں وہ نہ صرف انجیل کے بالکل خلاف ہیں۔ بلکہ عام انسانی اخلاق اور فطرت سے گرے ہُوئے ہیں۔ لیکن ہاں اگر ان الزامات کی وجہ سے مسیحی مجرم ہیں۔ تو پہلے ان کو ثابت کرنا چاہیئے۔ جسٹن شہید ( Justin Martyr ) اتھینگورس ( Athenagoras ) تھیوفلس ( Theophilus ) اور ارسٹائیڈس ( Aristides ) نے بھی بڑی خوش اسلوبی اور قوی دلائل سے ان الزامات کو رَدّ کیا۔ اور ثابت کر دیا کہ یہ الزامات بالکل غلط اور فضول ہیں ۔

دُوسرا الزام یہ تھا کہ مسیحی گورنمنٹ کی بے وفا رعایا ہیں۔ کیونکہ جب کبھی گورنمنٹ پر کوئی مُصیبت یا بلا نازل ہوتی ہے۔ تو مسیحی بالکل بے پروا رہتے ہیں یہ سچ ہے کہ اکثر مسیحی فوجی خدمت پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ



ترتلیان ( Tertullian ) نے یہ کہا کہ فوجی خدمت مسیحیوں کے واسطے ناجائز ہے۔ اور اکثر متمول مسیحی میونسپل کمیٹیوں اور کونسلوں میں کام کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایسی ایسی باتوں سے لوگ یہ نتیجہ نکالتے تھے۔ کہ مسیحی بے وفا رعایا ہیں۔ لیکن ترتلیان اس کا یہ جواب دیتا ہے۔ کہ جس حال مسیحی ہر طرح کے ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اور صُلح کُل زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو پھر وہ گورنمنٹ کی بے وفا رعایا کیسے ہو گئے۔ یہ سچ ہے کہ مسیحی قیصر سے دُعا نہیں کرتے تھے اور نہ اُس کی عبادت کرتے تھے۔ لیکن قیصر کے واسطے ہمیشہ دُعائے خیر کرتے تھے۔ اور خط بنام ڈائگنیٹیس ( Diognetius ) میں مسیحیوں کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ اَور باتوں میں باقی رعایا کے ساتھ شریک ہیں ۔

چونکہ مسیحی قومی دیوتاؤں کو نہیں مانتے تھے۔ اس لیئے اُن پر تیسرا الزام یہ تھا کہ وہ مُلحد ہیں۔ چونکہ وہ بادشاہ کی پرستش نہیں کرتے لہٰذا باغی ہیں اس الزام کے جواب میں مسیحی حامیانِ دین نے کہا۔ کہ بیشک ہم اس امر میں قصُوروار ہیں۔ مگر ہم ایک سچے خُدا کے پرستار ہیں۔ اس لیئے ہم کبھی اَور معبُود دیوی دیوتا کو الٰہی عزت نہیں دے سکتے ۔

چوتھا الزام یہ تھا کہ ہر بلا و دُکھ جو گورنمنٹ پر یا رعایا پر آتے ہیں۔ اُن کا مُوجب یہ مسیحی ہیں۔ اس کا جواب مصدقین یہ دیتے تھے کہ تمام ارضی اور سماوی آفات سچے خُدا کی طرف سے گُناہوں کی سزا کے طور پر آتی ہیں ۔

(۳) مسیحیوں نے نہ صرف اپنے خلاف الزامات ہی کے جواب دیئے۔ بلکہ غیر مسیحیوں میں مسیحیت کی اشاعت قوی دلائل سے کی ۔

الف۔ اس بات کو ثابت کیا۔ کہ پُرانے عہدنامہ میں مسیح کی نسبت

مسیحیوں کے حق میں یہ دلیل پیش کی کہ مسیحی دین کس طرح تمام ممالک میں بسُرعت تمام پھیل گیا ہے۔ اسی دلیل کو بوضاحت تمام آرنوبیئس ( Arnobius ) نے پیش کیا ۔

(۵) متقدمین مسیحی دین کی صداقت میں یہ دلیل بھی بڑے زور سے پیش کرتے تھے کہ مسیحیت انسانی فطرت کی سب سے ضروری اور گہری رُوحانی ضروریات کو پُورا کرتی ہے۔ جس کے سبب بہت سے حق کے متلاشی کلیسیا کی طرف کھچے چلے آتے ہیں ۔

(۳) گو متقدمین حامیانِ مسیحیت نے اُن تمام اعتراضات اور الزامات کے جواب دے کر اُنہیں رد کیا۔ اور مسیحی دین کی صداقت اور حقانیت کو بخُوبی ثابت کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے بُت پرستی کے طریقِ عبادت اور بُت پرستی کی نامعقولیت کو نہایت وضاحت اور خُوبی سے بیان کر کے اُن کے پردے کھول دیئے۔ ان خرابیوں کا ثابت کرنا چنداں مُشکل نہ تھا۔ کیونکہ وہ تو صاف صاف عیاں تھیں۔ کھلم کھلا وہ خرابیاں بُت پرستوں کی زندگیوں سے ظاہر ہوتی تھیں۔ نیز قومی دیوتاؤں کی بیہودگیوں کا دکھانا چنداں دُشوار نہ تھا۔ کیونکہ مؤرخوں نے صفائی سے لکھ دیا تھا کہ دیوتا محض انسان تھے۔ جن کو الٰہی درجہ دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ دُوسری صدی کے بہت سے اہلِ دانش اور باخبر بُت پرست ایک ایسے مذہب کے متلاشی تھے۔ جس میں خُدا کی وحدانیت پائی جاتی تھی۔

(۴) یہودیوں کے مباحثہ میں مصنفین خصُوصیت سے ان باتوں پر زور دیتے تھے۔ کہ :-

الف - پرانے عہدنامہ کی پیشینگوئیاں مسیح میں پُوری ہوئیں ۔



پیشینگوئیاں اور تشبیہات موجود ہیں۔ مُقدس آیرینیئس ( Irenaeus ) کتاب بنام رسُولوں کی تعلیم میں اُن پیشینگوئیوں کا بوضاحت بیان کرتا ہے۔ جو مسیح کی نسبت پُرانے عہدنامہ میں ہیں۔ نیز خُداوند یسُوع کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ اُن کا بیان بطور پیشینگوئی پُرانے عہدنامہ میں پایا جاتا ہے ۔

ب - مسیح کی الٰہی طاقت کا ظہور اُس کے معجزات میں ظاہر ہُوا ہے ۔

ایرنوبیوس ( Arnobius ) مسیح خُداوند کے معجزات کا ذکر کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ کہ اُن معجزات سے اُس کی عجیب رحمت اور محبت آشکارا ہوتی ہے۔ اُس کے طرح طرح کے معجزوں کا شمار، شہرت اور طریق کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ ان معجزات کی قُدرت اور عجیب طریقے کے مقابل بُت پرستوں کے طلسم اور جنتر منتر کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ شہید جسٹن اور بزرگ آئرینیئس اُن معجزات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ جو خُداوند مسیح کے رسُولوں سے سرزد ہُوئے۔ جیسا کہ بیماروں کو شفا بخشنا۔ دیووں کو نکالنا وغیرہ ۔

ج - مسیحیوں کی رُوحانی زندگی کی تاثیر کیسی اعلیٰ اور اخلاقی ہے۔ چُنانچہ ڈائیگنیٹس ( Diognetius ) کے خط کا مُصنف مسیحیوں کی زندگی اور نمونے کی بہت عُمدہ تصویر کھینچتا ہے۔ اس کے علاوہ جسٹن شہید اور ترتلین مسیحیوں کے صبر اور برداشت کی تعریف کرتے ہیں "کہ وہ ایذارسانی میں کیسے صابر اور متحمل پائے جاتے ہیں۔ نیز بوقت شہادت اُن کا استقلال اور مضبُوطی اُن کی معصُومیت کو کیسی عُمدگی سے ثابت کرتی ہے" ۔

د - اوریجن نے جب سلسس ( Celsus ) سے مباحثہ کیا تو

ب۔ یروشلیم کی تباہی سے یہودیت کا خاتمہ ہوگیا۔

مذکورہ بالا بیان صرف اُن متقدمین مسیحیوں کے کام کا خاکہ ہے۔ جو اُنہوں نے مسیحیوں کے خلاف حملے روکنے اور مسیحی دین کی ترقی و اشاعت میں کئے۔ لیکن اگلے باب میں ہم چند ایک مشہور مصدقین کا اور اُن کی کوششوں اور کاموں کا بیان کریں گے۔ جو اُنہوں نے اُس کے متعلق کئے۔

---

# آٹھواں باب

## متقدمین حامیانِ دین۔ مشہور مصدقین صاحب تصانیف

سب سے پہلے مصدقین کوڈریٹس اور ارسٹائیڈس تھے۔ جنہوں نے قیصر ہیڈریان کی خدمت میں مسیحی دین کے بارے میں معذرت نامہ تحریر کیا۔

### اوّل۔ کوڈریٹس QUADRATUS

یہ بزرگ قیصر ہیڈریان کے عہد میں ایتھنی کا بشپ تھا۔ اس کی نسبت یوسی بیئس مسیحی مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ اُس نے قیصر ہیڈریان کو مسیحیوں کی نسبت معذرت نامہ لکھا۔ اگرچہ اُس تحریر کا بہت تھوڑا حصہ اس زمانہ تک پہنچا ہے۔ مگر اس قدر ظاہر ہے۔ کہ اُس نے اپنی تحریر میں خداوند مسیح کے معجزات کا اُس زمانہ کے جادو اور منتر جنتر کا مقابلہ



کر کے دکھایا۔ اور ظاہر کیا۔ کہ جن کو خداوند مسیح نے شفا بخشی یا مُردوں سے زندہ کیا۔ بعض اُن میں سے اب تک ہمارے درمیان زندہ ہیں۔ اور مسیح کی الٰہی قدرت کی گواہی دیتے ہیں۔

### دوم۔ ارسٹائیڈس ARISTIDES

یہ اپنے زمانہ کا مسیحی فلاسفر تھا۔ یہ بھی ایتھنی کا باشندہ تھا۔ یوسی بیئس اس کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ اس مصنف نے بھی قیصر ہیڈریان کے نام مسیحیوں کی بابت تحریر کیا۔ روایت ہے کہ اس پر قیصر نے حکم دیا کہ مسیحیوں کے مقدمات کی باضابطہ قانونی سماعت ہُوا کرے۔ لیکن ایک سُریانی تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ تحریر قیصر ہیڈریان کے جانشین قیصر انٹونینس پائیس ( Antoninus Pius ) کے عہد میں لکھی گئی۔ ۱۸۹۱ء میں کینن روبنسن ( Canon Robinson ) نے اس کا مکمل نسخہ دریافت کیا۔ یہ ایک دِلکش نظم یونانی زبان میں ایک رسالہ بنام "بارلیم اور جوزف کی زندگی" میں لکھا گیا تھا۔

اِس رسالہ میں ارسٹائیڈس بتاتا ہے۔ کہ وہ کیونکر خود نیچرل مذہب سے سچے خدا کی طرف پھرا۔ اس رسالہ میں بنی آدم کو وحشیوں۔ یونانیوں یہودیوں اور مسیحیوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ وحشیوں کی غلطیوں کو بڑی صفائی اور سختی سے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہودیوں کی نسبت وہ ذرا نرمی سے کام لیتا ہے۔ لکھتا ہے کہ یہودیوں کی بڑی غلطی یہ تھی کہ اُنہوں نے خدا کی پرستش کی بجائے فرشتوں کی زیادہ عبادت کی۔ پھر یہ بتلاتا ہے کہ کیونکر مسیحی ایک واحد خدا کو مانتے اور پاکیزگی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اور سب سے برادرانہ محبت رکھتے ہیں۔ وہ مسیح ابن اللہ کے شاگرد ہیں جو مجسم ہُوا۔ اور آخرکار دُنیا کی عدالت کرے گا ۔

آخر میں قیصر سے یہ التجا کرتا ہے کہ وہ مسیحی تصنیفات کا مطالعہ کرے۔ تاکہ اُس کو واقفیت ہو۔ کہ مسیحی کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس نسخہ میں کسی انجیل کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ لیکن مسیحی تصنیفات کا ذکر کرتا ہے۔ جس سے غالبًا یہ پایا جاتا ہے۔ کہ وہ نئے عہدنامہ کی مستند کتابوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔

## سوم۔ خط بنام ڈائگنیٹس DIOGNETUS

اِس خط کا مُصنّف اپنے آپ کو (تبع تابعین) رسُولوں کا شاگرد بتاتا ہے۔ لیکن اس کا نام معلوم نہیں۔ یہ خط اپلوس جسٹن شہید۔ رُوم کا کلیمنٹ اور ارسٹائڈس (Aristides) کی طرف منسُوب کیا گیا ہے۔ لیکن بتحقیق نہیں کہا جاسکتا۔ کہ مُصنّف کون ہے۔ یہ خط ڈائگنیٹس کے نام پر لکھا گیا ہے۔ مکتوب الیہ غالبًا شہنشاہ مارکس اورلیئس (Marcus Aurelius) کا اتالیق تھا۔ اس خط میں اُن اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ جو اُس زمانہ میں عام طور پر مسیحیت پر کیئے جاتے تھے۔ یہ خط نہایت مؤثر اور پُرمطلب و معنی ہے۔ طرزِ تحریر اور دلائل کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کی تحریر ہے۔ مسیحی صداقتوں کو نہایت صفائی اور سادگی سے بیان کرتا ہے۔ چونکہ اس خط میں اُن بدعتوں کا کوئی ذکر نہیں جو بعد میں جاری ہُوئیں۔ اس لئے اغلب خیال یہی ہے۔ کہ یہ نسخہ ضرور ابتدائی زمانہ کا ہے۔ غالبًا دُوسری صدی کے وسط میں تحریر ہُوا ہے۔ یعنی سنہ ۱۵۰ء



ہیں۔ لیکن بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ پندرھویں صدی کا جعلی نسخہ ہے۔ یہ خط دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

(۱) باب اوّل سے باب دس تک۔ ان ابواب کی طرزِ تحریر بالکل یونانی ہے ۔

(۲) باب گیارہ و بارہ کی طرزِ تحریر بالکل اسکندریائی ہے ۔

ان آخری ہر دو ابواب کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ پنٹونیس (Pantaenus) نے جو کہ اسکندریہ کے مدرسہ اقراریاں کا معلم تھا۔ لکھا ہے۔ اِس خط میں دُوسری صدی کے مسیحیوں کی زندگی کا نہایت ہی دِلکش اور خوبصورت نقشہ اُتارا ہے۔ لکھتا ہے کہ مسیحیوں کی شناخت مُلک۔ زبان یا لباس سے مطلق نہیں ہوسکتی۔ جیسے دیگر اشخاص کی۔ کیونکہ مسیحی اگرچہ اپنے مُلک میں رہتے ہیں۔ لیکن مسافروں کی طرح۔ اگرچہ وہ زمین کے ساکن ہیں۔ لیکن وطن اُن کا آسمان پر ہے۔ گو وہ سب آدمیوں سے ستائے جاتے ہیں۔ مگر سب سے محبت رکھتے ہیں۔ عام وخاص کی لعن طعن کا نشانہ ہیں۔ وہ سب کے واسطے برکت چاہتے ہیں۔ عوام الناس سے ستائے جاتے ہیں۔ لیکن سب کی عزت کرتے ہیں۔ مسیحی مذہب خُدا کی طرف سے بیٹے کی معرفت ظاہر ہُوا۔ خُدا نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے بھیجا ہے۔ پھر مُصنّف بیان کرتا ہے کہ مسیحی ہونے کا کیا مطلب ہے ۔

## چہارم۔ جسٹن شہید (Justin Martyr)

جس کا دُوسرا نام فلیویئس جسٹینس Flavius Justinus ہے۔ مُلکِ کنعان کا باشندہ تھا۔ لیکن تھا یونانی۔ یہ بزرگ فلیویانیوپلس

(Flavia Neapolis) میں جو فی زمانہ نبلس (Nablus) کہلاتا ہے پیدا ہُوا۔ اُس نے یونانی فلسفہ کی تعلیم پائی۔ اور افلاطون (Plato) کے فلسفہ کا پَیرو تھا۔ لیکن اُس فلسفہ سے اُس کی رُوح کو کسی طرح کا اطمینان حاصل نہ ہُوا۔ ذکر ہے کہ ایک روز سمندر کے کنارے پھر رہا تھا۔ کہ ایک بزرگ ضعیف العمر اُسے ملا۔ اور اُس نے اُسے نصیحت کی۔ کہ نئے اور پُرانے عہدنامہ کو پڑھا کرے۔ سو اُس نے اُن کو پڑھنا شروع کیا جس کی تاثیر سے وہ تیتیس[۳۳] برس کی عمر میں مسیحی ہو گیا۔ لیکن بپتسمہ پانے کے بعد بھی اُس نے اپنا لباس فلاسفرانہ ہی رکھا۔ اور اِدھر اُدھر سفر کرتا۔ اور انجیل کی مُنادی کرتا رہا۔ انہی ایّام میں اُس نے رُوم میں ایک مدرسہ جاری کیا۔ جس میں مسیحی فلسفہ کی تعلیم دیتا رہا۔ بہُت سے طالب علم اس سکول میں داخل ہو گئے۔ یہ بہُت سی کتابوں کا مُصنّف ہے۔ مگر اُن میں مشہُور دو معذرت نامے اور ایک مکالمہ ٹرائفو یہودی سے ہے۔ اُس کا اوّل معذرت نامہ جو اُس نے قیصر انٹونینس پائیس (Antonius Pius) کو لکھا نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متقدّمین اپنی عذرخواہی میں کیسے کیسے دلائل مسیحی صداقتوں کی تائید میں پیش کرتے تھے۔ یہ بزرگ جسٹن قیصر کی مِنّت کرتا ہے کہ مسیحی مذہب کو اختیار کرنا سرکاری جُرم نہ سمجھا جائے۔

اپنا معذرت نامہ اس طرح شروع کرتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ مسیحی بغیر تحقیقات کے ستائے جاتے ہیں۔ کیا وہ واقعی قصُوروار اور بدمعاش ہیں۔ مناسب ہے کہ اس کی تحقیقات کی جائے اور قصُوروار سزا پائیں۔ لیکن بے قصُور رہا کِئے جائیں۔ مسیحیوں پر الزام لگایا جاتا



ہے۔ کہ وہ مُلحد ہیں۔ لیکن جسٹن اِنکار کرتا ہے کہ وہ دہریے۔ بدمعاش اور سرکار کے بے وفا ہیں۔ وہ اُن کی صفائی دیتا ہے۔ اور یہ بتلاتا ہے کہ غیر اقوام کے مذاہب کا جو بُرا اثر پڑتا ہے۔ اُس کے مقابلہ میں مسیحی کا اثر چال چلن پر بہُت ہی اچھا ہوتا ہے۔ وہ تو واحد خُدا کی۔ باپ۔ بیٹے اور رُوح القُدس کی شخصیت میں پرستش کرتے ہیں۔ وہ قُربانیاں نہیں چڑھاتے۔ کیونکہ اُن کا یقین ہے کہ خُدا ایسی قُربانیوں سے خوش نہیں ہوتا۔ البتہ وہ ایک بادشاہی کے مُنتظر ہیں۔ لیکن وہ بادشاہی اس جہان کی نہیں۔ اس لِئے وہ موت میں بھی خوش نظر آتے ہیں۔ جس طرح بُت پرست بعد از مرگ ایک عدالت کی انتظاری کرتے ہیں۔ اُسی طرح مسیحی بھی منتظر ہیں۔ مگر اُن کا یقین ہے۔ کہ اُس عدالت کا مُنصف خُداوند یسُوع مسیح ہوگا۔ بُت پرستوں کا یہ قول ہے۔ کہ دُنیا کے نامور اشخاص جوپیٹر (Jupiter) کے بیٹے ہیں۔ لیکن مسیحیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح خُدا کا بیٹا ہے۔ بُت پرست کہتے ہیں کہ ایس کلے پائیس (Aesculapius) بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ مگر مسیحی کامل یقین سے کہتے ہیں کہ مسیح شفا دینے والا ہے۔ بدرُوحیں جن پر بُت پرستی کا مدار ہے۔ وہ گویا مسیح کی پاک زندگی کی ایک بگڑی ہوئی نقل پیشتر سے کی گئی ہے۔ تاکہ لوگوں کو سچائی سے برگشتہ کریں۔ مسیحی مذہب ہی حق اور برحق ہے۔ جیسا کہ پُرانے عہدنامہ کی پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اُن پیشگوئیوں سے بھی جو خود مسیح خُداوند نے اپنے صعُود اور یروشلیم کی بربادی کی نسبت کیں۔ مسیحیوں کی ایذارسانی کا مُوجب صِرف بدرُوحیں ہیں۔ یہ جسٹن کا پہلا معذرت نامہ ہے ٭

اپنی پہلی تحریروں میں جسٹن مسیحیوں کے عقیدے اور عبادت کا ذِکر

کرتا ہے۔ جو کہ اب تک غیر قوموں سے پوشیدہ رکھی گئی تھیں۔ ان تحریروں میں وہ بپتسمہ اور پاک شراکت کا بیان کرتا ہے ٭

بپتسمہ کا یُوں بیان کرتا ہے۔ کہ وہ تثلیث کے نام پر بہتے پانی میں کیا جاتا ہے۔ اور اس رسم کے ادا کرنے سے پیشتر دُعا اور روزہ رکھا جاتا ہے۔ جسٹن شہید کے بیان کے مطابق پاک شراکت کی ترتیب حسب ذیل تھی :-

(۱) کلام میں سے پڑھنا۔ (۲) صدر کا وعظ۔ (۳) سفارشی دُعا۔ (۴) اطمینان کا بوسہ۔ (۵) روٹی اور مَے کی تقدیس۔ (۶) شُکرگُزاری کی دُعا (۷) پاک شراکت۔ (۸) خیرات و نذریں ٭

۱۶۰ء میں جسٹن شہید نے ایک دُوسرا معذرت نامہ لکھا۔ جو پہلے کی نسبت مختصر ہے۔ یہ قیصر مارکس اورلیس (Marcus Aurelius) کے عہد میں لکھا گیا۔ اس میں بھی مسیحیوں کے ستائے جانے کا ذکر ہے۔ جس کو وہ بد رُوحوں کی دُشمنی پر محمُول کرتا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر کرتا ہے۔ کہ مسیحی شہید ہونے سے کیوں نہیں ڈرتے۔ اور کہ خُدا کیوں ایسی ایذا رسانیاں ہونے دیتا ہے۔ آخر میں تحریر کرتا ہے۔ کہ مسیحیوں کا ایمان ایسی ایذا رسانیوں میں برابر قائم رہتا ہے۔ یہ اُن کی معصُومیت کا ثبُوت ہے ٭

جو مکالمہ اُس میں ٹرائفو (Trypho) یہودی کے ساتھ ہُوا۔ اُس کا بیان کیا ہے۔ اُس میں یہودی حملوں سے مسیحیت کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ یہودیوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ یہود کے مقابل اپنے دلائل کا انحصار اُس نے پُرانے عہد نامے کی پیشینگوئیوں اور تشبیہات پر رکھا ہے ٭

وہ اعتراضات جو یہودیوں نے کئے۔ اور جن کا جواب جسٹن نے دیا



مفصلہ ذیل ہیں :-

(۱) خُدا کی وحدانیت جس کا اظہار پُرانے عہد نامہ میں ہُوا ہے۔ مسئلہ تثلیث اس کی مخالف ہے ٭

(۲) مسیح جس کا وعدہ پُرانے عہد نامہ میں کیا گیا ہے۔ اُس کا مصلُوب ہونا اُس کی شان کے خلاف ہے ٭

(۳) مسیحی لوگ ختنہ اور سبت کو نہ ماننے سے شریعت کو توڑتے ہیں ٭

اس بزُرگ کی اکثر تحریرات جو اُس نے بدعتیوں اور مارسیون (Marcion) کے خلاف لکھیں گم ہو گئی ہیں۔ جسٹن ہی پہلا شخص تھا جس نے ناسٹک اِزم (Gnosticism) کے خلاف لکھا ٭

اِس مُصنّف کی تحریرات قابلِ قدر ہیں۔ چونکہ اُس نے اُس زمانہ کے مسیحیوں کے طریق عبادت کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ دُوسری صدی میں تھا۔ سیکرامنٹوں کی بابت وہ تحریر کرتا ہے۔ کہ یہ عبادت کی جان سمجھے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں رسُولوں کے میموئیرز (Memoirs) یعنی نئے عہد نامہ کی کتابوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ وہ کس طرح اُن مقدس کتابوں سے واقف تھا۔ اُس کی تصنیفات سے نئے عہد نامہ کے مضامین کا بہت عُمدہ خاکہ کھینچ سکتا ہے۔ آخری وقت میں جو اُس نے اپنے ایمان کا بیان کیا ہے۔ اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس زمانہ کے مسیحیوں کا کیا ایمان و عقیدہ تھا۔ جسٹن بزُرگ اپنے چھ شاگردوں کے ساتھ شہر روم میں بعہد قیصر مارکس اورلیس ۱۶۳ء یا ۱۶۶ء میں شہید ہُوا ٭

## پنجم۔ ٹیشئین TATIAN

یہ یونانی تھا۔ جو کہ اسور میں پیدا ہوا۔ ۱۱۰ء کے قریب یہ شہر
رؤم میں جسٹن ( Justin ) سے ملاقی ہوا۔ اور اُس کا شاگرد ہو گیا۔
مسیحی ہوتے ہی اُس نے مسیحی مذہب کی صداقت میں خط لکھنے شروع کر
دیئے۔ اُس نے پہلا خط یونانیوں کے نام پر لکھا۔ جس میں اُس نے
یونانی مذہب پر سختی سے حملہ کیا اور اُس کی خرابیوں کو بڑی صفائی سے
ظاہر کیا۔ طعن و تشنیع بھی کی ہے۔ اور یونانی علم و تہذیب کو ناقص ثابت
کر کے اُس کی خوب مٹی پلید کی۔ اُس نے اُن پر ظاہر کیا۔ کہ مختلف
قوانین و رسومات بالکل لاحاصل ہیں۔ اور یہ بیان کیا کہ دُنیا میں ایک ہی
سر اور ایک ہی قانون ہونا چاہیئے۔ اور کہ مسیحی دین میں سب بنی آدم برابر
ہیں۔ اُس نے مستورات کی تعلیم پر بڑا زور دیا ٭
ٹیشئین نے اس بات کی کوشش کی کہ تمام اناجیل سُریانی زبان میں
جمع کرے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت یہی چاروں اناجیل
مسیح خُداوند کی مُستند تواریخ مانی جاتی تھیں۔ ٹیشئین آخری ایام میں کسی
قدر ناسٹک ( Gnostic ) خیالات کی طرف جُھک گیا تھا۔ اور
اُس نے ایک نئے فرقہ بنام انکراٹیٹس ( Encratites ) کی بُنیاد
ڈالی ٭

## ششم۔ ملیتو MELITO

یہ بزرگ سردیس کا بشپ تھا۔ دوسری صدی کے مُصنفوں میں سے
یہ چوٹی کا مُصنف مانا جاتا ہے۔ یُوسیبیس ( Eusebius ) مؤرخ اُس کے



بائیس رسالوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو اُس نے بُت پرستوں مونٹانسٹس
( Montanists ) اور مارسیون ( Marcion ) کے خلاف بطور
مباحثہ تصنیف کئے۔ علاوہ ان کے اُس کی اور بھی کئی ایک تصنیفات
مختلف مضامین پر ہیں۔ جیسا کہ ایسٹر یعنی عید قیامت۔ بپتسمہ۔ انسان
کی فطرت۔ خُداوند کا دن۔ نبوت۔ مہمان نوازی اور مسیح کی پیدائش۔
ان رسالوں کو اُس نے نہایت ہی دلکش پیرایہ میں تحریر کیا ہے ٭
اُس کا ایک رسالہ اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ جو اُس نے
معذرت نامہ کے طور پر قیصر مارکس اوریلیس (Marcus Aurelius)
کو لکھ کر بھیجا۔ اس میں اُس نے سخت رنج کا اظہار کیا ہے کہ ایشیائے
کوچک میں مسیحیوں کے خلاف ایک سخت شاہی حکم نکلا ہے۔ جس
سے مسیحی سخت مُصیبت میں مُبتلا ہیں۔ بہت مسیحیوں نے ان
ایذاؤں سے بچنے کے لئے جو اس حکم کی بدولت اُن پر ہو رہی ہیں
بہت روپیہ بھی دیا ہے۔ ان مُصیبتوں کا بیان کر کے اُس نے قیصر
سے درخواست کی کہ مسیحیوں سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ کیونکہ
وہ سلطنت کے لئے برکت کا باعث ہیں۔ بجائے اس کے کہ
اُس کی اس عُذر خواہی پر کچھ توجہ کی جاتی۔ وہ قیصر مارکس اوریلیس
ہی کے عہد میں شہید کیا گیا ٭

## ہفتم۔ اتھناگورس Athenagoras

یہ ایک اتھینی فلاسفر تھا۔ اُس نے مسیحی تصنیفات کا مطالعہ
اس غرض سے شروع کیا۔ کہ اُن کے خلاف لکھے۔ مگر خُدا کی شان کہ

وہ اُن کتابوں کی تلاوت کرتے کرتے خود ہی مسیحی ہوگیا۔ بعدازاں وہ اسکندریہ کے مدرسہ متلاشیان کا اعلیٰ مدرس مقرر ہُوا۔ اسکندریہ کے کلیمنٹ کو اس کی شاگردی کا فخر تھا۔ اُس نے ایک رسالہ بنام "مسیحیوں کی نسبت رپورٹ" قیصر مارکس اوریلیس کو ۱۷۷ء میں لکھا۔ جس میں اس بات کو ثابت کیا۔ کہ جو الزامات مسیحیوں کے خلاف لگائے جاتے ہیں۔ اور اُن کے ایمان اور عقیدہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ بالکل لغو اور بے بُنیاد ہیں۔ اس کے علاوہ اُس نے ایک اور رسالہ "مُردوں کی قیامت" پر بھی لکھا۔ جس میں اُس نے ثابت کیا ہے۔ کہ انسانی فطرت۔ خُدا کی قُدرت۔ دانائی اور انصاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت کا ہونا لازمی ہے۔ ان تحریرات کا بہت اثر نہ ہُوا۔ کیونکہ ان کے بعد ہی ایذا رسانیاں۔ گال۔ لیوفس اور وی اینیٹے میں شروع ہوگئیں ؎

## ہشتم۔ تھیوفلس Theophilus ساکن انطاکیہ

یہ ایک بُت پرست تھا۔ مگر پُرانے عہدنامہ اور صحائف انبیاء کے مطالعہ سے مسیحی ہوگیا۔ ۱۶۸ء میں انطاکیہ کا بشپ مقرر ہُوا۔ اور ۱۸۱ء میں فوت ہوگیا۔ اُس نے چاروں انجیلوں کی تفسیر لکھی ہے۔ اور ہرگینیز اور مارسیون ( Marcion ) سے جو نامتک تھے مباحثے کئے ہیں۔ افسوس کہ یہ تمام تصنیفات گم ہوگئی ہیں۔ اس کی سب سے اعلیٰ تصنیف مسیحی دین کی صداقت پر تھی۔ یہ تین جلدوں میں تھی۔ جو اُس نے اپنے ایک بُت پرست دوست بنام اوٹولیکس (



کے واسطے تصنیف کی۔ اس کے دلائل بہت کُچھ جسٹن شہید سے ملتے جُلتے ہیں۔ لیکن اس نے دلائل کُتب الہامی اور تواریخ سے بہت وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اس کی تحریرات میں تمثیلات تشبیہات اور رنگینی خُوب بھری ہے۔ اسی بزرگ نے سب سے پہلے مسیحی علم الٰہی میں لفظ تثلیث کا استعمال کیا ہے ؎

## نہم۔ اسکندریہ کا کلیمنٹ CLEMENT

یہ اتھینی کا یونانی باشندہ تھا۔ جو ۱۵۰ء میں پیدا ہُوا۔ بُت پرستوں میں پرورش پائی۔ وہ حق کا متلاشی تھا۔ اُس نے فلسفہ کی تعلیم یونان اور مشرق میں حاصل کی۔ اُس کی رغبت مسیحی دین کی طرف ہوگئی۔ سو اُس کی تلاش میں دُور دراز مُلکوں کی سیاحت میں مشغول ہوگیا۔ تاکہ مشہور و نامور واعظین کو دیکھے۔ اور اُن کی سُنے۔ آخرکار اُس نے اسکندریہ میں رہائش اختیار کی۔ اور یہاں پر متلاشیوں کے اعلیٰ معلم پنٹینس ( Pantaenus ) سے اُس کی مُلاقات ہُوئی۔ آخرکار اُس نے مسیحیت میں عقلی تسلی اور رُوحانی اطمینان پاکر بپتسمہ لیا اور مقرر ہونے کے بعد تعلیم دینے میں پنٹینس کی مدد کرتا رہا۔ بعدازاں ۱۸۹ء میں اُسی کا جانشین ہوکر اُسی مدرسہ کو چلاتا رہا۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں اُس کا کافی رسُوخ تھا۔ اور بہت سے علماء اُس کا لیکچر سُننے آتے تھے۔ قیصر سپٹیمس سویرس ( Septimus Severus ) کی ایذا رسانی کے وقت بموجب فرمانِ خُداوند یسُوع۔ اسکندریہ سے ۲۰۲ء میں بھاگ گیا۔ اگرچہ وہ پھر کبھی مصر میں واپس نہ آیا۔ مگر اپنی وفات تک

جو ۲۲۰ء میں واقع ہوئی جا بجا مُنادی کرتا اور کلیسیا کو تعلیم دیتا رہا۔ کلیمنٹ اپنے وقت کے علماء میں سے اعلیٰ درجہ کا عالم مشہور ہے۔ اُس کا زیادہ کام تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان رہا اور اُس کی تصنیفات میں غیر مذاہب کے بارے میں نہایت مُنصف مزاجی سے کام لیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کو مسیح کی طرف کھینچنے کی خُوب کوشش کی ⁂

اُس کی اعلیٰ درجہ کی تصنیفات میں سے ذیل کی تصانیف مشہور ہیں :-

الف ۔ اُس نے مسیحیت کی تصدیق و تائید میں یونانی بُت پرستوں کو قائل کرنے کے لیئے ایک رسالہ لکھا۔ اُس میں اُس نے کثرت اِلٰہ کی نامعقولیت کی خُوب دھجیاں اُڑائی ہیں اور ثابت کر دکھایا ہے ۔ کہ مسیحی مذہب ہی حق و راست ہے ۔ اُس میں اُس کی یہ بڑی کوشش تھی ۔ کہ غیر اقوام و فلسفہ والوں کو اس امر کا قائل کرے کہ جن باتوں میں اُن کے مذہب و فلسفہ قاصر ہیں وہ مسیحیت سے پوری ہوتے ہیں ⁂

ب ۔ ایک اور کتاب ٹیوٹر ( Tutor ) یا پیڈاگوگس ( Paedagogus ) تین جلدوں میں لکھی ۔ اس میں علم الٰہی کا بیان کیا ہے ۔ یہ کتاب خاص کر نو مُریدوں کی تعلیم کے سلسلہ میں لکھی گئی ۔ جس میں مسیحی زندگی کے عُمدہ اصُول بیان کیئے گئے ہیں ⁂

ج ۔ ایک اَور کتاب بنام سٹرومیٹا ( Stromata ) آٹھ جلدوں میں تحریر کی ۔ اس میں علم الٰہی اور دیگر مسیحیت کے دقیق مضامین کا بیان کیا ہے ⁂



اِن تینوں کتابوں میں مسیح کلمتہ اللہ اپنے نو مُریدوں کو سکھاتا ہے ۔ کہ کس طرح روزانہ عملی زندگی میں مسیحی بننا چاہیئے ⁂

د ۔ ایک رسالہ دولت کے جائز استعمال پر لکھا ۔ جس میں اُس نے اس بات کو بتایا ہے کہ دولت خُدا کے جلال اور نجات کے واسطے کیونکر استعمال ہو سکتی ہے ⁂

ان کے علاوہ اَور بھی تصنیفات ہیں ۔ جن میں ایک گیت بھی تھا ۔ جو اب ناپید ہیں ۔ کلیمنٹ کے علم کی وُسعت اُن اقتباسات سے معلوم ہو سکتی ہے ۔ جو اُس نے بُت پرستوں ۔ یہودیوں اور مسیحی مُصنفوں کی تصنیفات سے کیئے ہیں ۔ اُس کے تصورات بہت گہرے تھے ۔ اُس کو فلسفہ کا خاص شوق تھا ۔ اُس نے خود فلسفہ کے تمام طریقوں کا تجربہ کیا تھا ۔ اس لیئے اختیار کے ساتھ اُن کی بابت بول سکتا تھا ⁂

مسیحی صداقتوں کے اظہار میں فلسفہ کا بہت استعمال کرتا ہے ۔ اور فلسفہ ہی کے طریق پر اُس نے تفسیریں بھی کی ہیں ۔ اس لیئے جیسا اکثر فلسفیوں سے ہوتا ہے ۔ کسی مسئلہ کو بیان کرتے کرتے عقل اور فلسفہ کے زور سے کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں ۔ ویسا ہی اس کا حال ہے ۔ وہ کلام اللہ سے بخُوبی واقف تھا ۔ اور اُس کے حوالے گویا آخری سند کے لیئے استعمال کرتا تھا ⁂

کلیمنٹ میں ایک بڑی خاصیت یہ تھی ۔ کہ دلائل میں نہایت ہی مُنصف مزاج تھا ۔ وہ فلسفہ اور مسیحیت کے نقطۂ نگاہ کو بخُوبی جانچتا ۔ اور ان دونوں پہلوؤں کو یکجا لانے کی کوشش کرتا تھا ۔ یہ شخص اپنے زمانہ کے لوگوں کی رُوحانی ضروریات کے لیئے حقیقی پیغام رکھتا تھا ⁂

## دہم۔ اوریجن (Origen)

اسکندریہ کے معلمین علمِ الٰہی میں سے یہ عالم چوٹی کا عالم مانا جاتا ہے
اُس نے ماسوائے اُن رسالوں کے جو اُس نے مسیحیت کی صداقت اور
تائید پر لکھے ہیں۔ فلسفہ۔ زباندانی۔ اور کتبِ مقدسہ کی تشریحات پر
بھی بہت کچھ لکھا ہے اور گہری تحقیقات کی ہے۔ اُس نے کلام الٰہی کا
بڑی گہری نکتہ چینی کی نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ ایسا کہ مطالعہ کرنے والوں
کا باپ کہلاتا ہے۔ متقدمین مصنفوں میں سے اس کے پایہ کا دوسرا
نہیں ہوا۔ اُس کی تحریرات کا اثر بعد کے بشپوں پر بھی بہت کچھ ہوا ہے۔
اُس کے والدین مسیحی تھے۔ یہ ۱۸۵ء میں اسکندریہ میں پیدا ہوا۔
اس کا باپ قیصر سپٹیمس سویرس (Septimus Severus) کے عہد
میں شہید ہوا اور اوریجن خود اُس موقعہ پر شہید ہونا چاہتا تھا۔ لیکن اُس
کی والدہ نے اس کے کپڑے چھپا کے اُس کو بمشکل تمام موت کے
پنجہ سے بچایا۔

اسکندریہ کے مدرسہ علم الٰہی میں اُس نے بزرگ کلیمنٹ سے تعلیم
حاصل کی۔ اپنے باپ کے شہید ہونے کے بعد اُس نے اپنی ماں کی پرورش
تعلیم دینے سے کی۔

جب ۲۰۲ء میں کلیمنٹ نے ایذارسانی کی وجہ سے اسکندریہ کو
چھوڑ دیا۔ اور کوئی لائق معلم اُس مدرسہ کے لئے نہ ملا۔ تو عارضی طور
پر اوریجن نے اس خطرناک خدمت کو منظور کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد
بشپ ڈیمی ٹریس (Demetrias) نے اوریجن کو اس مدرسہ کا اول مدرس
مقرر کیا۔ حالانکہ اُس وقت اُس کی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی۔ اُس وقت



اس مدرسہ میں بہت سے بت پرست اور یہودی تعلیم پاتے تھے۔ جن
میں سے اکثر مشرف بہ مسیحیت بھی ہو گئے۔ چونکہ اُس مدرسہ میں بہت جوان
مستورات بھی تعلیم پاتی تھیں۔ اس نے اپنے آپ کو مخنث بنا لیا۔ یہ
بزرگ بڑا محنت کش اور ریاضت کرنے والا تھا۔ صرف ایک لبادہ
پہنتا اور ننگے پاؤں رہتا۔ زمین پر سوتا۔ گوشت اور شراب کے
نزدیک نہ جاتا تھا۔ ۲۱۱ء میں رُوم کو گیا۔ وہاں سے واپس آ کر کلام الٰہی
کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا۔ امبروز (Ambrose) جو ایک مشہور مسیحی
بزرگانِ سلف میں سے گزرا ہے۔ جو ناسٹک تھا۔ اُس کے ذریعہ مسیحی ہو
گیا۔ اُس نے اپنی تمام دولت اُس کے تحریری کام کے واسطے وقف کر
دی۔ نیز بہت سے دستی نسخے اور بہت نقل نویس ملازم اور شارٹ ہینڈ
محرر مہیا کر دیئے۔ اوریجن کے علم و فضل کی یہاں تک شہرت ہوئی۔ کہ
۲۱۵ء میں عرب و کنعان سے اُس کو دعوتیں آنے لگیں۔ اگرچہ یہ تقرر یافتہ
خادم الدین نہ تھا۔ تاہم یروشلیم کے بشپ الیگزینڈر اور قیصریہ کے
بشپ تھیوکٹسٹس (Theoctistus) نے جو اُس کے پرانے شاگرد
و دوست تھے، اپنے گرجوں میں اُسے وعظ کرنے کی اجازت دی۔ اور
کلام کی تشریح کرنے کو فرمایا۔ لیکن اُس کا اپنا بشپ ڈیمیٹریس
(Demetrius) اس بات سے ناراض ہو گیا۔ اور اُسے واپس اسکندریہ
کو بلا لیا۔ کہ اپنے مدرسہ میں آ کر اپنا کام کرے۔ اوریجن حکم بجا لایا۔ اور
واپس اپنے کام پر چلا گیا۔ لیکن ۲۱۸ء میں قیصر اسکندر سویرس
(Alexander Severus) کی بیگم نے اُس کو بلایا کہ وہ انطاکیہ میں آ کر
اُس سے مذہبی بحث کرے۔ چنانچہ وہ پھر اسکندریہ سے چلا گیا۔ اس کے

علاوہ اُس نے قیصر فلپ اور اُس کی بیگم سے مسیحی مذہب کی بابت خط و کتابت کی۔ اُس کے دس برس بعد یونان میں بُلایا گیا کہ وہاں کے بدعتیوں سے مباحثہ کرے۔ یونان کو جاتے ہُوئے کنعان سے گزرا۔ یہاں یروشلیم اور قیصریہ کے بشپوں نے اُسے پریسٹ کے عہدے کا تقرر دیا۔ لیکن اُن کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ یہ مخنث ہے۔ لہٰذا یہ تقرر جائز نہ سمجھا گیا۔

بشپ ڈیمیٹریئس اس تقرر سے سخت ناراض ہُوا۔ اس سبب سے کہ ان دو بشپوں نے اوریجن کے تقرر کرنے کی بابت اُس سے کوئی صلاح نہ لی۔ اور اُس نے فتویٰ دیا کہ اُس کی بعض تصنیفات بدعت ہیں ۲۳۰ء میں اوریجن پھر اسکندریہ کو گیا۔ لیکن اُس کا بشپ ابھی تک اُس سے سخت ناراض تھا۔ اس لئے اوریجن قیصریہ کو چلا گیا۔ اسکندریہ میں بشپ ڈیمیٹریئس نے دو سنڈوں میں اُس کو پریسٹ کے عہدے سے معزول کر دیا۔ اس فتویٰ کو رُوم کے بشپ فیبئین ( Fabian ) اور دیگر مغربی بشپوں نے مان لیا۔ لیکن کنعان۔ عرب۔ کپدوکیہ۔ پنطس۔ اخیہ میں جہاں اوریجن کو بخوبی جانتے تھے۔ یہ فتویٰ قبول نہ کیا گیا۔ جب اوریجن یُوں اس عہدے سے معزول کیا گیا۔ تو عرب کے شہنشاہ فلپ ( Philip ) نے اُس کی بڑی قدر و حفاظت کی۔ اور کنعان کے بشپوں کی اجازت سے اسکندریہ کی مانند عرب میں ایک مدرسہ علم الٰہی کا کھول دیا۔ جہاں بشپ اور دیگر نامور اشخاص آیا کرتے تھے۔ یہاں اُس نے اپنی تصنیفات کا کام بہت زیادہ کیا۔ ۲۳۶ء و ۲۳۷ء میں میکسیمن ( Maximin ) کی ایذا رسانی کے ایام میں اوریجن کپدوکیہ کے قیصریہ میں چلا گیا۔ اور یہاں سے یونان اور عرب وغیرہ کا دورہ کیا۔ میکسیمن کی وفات کے بعد کنعان کے قیصریہ میں



میں آ گیا۔ پھر عرب میں ایک سنڈ ( Council ) کے واسطے گیا۔ یہ سنڈ اس لئے مقرر ہوئی تھی کہ بشپ بیرلّس ( Beryllus ) کے سبلین ( Sabellian ) خیالات پر غور کیا جائے۔ اس میں اوریجن نے بڑا حصّہ لیا۔ جس کے واسطے سنڈ نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ قیصر ڈیشین ( Decian ) کی ایذا رسانی کے ایام میں اُس کو بہت تکالیف سہنی پڑیں۔ قید کیا گیا۔ اُس پر موت کا فتویٰ دیا گیا۔ اگرچہ ڈیشین کی وفات پر رہا کیا گیا۔ مگر مصیبتیں اُٹھاتے اُٹھاتے ایسا کمزور ہو گیا تھا۔ کہ صحت نے جواب دے دیا۔ آخر طائر ( Tyre ) میں ۲۵۴ء کے درمیان فوت ہو گیا۔

اوریجن بہت سی کتابوں کا مُصنّف ہے۔ یہ ایک شارٹ ہینڈ کاتب کو بغیر کسی دِقّت کے لکھوایا کرتا تھا۔ اس کی تحریرات مسیحیت کی تائید و تشریحات ہیں۔ غیر مذاہب کی نکتہ چینی پر۔ اور مختلف مسائل پر کئی ایک ہیں لیکن سب سے بڑھ کر وہ کتابِ مقدس کی تشریحات کا بڑا شوقین تھا۔ اُس کا ایک رسالہ تائید و تصدیقِ مسیحیت بنام کونٹرا سلسوم ( Contra Celsum ) مشہور ہے۔ کیس نامی شخص بنام سلسس نے ایک کتاب بنام کلامِ حق ( True Word ) ۱۷۸ء میں لکھی۔ جس میں اُس نے مسیح کی اُلوہیت اور قیامت کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس میں اُس نے الٰہی قدرت کا انکار کیا۔ اور مسیحیوں پر طعن کیا کہ یہ فریب دہندہ اور فریب خوردہ ہیں۔ یہ اپنی تصنیفات میں یونانیوں کے خوشہ چین ہیں۔ اوریجن نے اپنے دوست ایمبروز ( Ambrose ) کی درخواست پر آٹھ جلدوں میں اس کا جواب دیا ہے۔ اس کتاب کا نام

کونٹراسلسوم ( Contracelsum ) رکھا ۔

اُس نے ایک کتاب ھیکساپلا ( Hexapla ) پُرانے عہدنامہ پر لکھی۔ اس کے لکھنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ پُرانے عہدنامہ کے یونانی ترجمہ کی عظمت اور خوبی دکھائے۔ یہود نے پُرانے عہدنامہ کے کئی ایک اقتباسات شائع کیے تھے۔ جن میں اُنہوں نے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ اُن پیشینگوئیوں کو جو مسیح کے بارے میں ہیں کمزور ثابت کریں۔ اوریجن نے اس کے جواب دینے میں یہ کمال کیا۔ کہ اُس نے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس کے چھ کالم رکھے۔ پہلے کالم میں اصلی عبرانی آیت تحریر کی۔ دوسرے کالم میں اُسی آیت کا یونانی حروف میں ترجمہ کیا۔ تیسرے میں اکیولا ( Aquila ) کا ترجمہ۔ چوتھے میں سماچس ( Symmachus ) کا ترجمہ۔ پانچویں میں سپٹواجنٹ کا ترجمہ۔ چھٹے کالم میں تھیوڈوشن ( Theodotion ) کا ترجمہ۔ اُس نے بائبل کی ہر ایک کتاب کی تفسیر لکھی۔ بعض اوقات جب اُس نے کسی مضمون کے زیادہ گہرے رُوحانی معنے لیے۔ تو من گھڑت تشریح لکھ دی۔ ایسی باتیں اُس کی وفات کے بعد بدعت قرار دی گئیں۔ اوریجن کا خیال تھا۔ کہ بائبل کی تشریح تین طریقوں پر ہونی چاہیے یعنی لفظی۔ اخلاقی۔ مخفی۔ اُس کے خیال میں پہلی دو تشریحوں کی نسبت تیسری مخفی تشریح (رُوحانی بھید) زیادہ ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُس نے بائبل کا بہُت سا لفظی اور تواریخی حصہ رد کر دیا۔

علمِ الٰہیات پر بھی اُس کے خیالات عجیب تھے۔ مثلاً دُنیا کی پیدائش۔ رُوحوں کی ازلیّت۔ مسیح کی قیامت۔ فعل مختاری۔ اور شیطان کی نسبت نرالے خیالات ظاہر کرتا تھا۔ بعض ان خیالات میں اُس سے اتفاق کرنے



تھے۔ بعض مخالفت۔

مارسیلس ( Marcellus ) نے اُس کو ایرین ازم ( Arianism ) کا باپ قرار دیا ہے۔ لیکن بزرگ اتھناسیس ( Athanasius ) اُس کی تعلیم کو درُست قرار دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اوریجن اُس زمانہ میں رہتا تھا۔ جبکہ کونسلوں نے کئی مسئلوں کے ٹھیک ٹھیک الفاظ نہیں ٹھہرائے تھے۔ لہٰذا اُس نے کئی ایک ایسے الفاظ استعمال کیے کہ کچھ عرصے کے بعد کلیسیا میں اُن کی بابت بڑی بحث ہوئی۔ چوتھی اور پانچویں صدی میں اُس کے خیالات پر بحث ہوئی ہے۔ جس کا بیان ہم آگے چل کر کریں گے۔ اگرچہ اُس کی تعلیم و عقائد پر مختلف آراء ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ ایک عالم صاحبِ تصنیف شخص تھا۔ جس نے کلیسیا کی بہُت بڑی خدمت کی ہے۔

## یازدہم۔ ٹرٹلین (Tertullian)

ٹرٹلین سب سے پہلا لاطینی عالم مسیحیت کا مُصنّف گزرا ہے۔ ابتدائی کلیسیا میں سب سے بڑا لاطینی مباحثہ کرنے والا تھا۔ لاطینی علمِ الٰہی کا گویا مُوجد تھا۔ سنہ ١٦٠ء میں یہ کارتھیج ( Carthage ) میں پیدا ہُوا۔ اُس کا باپ ایک بُت پرست تھا۔ جو رومی فوج میں صوبیداری کے عُہدے پر مامُور تھا۔ مسیحی ہونے سے پیشتر ٹرٹلین کی زندگی عیش و عشرت کی زندگی تھی۔ یہ سنہ ١٩٠ء میں مسیحی ہُوا۔ اُس نے قانون کے متعلق بخُوبی تعلیم پائی اور اچھا قابل وکیل تھا۔ اُس نے علمِ فلسفہ وغیرہ کی بھی تعلیم پائی تھی۔ مسیحیوں کی اخلاقی زندگی اور مسیحی شہیدوں کی دلیری دیکھ کر اُس نے

مسیحی دین کو قبول کیا۔ سنہ ۱۹۵ء میں اُس نے اپنے اس نئے ایمان کا پرچار شروع کیا۔ اور اس کے ثبوت میں کتابیں تحریر کیں۔

ٹرٹیلین ایک گرم مزاج جوشیلا شخص تھا۔ یہ بات اُس کی آغازِ زندگی ہی سے ظاہر ہوتی تھی۔ اپنے مخالفوں سے وہ ہمدردی کرنا جانتا نہیں تھا۔ یہودیوں۔ بُت پرستوں اور بدعتیوں کی بڑی شدت اور بڑے جوش سے مخالفت کیا کرتا تھا۔ زندگی بھر اُن کے مقابلہ پر ڈٹا رہا۔ مسیحیت کے مخالفوں سے برابر جنگ میں مصروف رہا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ انجیل ایک لاتبدیل قانون ہے۔ جس میں کسی بڑے سخت دِل گنہگار کے لیئے کوئی اُمید نہیں۔ کیونکہ کسی بھاری گناہ کے مرتکب کے واسطے مسیح بھی سفارشی نہیں ہوگا۔ نیز اُس کا خیال تھا۔ کہ بپتسمہ کے بعد اگر کوئی کسی کبیرہ گناہ میں گر جائے۔ تو اُس کے واسطے رحم اور مُعافی کا دروازہ بند ہے۔ بدعتیوں کا شدت سے مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن انجیل اور مسیح کے لیئے ایسے خیالات کے باعث اُس نے اپنے آپ کو سب سے بڑا بدعتی ثابت کیا۔

دینی خدمت پر اس کا تقرر ہُوا۔ اور بطور پرسبٹر کے کارتھیج اور رُوم میں خدمت کرتا رہا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا۔ کہ رومی پادری صاحبان کلیسیائی سیاست میں بہُت نرم ہیں۔ اور کہ پٹری پیشین (Patripassian) بدعتیوں کے ساتھ بہُت نرمی کا سلوک کرتے ہیں۔ تو وہ کیتھلک کلیسیا سے الگ ہوگیا۔ اور سنہ ۲۰۲ء میں مون ٹینسٹ (Montanist) فرقہ میں جا شامل ہُوا۔ جن کے سخت اصُول اُس کی اپنی راہبانہ طبیعت کے عین موافق تھے۔ ٹرٹیلین کے اس فرقہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اُس فرقہ کا



رسُوخ کلیسیا سے ہوگیا۔ ٹرٹیلین ہی اس فرقہ کا سب سے بڑا (تھیولوجین) علمِ الٰہی کا مُعلّم تھا۔ یہ بطور مون ٹینسٹ پرسبٹر کارتھیج میں مرنے کے دن تک کام کرتا رہا۔ سنہ ۲۲۰ء میں اس کا انتقال ہُوا۔

ٹرٹیلین راہبانہ زندگی بسر کرنے والا ایک جوشیلا شخص تھا۔ اگرچہ وہ کلیمنٹ اور اوریجن کی مانند عالم نہ تھا۔ تاہم اُس نے اپنی تصنیفات سے کلیسیا پر بہُت اثر ڈالا۔ کیونکہ اس کے اپنے خیالات نہایت صاف اور گہرے تھے۔ اور اُس کا طرزِ تحریر نہایت مدلّل تھا۔

اُس کی تصنیفات چار حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

اوّل۔ جو اُس نے مسیحیوں کی حمایت میں تصنیف کیں۔ اُن میں سے اُس کا معذرت نامہ تمام تصانیف سے زبردست ہے۔ اُس نے پچاس ابواب کی ایک کتاب لکھی۔ جس میں اُس نے اس بات پر زور دیا۔ کہ سب کو ایک نظر سے دیکھنا۔ اور سب سے یکساں سلوک کرنا چاہیئے۔ مسیحیوں کو بُت پرستوں کے حملوں سے بچانا چاہیئے۔ ضمیر اور عبادت کی آزادی ہونی چاہیئے۔ دُوسرے شہریوں کی مانند مسیحیوں کو بھی حقوق ملنے چاہئیں۔ اس معذرت نامہ میں اُس نے اس بات کو بھی ثابت کیا۔ کہ کارتھیج میں قیصر ٹریجن (Trajan) کے حُکم کے خلاف مسیحی ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کیئے جاتے اور سزا دلائے جاتے ہیں۔ اس نے چھ ابواب میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ مسیحیوں کی تکالیف کا باعث صرف ناعاقبت اندیش قیصر ہوئے ہیں۔ اُن میں سے بعض کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اس معذرت نامہ میں اُس نے اُن تمام الزامات کا جو عشائے ربانی۔ خُفیہ مجالس۔ سرکار سے بے وفائی کی نسبت مسیحیوں پر لگائے جاتے تھے۔ بخُوبی جواب دیا

ہے۔ پھر وہ اس بات کی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیحی کون ہے؟ اور اس بات کو بڑے زور سے بیان کرتا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارا آغاز گویا ابھی کل ہی ہوا ہے۔ لیکن شمار میں ہم کم نہیں۔ تمام دُنیا۔ امصار و دیار۔ جزائر اور نو آبادیوں میں سب جگہ مسیحی پائے ..... جاتے ہیں۔ جلیل القدر سرکاری عہدوں پر مامور ہیں۔ جج ہیں۔ اُستاد ہیں۔ وکیل ہیں۔ ہر ایک شعبہ میں وہ موجود ہیں۔ البتہ چونکہ ہم نے تمہارے مندروں کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں مسیحی نہیں پائے جاتے۔ ایسی باتوں کا خیال کرنا مناسب ہے کہ مسیحی کلیسیا ایک وفادار مجلس تسلیم کی جائے۔ اور ہر طرح کی نقصان رسانی اور ایذا سے اس کی حفاظت کی جائے۔ اس کے علاوہ اُس نے اور بھی تصدیقی رسالے لکھے۔ مگر مضامین پہلے رسالہ میں بالتفصیل بیان ہو چکے تھے ۔

دوم۔ یہود اور بدعتیوں کے خلاف بھی اُس کی تصنیفات ہیں۔ اس کی کتاب ایڈورسس جوڈس (Adversus Judaeos) جس میں اُس مباحثہ کا ذکر ہے۔ جو یہودیوں سے ہُوا۔ جس کا نفسِ مضمون یہ ہے کہ آیا غیر اقوام خُدا کے وعدے میں شامل ہیں یا نہیں۔ ٹرٹلین اس بات کا مدعی تھا۔ کہ یہود اور غیر اقوام ہر دو خُدا کے وعدوں میں شریک ہیں۔ کیونکہ شروع میں خُدا نے اپنی شریعت فردوس میں دی۔ اب وہ شریعت کا عہد یعنی پُرانا عہد گزر گیا۔ اور اب نیا عہد رائج ہے۔ اس کی دیگر تصانیف زیادہ تر ناسٹک (Gnostic) کے خلاف تھیں۔ جن میں سے ایک بنام مارسیون کے خلاف (Against Marcion) ناسٹک ازم کے خلاف پانچ جلدوں میں تھی۔ رُوح القُدس اور بپتسمہ پر مباحثے کیے۔



اُس نے ڈوسٹیٹک (Docetic) اور پیٹری پیشین (Patripassian) بدعتیوں کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا۔ پھر اُس نے ایک رسالہ لکھا جس میں بدعتیوں کو کلامِ الٰہی کے پڑھنے کی اور اس کی تشریح کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ اور یہ بتلایا۔ کہ کلیسیا کی تعلیم بعینہٖ رسُولوں کی تعلیم ہے۔ اور کہ رُوح القُدس اُس پر اور زیادہ روشنی نہیں ڈالتا۔ موجودہ زمانہ میں کوئی علمِ الٰہی کا عالم اس بات کو تسلیم نہ کرے گا۔

سوم۔ علاوہ اُن کے اُس نے عملی مسیحی زندگی اور رُوحانی مضامین پر بھی رسالے لکھے۔ مثلاً توبہ۔ روزہ۔ دُعا۔ صبر و قناعت وغیرہ وغیرہ۔ ان رسالوں کی طرزِ تحریر بہ نسبت اُن تحریروں کے جو اُس نے مونٹانسٹ (Montanist) حالت میں لکھے تھے۔ نرم ہے۔

چہارم۔ مونٹانسٹک (Montanistic) اور راہبانہ زندگی پر اُس نے رسالے لکھے۔ فقیرانہ زندگی کو اُس نے بہت فوقیت دی ہے۔ اُن میں اُس نے تحریر کیا ہے۔ کہ ایذا رسانی کے ایام میں ایذا قتل سے بچنے کے لئے بھاگنا سخت جُرم ہے۔ کیونکہ اُس سے گویا عملی طور پر مسیحیت کا انکار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ مُرتدوں کو کلیسیا میں واپس نہیں لینا چاہیئے۔

## دوازدہم۔ مارکس منیوسیس فیلکس
## (MARCUS MINUCIUS FELIX)

یہ بزرگ ایک رُومی وکیل تھا۔ اور رُومی کلیسیا ہی کا ممبر تھا۔ اس کے حالات سے ہمیں بہت آگاہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اُس نے

لاطینی زبان میں ایک معذرت نامہ تحریر کیا۔ یہ تحریر مکالمہ کی صورت میں ہے۔ جس میں مینیوسیس ( Minucius ) مسیحی اور ایک دوست سیسیلیس ( Caecilius ) غیر مذہب والے کے درمیان گفتگو ہے۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیسیلیس مسیحی ہو گیا۔ اس گفتگو کا نام اوکٹیویس ( Octavius ) ہے۔ اس نام کی رعایت سے جس نے اس گفتگو میں مسیحیت کی حمایت کی اور سیسیلیس کی طرف سے ایک بُت پرست فرنٹو ( Fronto ) نامی پیش کیا گیا۔ سیسیلیس مسیحیوں کو کئی ایک باتوں کا مجرم گردانتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ جاہل۔ غریب۔ باطل پرست اور وہمی ہیں۔ اوکٹیویس مسیحیوں کی حمایت کرتا۔ اور اُن کو سارے الزامات سے بری کرتا ہے۔ پھر بُت پرستوں کے خلاف لکھتا ہے۔ اور قیامت کا مسئلہ سچا ٹھہراتا ہے۔ یہ مکالمہ بُت پرست علماء کے واسطے تحریر کیا گیا۔ مسیحیت کی حمایت کے لحاظ سے یہ تحریر قابلِ قدر ہے۔ گو اس میں کوئی دلیل نہ تو پیشینگوئیوں سے دی گئی ہے اور نہ نئے اور پُرانے عہد نامہ کا اور نہ مسیح کے نام کا ذکر ہے۔

## سیزدہم۔ لیکٹینٹیس LACTANTIUS

یہ بزرگ اٹلی میں پیدا ہُوا فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ قدر تصور کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے جیروم ( Jerome ) بزرگ نے اس کا نام مسیحی سسرو ( The Christian Cicero ) رکھا ہے۔ اس کی تعلیم افریقہ میں ہُوئی۔ یہ ایک عالم شخص تھا۔ جس کی اعلیٰ لیاقت کی وجہ سے قیصر ڈایوکلیشین ( Diocletian ) نے اس کو لاطینی کا لیکچرار مقرر کر کے



نیکومیڈیا ( Nicomedia ) میں بھیجا تھا۔ یہ بزرگ اسی قیصر کے زمانہ کی ایذا رسانیوں کے ایام کے بعد مسیحی ہو گیا تھا۔ مسیحی ہوتے ہی اُس نے مسیحیت کی حمایت میں رسالے لکھنے شروع کر دیئے۔ ۳۰۲ء میں شہنشاہ کونسٹنٹائن ( Constantine ) نے اس کو گال میں بلوایا۔ اور اپنے فرزند کرسپس ( Crispus ) کا اتالیق مقرر کیا۔ ۳۳۰ء میں وہ شہر ٹریوس ( Treves ) میں فوت ہُوا۔ یہ ایک بڑا لسان اور فصیح تھا۔ مگر مسائل دین میں اُس کی تشریحات بہت صاف نہیں ہیں۔ جیروم بزرگ نے اس کی تصنیفات کی فہرست لکھی ہے۔ جن میں مشہور حسب ذیل ہیں:-

(۱) ڈیوائن انسٹی ٹیوشن ( Divine Institutions ) یعنی انتظامِ الٰہی۔ یہ کتاب سات جلدوں میں لکھی گئی ہے جس میں غیر مذاہب کی اور مسیحیت کی حمایت پورے طور پر کی گئی ہے۔ یہ تعلیم یافتہ غیر مذاہب کے لوگوں کے واسطے لکھی گئی۔ قیصر ڈایوکلیشین کی ایذا رسانی کے زمانہ میں اس کتاب کی تصنیف شروع ہوئی۔ اور ۳۲۰ء میں ختم کی گئی۔ اور پھر شہنشاہ کونسٹنٹائن کی نذر کی گئی۔

ایک اور کتاب میں اُن ایذا رسانیوں کا جو نیرو ( Nero ) کے وقت سے شروع ہوئیں۔ اور ڈایوکلیشین ( Diocletian ) کے زمانہ تک ہوتی رہیں مفصل ذکر ہے۔ اس کتاب کے خاتمہ پر اُس شاہی فرمان کا ذکر ہے جو کہ کونسٹنٹائن اور لسینیس ( Licinius ) کے وقت جاری ہُوا کہ مسیحیوں کے ساتھ نرمی اور انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ یہ کتاب اس مطلب کے واسطے نہایت مفید ہے کہ اُس زمانہ کی پوری

تواریخ کا حال اس سے ملتا ہے ۔

(۲) قہر الٰہی - اس کتاب میں اس بات کے اظہار کی کوشش کی گئی ہے - کہ یونانی فلسفہ خدا کے کمال رحم و انصاف کو باہم نہیں ملا سکا - ان ہر دو صفات کے باہم ملانے سے بالکل قاصر رہا ہے ۔

# نواں باب

## کلیسیا کے اندرونی خطرے

### ناسٹک ازم GNOSTICISM

پہلی تین صدیوں میں کلیسیا نے اگرچہ باہر کے لوگوں سے بہت ظلم و ستم اٹھائے - مگر اندرونی طور پر بھی مسیحی مسائل پر ان لوگوں سے جو کلیسیا میں داخل ہو گئے تھے بہت خطرناک حملے ہوتے رہے - خداوند مسیح نے ان باتوں کی پہلے ہی خبر دے دی تھی - کہ اس کے شاگردوں پر دنیا کی طرف سے بہت مصیبتیں اور دکھ آئیں گے - اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جھوٹے استاد کلیسیا ہی کے درمیان اٹھیں گے - رسول بھی ابتدائی کلیسیا کو جھوٹے نبیوں سے برابر خبردار کرتے رہے - جیسا کہ رسولوں کے خطوں سے پایا جاتا ہے رسولی زمانہ کے اختتام پر ہی ایسی بدعتیں

۱ متی ۱۸: ۷ و ۲۴: ۴ و ۵ و ۱۱ و ۲۴ ۔

۲ ا-کرنتھی ۱۱: ۱۹ - اعمال ۲۰: ۲۹ و ۳۰ - ۲-کرنتھی ۱۱: ۱۳ - گلتی ۱: ۷ - افسی ۴: ۱۴ ۔



شروع ہو گئی تھیں - اور بھیڑیئے بھیڑوں کی صورت میں آنے شروع ہو گئے تھے ۔

رسولوں کے زمانہ میں بھی مسئلہ قیامت پر حملے ہوئے اور پولوس رسول نے ا-کرنتھیوں کے ۱۵ باب میں اس امر کا جواب دیا - پھر بعضوں نے فرشتوں کی عبادت اور ان کو درمیانی ہونے اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا - لیکن اس کے جواب میں پولوس رسول کلسیوں کے خط میں مسیح خداوند کے تجسم پر زور دیتا ہے - اور بتاتا ہے کہ وہی صرف پرستش کے لائق ہے - اور پاسبانی خطوط میں اس غلط تعلیم کا بیان ہے ا-تمطاؤس ۴: ۱ - ۲-تمطاؤس ۳: ۱-۹، ۱۸-۱۹ - ططس ۱: ۱۰ و ۳: ۹ پھر مکاشفات میں بھی نیکلسیون کی بدعتی تعلیم کا ذکر پایا جاتا ہے ۔

ہم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ کس طرح یہودی مسیحی کیتھلک (یعنی جامع کلیسیا) کلیسیا سے الگ ہو گئے - اور رفتہ رفتہ غلطیوں میں پڑ گئے - ضرورت نہیں کہ ہم ایبونائٹ ( Ebionites ) اور ایلیسیاٹ ( Elcesaites ) بدعتوں کا بوضاحت ذکر کریں - البتہ ناسٹک بدعت جس میں آخر کو ایلیسیاٹ بھی مل گئے ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں کیونکہ اس کا بہت برا اثر کلیسیا پر پڑا - یہ سچ ہے کہ اگر یہ بدعت اپنا پورا زور اختیار کر لیتی - تو کلیسیا بالکل برباد ہو جاتی - ناسٹک بدعت (ناسٹک ازم) مسیحیت کی سب سے زبردست مخالف تھی - اور اس سے کلیسیا کے لئے بڑا خطرہ تھا - اگرچہ اپنے پورے زور پر دوسری صدی میں ظاہر ہوئی - مگر آغاز اس کا رسولوں ہی کے زمانہ سے ہو گیا تھا - جیسا کہ کلسیوں اور تمطاؤس کے خطوط میں اس کا

بیان پایا جاتا ہے۔ جس بدعت سے رسُول نے کلسیوں کو آگاہ کیا۔ وہ ناسٹک ازم اور ایسین اِزم (Essenism) تھی[1]۔ رسُول نے اس کے متعلق کلسیوں کو فرشتوں کی پرستش سے خبردار کیا ہے[2]۔ نیز جسمانی ریاضت کی کمزوری سے بھی آگاہ کیا ہے[3]۔ اس کے علاوہ فلسفہ۔ جھوٹا فخر۔ اور انسانی کہاوتوں سے مطلع کر دیا ہے[4]۔ اس آگاہی کے چند عرصہ بعد رسُول نے تمطاؤس کو بھی ان خطروں کی بابت تحریر کیا ہے۔ اور ایسی باتوں کو بیہودہ بکواس اور مخالفت ٹھہرایا ہے[5]۔ نیز تمطاؤس کو رسُول لکھتا ہے۔ کہ آیندہ زمانہ میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی رُوحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بیاہ کرنے سے منع کریں گے۔ مختلف کھانوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیں گے[6]۔ پھر رسُول تمطاؤس کو تاکید کرتا ہے۔ کہ بعض شخصوں کو حکم دے کہ اور طرح کی تعلیم نہ دیں۔ اور کہانیوں اور بے شمار نسب ناموں کا لحاظ نہ کریں جو جھگڑے اور تکرار کا باعث ہیں[7]۔ علاوہ ازیں صحیح تعلیم کے دینے پر زور دیتا ہے[8]۔ رسُول کی ان باتوں سے ظاہر ہے کہ کلیسیا میں بدعتوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ یہ گویا ناسٹک بدعت کا شروع تھا۔ یُوحنّا رسُول بھی اپنے خطوں اور مشاہدات میں ایسی بدعتی تعلیم سے کلیسیا کو خبردار کرتا ہے[9]۔

ناسٹک ازم کے بانی کلیسیا ہی سے اُٹھے تھے۔ جو مسیحی مذہب کو فلاسفرانہ صُورت میں ظاہر کیا چاہتے تھے۔ ان کی تعلیم کا انحصار بہت کچھ افلاطون کے فلسفہ پر تھا۔ نیز مشرقی مذاہب جیسے زرتشت (Zoroaster)

۱؎ کلسی ۲: ۱۸ ۲؎ کلسی ۲: ۱۶ و ۲۳ ۳؎ کلسی ۲: ۸ ۴؎ ۱ تمطاؤس ۴: ۲۰
۵؎ ۱ تمطاؤس ۴: ۱-۳ ۶؎ ۱ تمطاؤس ۱: ۴-۷ ۷؎ ۱ تمطاؤس ۶: ۴

۸؎ ۱ یُوحنّا ۲: ۲۱ و ۲ یُوحنّا ۷



بُدھ۔ یہودیت کی تعلیم کی بھی چاشنی دی گئی تھی۔ مشرقی مذاہب کا خیال عمُوماً یہ ہے کہ مذہب کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہری دُوسرا باطنی ظاہری تو عوام الناس کے واسطے ہے۔ باطنی خادمانِ دین اور علماء کے واسطے۔ اَیسے مشرقی خیالات پر جن لوگوں نے مسیحیت کو اختیار کیا مسیحیت کی نسبت بھی ایسے ہی خیالات رکھ کر کیتھلک ایمان کی سادگی میں فرق کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ دعوے کرنے لگے کہ ہم نے خاص مکاشفہ اور عرفان حاصل کیا ہے۔ جس کی بدولت ہم عام مسیحیوں کی نسبت اعلیٰ و افضل ہیں۔ نجات کا پُورا بھید اور حقیقی معنی ہم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ رسُولوں نے جو کچھ تعلیم دی۔ وہ عوام الناس کے واسطے درُست ہے۔ لیکن علماء اور فلیسوفوں کے واسطے اُس سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور وہ ضرورت ناسٹک ازم سے پُوری ہوتی ہے۔ ان کے نام غالباً خود چُنے ہوئے تھے۔ اور اُن کا دطیرہ مسیحی مذہب کے بارے میں ظاہر تھا۔ بجائے تو بہ ایمان و محبت۔ کے اُن کا زور ناسٹک (Gnostic) کی تحریک یعنی عقلی تعلیم پر مبنی تھا۔

ناسٹک اِزم والے ایمان اور مکاشفہ سے علم و فلسفہ کو اعلےٰ بتاتے تھے۔ اُن کی یہ کوشش تھی۔ کہ پُرانے مختلف مذاہب سے اخذ کر کے کلیسیا کے درمیان ایک فلسفیانہ مذہب جاری کریں۔ پس اس مقصد کو پُورا کرنے کے لئے اُنہوں نے مصر یونان۔ کنعان۔ فارس ہندوستان اور کسدیوں کے مذاہب سے مختلف خیالات اخذ کئے اور مسیحی مذہب کے عام اصُولوں خصُوصاً نجات مسیح کے طفیل کے اصُول سے ملانے کی کوشش کی لیکن یہ طریقہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس میں اکثر تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔ نیز یہ طریق تاریخ۔ علم اور اخلاق کے بھی خلاف تھا۔ اس تعلیم سے ایک

بھاری اور سخت نُقصان دہ خطرہ یہ بھی تھا۔ کہ ایمانداروں کی رُوحانی یگانگت اور اُخوت ٹُوٹ جائے۔ یہ لوگ اس بات کے مدعی تھے۔ کہ ہم نے استر مخفی) پوشیدہ راز! ور احادیث کو حاصل کیا ہے جو دُوسرے عام مسیحیوں کو نہیں ملا ہے۔ اس لئے خطرہ تھا کہ مسیحی اصُول تبدیل نہ ہو جائیں۔ مسیحی نجات کا اصُول کہ مسیح کے وسیلے سے نجات ہے ناستکوں نے صرف اس خیال کو لیا تھا۔ لیکن جو حقیقت کلامِ الٰہی میں اس کی ہے اُس سے وُہ انکار کرتے اور کہتے تھے۔ کہ علماء اس کو نہیں مان سکتے۔

ناستک اِزم کے مطابق نجات صرف مادہ کی قید سے رہائی پاتا ہے۔ گُناہ کے آغاز کے بارے میں مختلف خیالات مختلف کتابوں سے اخذ کرتے تھے۔ اور یہ دعوےٰ کرتے تھے کہ ہم نے راز یعنی سِرِ مخفی کی تعلیم اور روایات براہِ راست رسُولوں سے حاصل کی ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں جعلی اناجیل جیسے یُوحنا رسُول کے اعمال وغیرہ پیش کرتے تھے۔

ناستک لوگ اپنے طریقہ پر ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ کہ مادہ کس طرح پیدا ہُوا؟ گُناہ کا آغاز کیونکر ہُوا؟ گُناہ سے نجات کیونکر مِل سکتی ہے؟ اِنسانی فطرت کا آغاز اور انجام کیا ہے؟

عموماً وہ ان کا جواب ڈیوال اِزم ( Dualism ) ڈیمی اُرگس ( Demiurgos ) اور ڈوسیٹ ازم ( Docetism ) کے اصُولوں پر دیا کرتے تھے۔ گو اکثر ان کے جوابات مختلف ہُوا کرتے تھے۔ تاہم ان باتوں میں متفق ہوتے تھے کہ جہاں کہیں مادہ ہے۔ یا جو اشیاء حواسِ خمسہ سے محسُوس ہوتی ہیں اُن سب میں گُناہ موجُود ہے کیونکہ گُناہ مادہ میں لازمی ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ دُنیا میں کوئی نہ کوئی طاقت ایسی ضرور ہے



جو خُدا کے مخالف ہے اور وہ مادہ ہے۔ جس میں گُناہ لازمی ہے۔ گویا مادہ اور گُناہ لازم ملزوم ہیں۔ دُنیا میں یہ دو طاقتیں یعنی خُدا اور مادہ ضدین ہیں۔ خُدا قائم بالذات فہم و ادراک سے بالاتر نیکی کل ہے دُوسری طرف مادہ ہے۔ جو بذاتہٖ گُناہ آلُودہ ہے۔ اصل میں یہ عقیدہ فارسیوں کا تھا۔ جو دو طاقتوں کو مانتے تھے۔ یعنی ایک نیکی کا اور دُوسرا بدی کا خُدا۔ یہ عقیدہ ڈیوال ازم ( Dualism ) کہلاتا تھا۔ ان ناستکوں نے اس خیال کو لے کر مسیحی ایمان میں داخل کر دیا۔

ناستکوں سے جب پُوچھا جاتا تھا۔ کہ گُناہ کا آغاز کہاں سے ہے۔ تو جواب ڈیمی اُرگس ( Demiurgos ) دیتے تھے۔ ان کے خیال میں ڈیمی اُرگس ایک ادنیٰ خُدا تھا۔ یہودی ناستک ڈیمی اُرگس کو اعلیٰ خُدا کا خادم خیال کرتے تھے۔ لیکن دُوسرے لوگ اس کو خُدا کا دُشمن تصور کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ پُرانا عہد نامہ اس ہی خُدا کی طرف سے ہے اور دُنیا کی پیدائش بھی اسی سے ہُوئی ہے۔ اور کسی بدانتظامی کی وجہ سے گُناہ اس میں داخل ہو گیا ہے۔

گُناہ سے نجات کی بابت اُن کے مختلف خیالات تھے۔ مختلف تشریحات سے جواب دیتے تھے۔ کہ مسیح کے وسیلے نجات ہے۔ لیکن مسیح کی شخصیت کے بارے میں اُن کی دو رائیں تھیں۔ اوّل تو یہ کہ یسُوع اِنسان پر مسیح کا نزُول بپتسمہ کے وقت ہُوا۔ جس کی قُوت سے اُس نے معجزات کئے۔ لیکن یہ مسیح مصلُوبیت سے پہلے ہی اُس سے جُدا ہو گیا تھا۔ دُوسرا خیال جو عام طور پر رائج تھا۔ وہ یہ تھا کہ مسیح کا تجسّم صوری (ظاہری) تھا نہ کہ حقیقی۔ صرف وہم و خیال تھا کہ مسیح کا جسم ہے جو کھاتا پیتا ہے۔

مگر درحقیقت ایسا نہ تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ جو شخص مادہ سے نجات دینے کو آیا ۔ وہ مادی نہیں ہوسکتا۔ یہ بدعت ڈوسی ٹی ازم (Docetism) کہلاتی ہے۔ مسیح کا کام یہ تھا۔ کہ اگیان کو دُور کرے ۔ اور چند چیدہ اشخاص کو حقیقی گیان کی معرفت بخشے ۔

الف ۔ اِنسانی فطرت اور اُس کے انجام کی بابت اُن کا خیال یہ تھا کہ انسان کو ڈیمی اُرگس نے پیدا کیا ہے ۔ اور اس کی وہ تین قسمیں بیان کرتے تھے ۔ جسمانی ۔ فطرتی اور رُوحانی ۔

ب ۔ رُوحانیوں کو نجات کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ اُن کا چھٹکارا ہوچکا ہے ۔

(ج) نیچرل یا فطرتی اشخاص کو مسیح گیان بخشتا ہے ۔ خواہ وُہ اُسے قبول کریں یا رد کریں ۔

جسمانیوں کے لئے کوئی اُمید نہیں ۔ مسیح بھی اُن کے واسطے کچھ نہیں کرسکتا ۔

ناسٹکوں کی بھاری غلطی یہ تھی کہ وہ اِن اہم مسائل کو بغیر الہام کے حل کرنا چاہتے تھے ۔ اور علم اور گیان کی جُستجو میں الہامی کتابوں سے بے پرواہ تھے ۔ اُن کا یہ دعوےٰ تھا کہ اُنہیں نے خُدا کے بارے میں چند ایک رسُولوں سے محض زبانی روایات کے ذریعہ سیکھا تھا ۔ اور اس کے ثبوت میں متھیاس کی روایات اور یُوحنا کے اعمال کی کتابیں پیش کرتے تھے ۔ الہامی اُلوہیت کی تلاش بجائے کلام اللہ کے محض اپنی عقل سے کرتے تھے ۔ اپنی ہی عقل اور سمجھ پر بھروسہ رکھتے تھے ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کچھ عرصہ کے واسطے اِن خیالات نے کلیسیا میں گڑبڑی ڈال



دی ۔ مگر بہت جلد یہ خیالات نابُود ہوگئے ۔ یہاں ہم تین چار مشہور ناسٹکوں کے خیالات درج کرتے ہیں ۔ جن سے معلوم ہوگا ۔ کہ کیتھلک کلیسیا کے مسائل سے اُن کے خیالات کس قدر مختلف تھے ۔

۱ ۔ سرنتھس (Carinthus) یہ شخص اسکندریہ کا باشندہ تھا ۔ جس نے پہلی صدی کے آخر میں ایشیائے کوچک کے درمیان اپنی بدعت کی تعلیم دی ۔ یہ بدعتی مُقدس یُوحنا رسُول کا ہمعصر تھا ۔ بزرگ آیرینیس اور جیروم کہتے ہیں ۔ کہ یُوحنا رسُول نے اپنی انجیل اسی سرنتھس کی بدعت کو رد کرنے کے واسطے لکھی ۔ آیرینیس اس بدعت کو مفصلہ ذیل خیالات میں ظاہر کرتا ہے :۔

الف ۔ دُنیا کا خالق ڈیمی اُرگس ہے ۔ اور یہ یہودیوں کا خُدا ہے ۔ یہی شریعت کا دینے والا ہے ۔ اُس نے یہ سب کام اعلیٰ ہستی یعنی خُدا تعالےٰ کی لاعلمی میں کردیا ۔

ب ۔ یسُوع حقیقی طور پر یُوسف کا بیٹا تھا ۔ جو فطرتی طور پر پیدا ہُوا ۔ فرق صرف یہ تھا کہ یسُوع اور آدمیوں کی نسبت زیادہ عقلمند اور پاک تھا ۔

ج ۔ مسیح کا نزُول یسُوع پر بپتسمہ کے وقت ہُوا ۔ اور اُس کے دُکھوں سے پیشتر اُسے چھوڑ گیا ۔ مسیح نے خُدا کا اظہار یسُوع کے وسیلے کیا ۔ اُسی کی مدد سے وہ معجزات کرتا تھا ۔ لیکن درحقیقت یسُوع اور مسیح میں کوئی یگانگت نہ تھی ۔

د ۔ مسیح ہزار برس کے واسطے دینی شان اور خوشیوں کے ساتھ یروشلیم میں واپس آئے گا ۔ تب خاتمہ ہوگا ۔

سیبرنخس کا خیال تھا۔ کہ مسیح کا کام نجات کے متعلق نہیں تھا۔ وہ صرف تعلیم دینے آیا تھا۔ اُس کے دُکھ محض انسانی دُکھ تھے۔ جو صرف یسوع انسان نے اُٹھائے ۔

(۲) ویلنٹینس ( VALENTINUS ) یہ ایک مصری یہودی تھا۔ جس نے اسکندریہ میں پرورش پائی۔ اور پھر مسیحی ہوگیا۔ قیصر پائیس کے وقت سنہ ۱۴۰ء میں اُس نے اپنی تعلیم روم میں دی۔ سنہ ۱۶۰ء میں کپرس میں فوت ہوگیا۔ یہ ناسٹکوں کا بڑا مشہور مصنف ہے۔ اس کی تعلیم بہُت گہری ہے۔ جو کہ بہُت کچھ افلاطون کے فلسفہ۔ ہندوؤں کے ہمہ اوست اور یہودی تعلیم سے ملتی جلتی ہے۔ اس کی تعلیم کا علم ہمارے زمانہ تک بزرگان آیرینیئس ( Irenaeus ) ہیپولائٹس ( Hippolytus ) اور ترتلیان ( Tertullian ) کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اُس کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ ابتدا میں ایک خُدا پلیروما ( Pleroma ) تھا۔ اس میں سے ۳۰ آیون ( Aeons ) جوڑا جوڑا کرکے نکلے جو پلیروما خُدا کی صفات کا اظہار کرتے تھے۔ دُنیا کو ڈیمی اُرگس نے پیدا کیا۔ اور انسانی حالت تین حصّوں میں منقسم ہے۔ نفسانی۔ فطرتی۔ رُوحانی۔ مسیح جو دو آیون کی خواہش سے بنا تھا۔ یسوع پر جو کنواری سے پیدا ہُوا۔ نازل ہُوا تھا۔ اور صرف ایک برس تک دُنیا میں رہا۔ یہودیوں نے اُس کو ماننے سے انکار کیا۔ اور انسان یسوع کو مصلوب کیا لیکن مسیح نے دُکھ نہیں اُٹھایا۔ رُوحانی اشخاص بذریعہ نوسس ( Gnosis ) یا علم کے جو مسیح اُنہیں دیتا تھا۔ نجات پاتے تھے۔ فطرتی انسان بذریعہ ایمان کے نجات پاتے تھے۔ نفسانیوں کے لیئے نجات کی کوئی اُمید نہیں۔



وہ آگ سے جلائے گئے ۔

(۳) بیسیلیڈیس ( BASILIDES ) یہ شخص شہر اسکندریہ میں قیصر ہیڈریان کے عہد میں تھا۔ اُس نے اپنی تعلیم کی پیچیدگی کی وجہ سے وہ شہرت حاصل نہ کی جو ویلنٹینس نے کی تھی۔ مؤرخ ہیپولائٹس ( Hippolytus ) کہتا ہے کہ اُس نے اپنی تعلیم ارسطو (Aristotle) اور مصری پوجاریوں سے نقل کی۔ نیز یوحنا کی انجیل۔ پولُوس رسُول کے خطوط رومیوں۔ کرنتھیوں۔ اور افسیوں سے بھی اخذ کی ہے۔ اُس نے چوبیس کتابیں تصنیف کیں۔ اُس کی تعلیم تھی کہ ہر ایک شے ادنیٰ حالت سے اعلےٰ حالت کی طرف ترقی کرتی ہے۔ اعلےٰ سے ادنےٰ کی طرف نہیں۔ اور کہتا تھا کہ خُدا نے بھی ادنےٰ حالت سے رفتہ رفتہ اس درجہ تک ترقی کی۔ اور کہ دُنیا نیست سے ہست ہوئی ہے۔ اور بتایا کہ دُنیا قانون ارتقاع یعنی ایولیوشن ( Evolution ) کے مطابق بتدریج ترقی کرتی گئی ہے ۔

بیسیلیڈیس کہتا ہے کہ دُنیا کی رہائی مسیح کے وسیلے ہوئی۔ جو کہ خُدا کا سب سے پہلا اور بڑا ظہور تھا۔ یہ کہتے تھے کہ یہ یسوع دُنیا میں ظاہر ہُوا۔ اور مصلُوب نہیں ہُوا۔ بلکہ اُس کی جگہ شمعون کُرینی صلیب دیا گیا ۔ پنجاب میں اس کہانی کو احمدیہ فرقہ نے پھر جاری کیا۔ اور کہنا شروع کیا کہ چونکہ مسیح گنہگاروں کے لیئے نہیں مُوا۔ اس لیئے دُنیا کو نہیں بچا سکتا ۔

بیسیلیڈیس اس امر کا ذکر نہیں کرتا۔ کہ گناہ۔ توبہ اور نجات محض علم ہی سے ہو سکتی ہے ۔

۴۔ مارسیون۔ (MARCION) اگرچہ اس کی تعلیم میں بدعتی خیالات کم تھے۔ لیکن چونکہ اس نے بہت سے رُومی مسیحی اپنے ہم خیال بنا لیئے۔ اس لئے کلیسیا نے اُس کو ویلنٹینس سے زیادہ خطرناک دشمن تصوّر کیا۔ اُس نے بہت سا روپیہ کلیسیا کی خدمت کے واسطے نذر کیا۔ لیکن جب بدعت کے سبب کلیسیا سے خارج کیا گیا۔ تو وہ سب روپیہ کلیسیا نے اُسے واپس دے دیا۔ یہ سنوپے (Sinope) کا باشندہ تھا۔ دُور دراز جگہوں کا سفر کرتا رہا۔ اور آخر رُوم کو اپنی جائے رہائش مقرر کیا۔ اور یہاں ۱۰ برس تک یعنی ۱۴۰ء تا ۱۵۰ء تعلیم دیتا رہا۔ یہ فیلسوف بڑا سنجیدہ اور سرگرم تھا۔ شراب۔ گوشت اور شادی کو بالکل ترک کیا۔ یہ ویلنٹینس کے مطابق تعلیم نہیں دیتا تھا۔ اور نہ دُوسرے ناسٹکوں کی مانند نجات کا مدار علم و گیان پر رکھتا تھا۔ وہ مسیح کے دُکھوں اور موت پر بڑا زور دیتا تھا۔ کیونکہ اُس سے اُس کی محبت کا کامل ثبوت ملتا تھا۔ نیز ایمان کو علم سے افضل سمجھتا تھا۔ مارسیون کہتا تھا۔ کہ اُس کے زمانہ میں مسیحیت کا رجحان مُوسوی شریعت کی طرف تھا۔ کلیسیا ابھی تک مُوسوی شریعت و دستورات کو پسند کرتی تھی۔ گویا انجیل کی نئی مے کو شریعت کی پُرانی مشکوں میں بھرتی تھی۔ مارسیون نے یہ سمجھا کہ یہ یہودی مسیحیوں کی جھوٹی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ جو انجیل کی سچائی کے بدلے مُوسوی شریعت سکھاتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض رسُول بھی فضل کے رستہ سے بھٹک گئے تھے۔ اس لئے مسیح نے پولوس کو رسالت کے لئے چُنا تھا۔ تاکہ خالص انجیل کی منادی کرے۔ اُس نے انجیل کو براہِ راست مسیح خداوند سے حاصل



کیا تھا۔ لیکن تاہم بعض یہودی معلّموں نے اُس کی تحریرات میں اپنی تعلیم کی ملاوٹ کی۔ اس لئے مارسیون نے یہ کوشش کی کہ جھوٹی تعلیم کو اصلی مسیحی تعلیم میں سے نکال دے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ مُوسوی شریعت انجیل کی مخالف ہے۔ اس لئے اُس نے پُرانے عہدنامہ کو رَدّ کر دیا۔ اور ان کا یہ خیال تھا کہ یہ سارا کام ڈیمی اُرگس کا تھا جو کہ مادی دُنیا کا بنانے والا ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ شریعت انجیل کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ پُرانے عہدنامہ کو اور نئے عہدنامہ کی اُن کتابوں کو جن میں پُرانے عہدنامہ کے حوالے ہیں۔ جیسے یُوحنا کی انجیل۔ خط عبرانیوں۔ مکاشفہ وغیرہ کو رَدّ کرتا تھا۔ اور یہ کہتا تھا۔ کہ مسیحی زمانہ کو یہودی زمانہ سے کچھ تعلق نہیں اور یہودیت کو بالکل رَدّ کرتا تھا۔ اُس کا یقین اور خیال تھا۔ اور یہی تعلیم دیتا تھا کہ خُدا محبت کا خُدا ہے جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اور وہ غیر مادی دُنیا کا خالق ہے۔ لیکن مادی دُنیا کا خالق ڈیمی اُرگس ہے۔ جو کہ نامکمل ہے۔ وہی یہودیوں کا خُدا ہے۔ اُس کا واسطہ صرف یہودیوں ہی سے ہے۔ مارسیون ایک شیطان کا قائل تھا۔ وہ فقیرانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور اُس کے مقلدوں کو بھی ایسی ہی زندگی بسر کرنی لازمی تھی۔ ان کے نزدیک شادی کرنا معیُوب تھا۔ اس واسطے صرف مجرّد یا وہ جن کا طلاق ہو چکا ہو۔ اس کی کلیسیاء کے پُورے شرکاء ہو سکتے تھے۔

اُس کی اس تعلیم کو بہت سے مسیحیوں نے مان لیا۔ اور سنہ ۱۵۰ء میں اُس کے شاگرد تمام رُومی سلطنت میں آباد تھے۔ اور اُنہوں نے اپنی کلیسیائیں۔ اپنے بشپ اور اپنے پریسبٹر مقرر کر لئے۔ اپنی انجیل الگ

بنالی۔ اور اُس کی بُنیاد پولُوس رسُول کی تعلیم پر رکھی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ صرف پولُوس رسُول ہی مسیح کی تعلیم کو سمجھتا تھا۔ اس انجیل یا نُسخہ میں صرف مُقدّس لُوقا کی انجیل کا کُچھ حِصّہ اور پولُوس رسُول کے دس خطوط شامل تھے۔ آرتھوڈکس یعنی قدامت پسند مسیحیوں نے اُن کے خیالات کو جو پُرانے عہدنامہ کی بابت تھے بالکل نامنظور کیا۔ کیونکہ اُنہوں نے سمجھا۔ کہ اگر پُرانے عہدنامہ کو رد کریں۔ تو تواریخی مسیح کا بھی انکار کرنا پڑیگا چونکہ مسیح کا بیان پُرانے عہدنامہ میں آتا ہے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ مسیحیت کی جڑ پُرانے عہدنامہ میں موجود ہے اور اگر پُرانا عہدنامہ منسُوخ کیا جاتا ہے تو مسیح بھی رد کیا جاتا ہے لہٰذا اُنہوں نے پُرانے عہدنامہ کو بہ مشتاقی قبُول کیا۔ پولُوس رسُول نے درُست کہا۔ کہ بحیثیت مسیح یسُوع کا رسُول ہونے کے میرا نقطۂ نگاہ عبادت کے بارے میں بالکل تبدیل نہیں ہُوا۔ کیونکہ جس کی میں پرستش کرتا ہُوں۔ وہ ہمارے باپ دادوں کا خُدا ہے۔

تیسری صدی میں مارسیون کا فرقہ مغرب میں کمزور ہوتا گیا۔ لیکن مشرق میں ہنوز جاری رہا۔ ان کی تعلیم کا مدار زیادہ تر ترکیب اعمال۔ یہودیت کی مخالفت اور عبادت کی سادگی پر تھا۔

۵۔ سٹرنینس ( SATURNINUS ) یہ ناستک الفائیہ کا باشندہ تھا جب بیسیلیڈیس ( Basilides ) مصر میں تعلیم دیتا تھا۔ یہ اُس وقت شام میں تعلیم دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ مادہ اصل بد ہے۔ اور اس کی موجُودگی بدی ہے۔ خُدا باپ عقل و ادراک سے باہر ہے۔ اُس نے اپنا مکاشفہ کبھی انسان پر ظاہر نہیں کیا۔ اُس نے ارواح پیدا کیں۔ جن میں سے سات رُوحوں نے دُنیا اور انسان کو پیدا کیا جو کیڑے کی



کی مانند رینگتے تھے۔ چنانچہ خُدا تعالیٰ نے اس کو نُور عنایت کیا۔ جس کی وجہ سے انسان سیدھا ہو کر چلنے لگا۔ شیطان اپنی بد رُوحوں کے وسیلے انسان کو ستاتا تھا۔ آخر خُدا تعالیٰ نے ایک نجات دہندہ آیون نوس ( Aeon Nous ) بھیجا۔ جو انسان کو بذریعہ علم و ریاضت اُس کے ہاتھوں سے بچائے۔ اور رفتہ رفتہ مادہ سے آزاد کر کے نُور کی بادشاہت میں داخل کرے۔

۶۔ اوفیٹیز ( Ophites ) اس ناستک فرقہ کا آغاز پہلی صدی میں مصر کے درمیان ہُوا۔ سب سے پہلے اُنہوں نے اپنے واسطے ناستک کا لقب اختیار کیا۔ ان کی بُنیاد بُت پرستی پر تھی جو مسیحیت کے خلاف تھی یہ پُرانے عہدنامہ اور یہودیت کے مخالف تھے۔ سانپ کی نسبت تعظیم دیتے تھے کہ یہ علم و گیان کی نشانی ہے۔ اُنہوں نے اپنا نام بھی سانپ کی نسبت سے اوفیس ( Ophis ) رکھا۔ اُن کا خیال تھا کہ آدم و حوّا کا گرنا عقلی اور علمی بیداری کا حاصل کرنا تھا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ سانپ اور کلام ایک ہی ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ ناستک دو حصّوں میں تقسیم ہو گئے۔

ناستکوں کی غلطی۔ سب سے بڑی غلطی اُن لوگوں کی یہ تھی کہ اُنہوں نے کلامِ الٰہی کے الہام کو رد کر دیا۔ اور مُشکل مسائل و معاملات کے حل کرنے میں اپنی عقل پر بھروسہ کیا۔ اسی وجہ سے وہ خُدا کی شخصیت اور انسان کی فعل مختاری کا انکار کر کے مغالطے میں پڑ گئے۔

ناستک ازم کا اثر کلیسیا پر۔ اس تعلیم کا اثر کئی صُورتوں میں کلیسیا پر پڑا۔

اوّل۔ ناستکوں نے فلسفہ پر اس قدر زور دیا کہ طلبائے علمِ الٰہی اور

مصنفین پر خوف کا دریا اُمڈ آیا۔ وہ فلسفہ سے ایسے متنفر ہو گئے کہ ان کے اندر خیال پیدا ہو گیا کہ یہ فلسفہ ہی ہے۔ جس نے ناسٹکوں کو راہِ حق سے گمراہ کر دیا۔ اس لئے کسی حقیقی مسیحی کو لازم نہیں کہ اپنی رُوح کو اس مکروہ چیز سے آلودہ کرے۔

دوم۔ ناسٹک ازم کی وجہ سے مسیحیوں میں تصنیف و تحریر کا شوق بڑھ گیا۔ اُنہوں نے ناسٹکوں کی بدعات کی تردید میں بہت کچھ لکھا۔ اور زیادہ علم و عقل میں کوشش کرنے لگے۔ ان کی وجہ سے کلیسیا میں تحصیلِ علم اور عالمانہ تحریرات کا جذبہ پیدا ہو گیا۔

سوم۔ ناسٹکوں سے مباحثات اور کش مکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھیالوجی ( Theology ) کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ کلیسیا نے اپنے خادمانِ دین پر زور ڈالا کہ ایمان و عقاید کی باتوں کی سمجھ بوجھ کی تشریح کریں۔ لہٰذا تھیالوجی ایک عمدہ اور ترتیب وار صورت میں ظاہر ہونے لگی۔ کلیسیا کے عقاید روشن ہو گئے۔ الہامی کُتب کا فیصلہ کیا گیا۔ اور ناسٹکوں کی اناجیل رد کی گئیں۔

ناسٹک ازم کے ذریعہ کلیسیا میں دو باتوں کا رواج ہو گیا۔

الف۔ فقیرانہ یا راہبانہ زندگی۔ مسیحی گوشت۔ شراب اور شادی سے پرہیز کرنے لگے۔

ب۔ لوگ میریولیٹری ( Mariolatry ) یعنی مقدسہ مریم کی پرستش کرنے لگے۔ ناسٹکوں نے مذہبی قصے اور اپوکریفل اناجیل لکھی تھیں۔ جن سے آہستہ آہستہ میریولیٹری ترقی کر گئی۔

چہارم۔ ناسٹک بدعت نے موتوتھی ازم ( Monotheism )



یعنی ایک ہی خُدا کو ماننا کے مسئلہ کو کمزور کر دیا۔ ناسٹک ایک اعلیٰ خُدا کو مانتے تھے۔ مگر ساتھ ہی ایک دُوسرے خُدا کے بھی قائل تھے جس نے دُنیا پیدا کی۔ نیز اپنی مختلف تشریحات اور بیانات کے ذریعہ علم و گیان کو ایمان و اعمال پر ترجیح دیتے تھے۔ یُوں مسیحی ایمان و اخلاق کی قدر لوگوں میں کم کر دی۔

## مشہور مصنفین اور ناسٹکوں کے خلاف اُن کی تصنیفات

آئرینیئس ( Irenaeus ) اُس نے بدعتوں کے خلاف پانچ کتابیں لکھیں۔ خاص کر ویلنٹینس ( Valentinus ) اور بیسیلیڈیس ( Basilides ) کے خلاف۔

ترتلیان۔ اس نے مارسیون اور ہرموجینس Hermogenes اور ویلنٹنس کے خلاف رسالے لکھے۔

اسکندریہ کا کلیمنٹ۔ اس نے بیسیلیڈیس کے خلاف بہت کچھ لکھا۔

جسٹن شہید۔ اس نے خاص کر مارسیون کے خلاف تحریر کیا۔

اوریجن۔ اس نے یُوحنا کی انجیل کی تفسیر لکھی جس میں اُس نے ہیراکلیون ( Heracleon ) ناسٹک کی تفسیرِ یُوحنا پر پُوری پُوری نکتہ چینی کی۔

ہپولائٹس ( Hippolytus ) اور اپی فینیس ( Epiphanius ) نے بھی ناسٹکوں کے خلاف لکھا۔ ان کے علاوہ اور بھی مسیحی مصنف تھے جو زیادہ مشہور نہ تھے۔ جیسے تھیوڈورٹ ( Theodoret ) فلاسٹر ( Philaster ) ہیجیسپس ( Hegesippus ) تھیوفلس ( Theophilus ) ساکن انطاکیہ۔ اور اگرپا کیسٹر (Agrippa Castor)۔

# دسواں باب

## کلیسیا کے اندرونی خطرات

### مونٹینازم (MONTANISM)

یہ بھی کلیسیا میں ایک قسم کی بدعت پیدا ہوئی۔ پر ناسٹکوں کی سی بدعت نہ تھی۔ اس کو کفر قرار بھی نہیں کہہ سکتے۔ مونٹینازم ناسٹک ازم کی بالکل ضد تھی۔ آپس میں ان کی سخت مخالفت تھی۔ کیونکہ یہ ناسٹک ازم کے بے لگام خیالوں اور عجیب و غریب مسائل کے خلاف تھے۔ حقیقی ایمان کے مطابق پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ یہ ایک چھوٹا سا فرقہ تھا اور اس بات کے خلاف تھا کہ کلیسیا کی ظاہری عبادت ہی کافی عبادت ہے۔ یہ ہر طرح سے کوشش کرتے تھے۔ کہ انتظام اور اخلاق میں روحانیت کی ترقی ہو۔ غرض کہ اُن کا مدعا یہ تھا۔ کہ ابتدائی کلیسیا کی اصلیت اور محبت نئے سرے سے نشوونما پائے۔ ان باتوں کے علاوہ وہ بشپوں کے اختیارات کے خلاف تھے۔ کیونکہ بشپ اُن کی مرضی کے مطابق نبوت کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ وہ علم و عقل کے خلاف تھے۔ اور اُن کا عقیدہ تھا کہ ہر ایک شخص براہِ راست رُوح القدس کے الہام سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اُس الہام سے جو رُوح القدس سے حاصل ہوتا ہے اور اُس مکاشفہ سے جو الہامی کتابوں میں دیا گیا ہے۔ اور بشپوں کے اختیار سے بھی اُن کو بالکل آزادی



بخشی۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ جو الہام بائبل میں دیا گیا ہے۔ وہ نامکمل ہے۔ مگر جو الہام رُوح القدس سے مونٹینسٹ کو ملا ہے وہ کامل ہے۔ اس کے متعلق اُن کا خیال یہاں تک تھا۔ کہ ہماری نبوت نہ صرف رسولوں کے برابر بلکہ افضل ہے۔ اس لئے وہ کلیسیاء کے خادم الدین سلسلہ کو رد کرتے تھے۔ اور بشپوں کا مقابلہ کرتے تھے۔

وہ خیال کرتے تھے کہ مسیح نے خوشخبری کی منادی پورے طور پر نہیں کی۔ کیونکہ اُس کے سامعین کامل خوشخبری کے واسطے تیار نہ تھے چونکہ اب مونٹینسٹ پر رُوح القدس کا نزول کامل طور پر ہوا ہے۔ اس لئے اب وقت ہے کہ خدا کی پوری مرضی اور علم و اسم کا اظہار کامل طور پر کیا جائے۔

جس مسیحیت کا اظہار خادم الدین کرتے ہیں۔ وہ نامکمل ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ کہ رُوح القدس مونٹینسٹ کے ذریعہ اُس کو مکمل کرے۔ اُن کا بیان تھا۔ کہ خدا نے اپنا مکاشفہ بتدریج ظاہر کیا ہے۔ جو نہ تو مسیح سے اور نہ اُس کے رسولوں سے تکمیل کو پہنچا۔ لیکن اب بذریعہ مونٹینس (Montanus) جس میں رُوح القدس کام کرتا ہے کمالیت کو پہنچا ہے۔ شریعت اور انبیاء خدا کی بادشاہت کا بچپن تھا۔ انجیل سے اُس کی جوانی ظاہر ہوئی۔ لیکن مونٹینسٹ کے زمانہ میں پوری عمر کا اظہار ہوا ہے۔ اور ملینیم (Millenium) کے وقت اس کی کمالیت ہوگی۔ جب کہ مسیح فروگیہ (Phyrogia) کے ایک چھوٹے سے گاؤں بنام پیوزا (Pepuza) میں ظاہر ہو کر نیا یروشلیم آباد کرے گا۔

## مون ٹین اسٹ کی تاریخ کا آغاز

مون ٹین اسٹ تحریک فروگیہ (Phyrogia) کے مائیسیہ (Mysia) میں دُوسری صدی کے وسط میں شروع ہوئی۔ مون ٹین اَس (Montanus) اس تحریک کا بانی ایک معمولی شخص تھا۔ لیکن ان عجیب خیالات کے اظہار کی بدولت بہت لوگ اُس کے ہم راے ہو گئے۔ خاص کر دو عورتیں مسمات پرسکلا (Priscilla) اور مکسمیلا (Maximilla) اپنے آپ کو نبیہ کہتی تھیں۔ وہ منادی کرتی تھیں۔ کہ مون ٹین اُس کو رُوح القدس نے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ اور وہ خود بھی یہ دعوےٰ کرتا تھا کہ میں رُوح القدس کا آلہ ہُوں۔ اور جا بجا منادی کرتا پھرتا تھا کہ نیا یروشلیم پپوزا (Pepuza) گاؤں میں آباد ہونے والا ہے۔ جہاں مسیح ہزار سالہ سلطنت کرے گا۔ اس لئے کلیسیا کو چاہیئے کہ وہ دُنیا سے بالکل علیحدہ ہو جائے۔ ریاضت ضروری ہے۔ اور رُوحانیت کا پایہ اعلیٰ و افضل ہونا چاہیئے۔ چونکہ اُس زمانہ میں بشپ کوشش کرتے تھے۔ کہ ہمارا راہ و رابطہ امرائے سلطنت سے زیادہ نزدیک ہو۔ اس لئے مون ٹین اسٹ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور بیان کیا کہ کلیسیا کو دُنیوی تعلقات سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ مون ٹین اسٹ کا یہ ارادہ مطلق نہ تھا کہ کلیسیا سے علیحدہ ہو گو اُس کی تعلیم و مسائل کی ۱۲۳ء میں کئی کونسلوں کے درمیان سخت مخالفت کی گئی۔ مگر آخرکار اکونیم (Iconium) کی کونسل کے درمیان جو ۲۳۱ء میں ہوئی۔ یہ فیصلہ ہُوا کہ مون ٹین اسٹ کی تحریک کو رد کیا جائے۔



اور بشپوں نے فیصلہ دیا کہ مون ٹین اسٹ کے بپتسمے ناجائز ہیں۔ ناچار اُن کو کلیسیا سے جُدا ہونا پڑا۔ ابھی تک تو یہ کلیسیا کے درمیان مقامی سوسائٹی کے طور پر تھے۔ جیسے میتھوڈسٹ (Methodists) چرچ آف انگلینڈ کے درمیان ہیں۔ لیکن اس فیصلہ سے وہ کلیسیا سے بالکل جُدا ہو گئے۔ اور اپنا علیحدہ فرقہ قائم کر لیا۔

اگر ان کی تعلیم کلیسیا میں جڑ پکڑ لیتی۔ تو رفتہ رفتہ کلیسیا ایک جاہلانہ جوشیلا جماعت بن جاتی۔ لیکن ان کی علیحدگی سے کلیسیا بتدریج ترتیب و انتظام اور عبادت میں ترقی کرتی گئی۔ اور اس بات کی کوشش میں رہی کہ کلیسیا ایک فرقہ ہونے کے بجائے عالمگیر کلیسیا ہونی چاہیئے۔

مون ٹین اسٹ کے خیالات بہت جلد ایشیائے کوچک۔ تھریس۔ افریقہ۔ رُوم اور گال میں پھیل گئے۔ مغربی کلیسیاؤں نے اس کی مخالفت ایسی پُر زور نہ کی۔ جتنی ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں نے کی۔ چنانچہ ۱۷۷ء میں لائینز (Lyons) وینے (Vienne) گال کی کلیسیاؤں نے آئرینیس کو رُوم کے بشپ ایلوتھریس (Eleutherus) کے پاس یہ خط لکھ کر روانہ کیا کہ کیا ہماری درخواست ہے کہ مون ٹین اسٹ کے ساتھ نرمی اور برداشت کا سلوک کیا جائے اگرچہ ہم اُن کی غلطیوں کو ناجائز سمجھ کر مان نہیں سکتے۔ آئرینیس اس فرقہ کو بدعتیوں کے زُمرہ میں شامل نہیں کرتا تھا۔ اور ترتلیان کی کلیسیا بھی اُس کی عزت کرتی رہی۔ آخرکار وہ خود مون ٹین اسٹ ہو گیا۔ کنسٹنٹائن اعظم نے ان کو ستایا۔ اور قسطنطنیہ کی کونسل میں یہ فیصلہ ہُوا۔ کہ وہ مسیحی نہ سمجھے جائیں۔

## مون ٹین اسٹ کی طاقت اور کمزوری

اس تحریک کی قوت عموماً اس بات میں تھی کہ وہ رُوح القُدس کی بھرپوری و قدرت پر جو ہر ایک مسیحی کا مددگار و راہنما ہے زور دیتے تھے۔ خصوصاً وہ شخصی پاکیزگی اور دُنیا سے علیحدگی پر زور دیتے تھے۔ چونکہ یہ معاملہ افراط و تفریط کا تھا۔ اس کو اُنہوں نے ایسا حد سے زیادہ بڑھا کر بیان کیا۔ جو آخرکار اُن کی کمزوری کا باعث ہُوا۔ وہ نبیوں کی سنائیوں کو بائبل کی صحت۔ اور رسولی تعلیم سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔ نیز مسیح اور رسُولوں کی اخلاقی اور رُوحانی تعلیم کو نقص سے خالی نہ سمجھتے تھے۔

کلیسیا میں دُوسری صدی کے آخر تک روزہ صرف اختیاری امر تھا۔ لیکن مون ٹین اسٹ نے اس کو لازمی قرار دیا۔ راہبانہ زندگی کو ایک دُشوار گزار طریقہ بنا دیا۔ اور اُس کی عظمت حد سے زیادہ بڑھا دی۔ نیز کلیسیا کی سزا اور جزا کا بھی حال بہت ہی دُشوار کر دیا۔ اور یہ خیال زور پکڑ گیا۔ کہ الہام و مکاشفہ صرف نبی ہی براہ راست خدا سے حاصل کر سکتے ہیں۔ لہذا اُنہوں نے ان نبیوں کے اختیارات کو کلیسیا کے خادمانِ دین پر ترجیح دینی شروع کی۔

اس تعلیم کا اثر۔ کلیسیا میں مون ٹین ازم کی تعلیم کا بہت کچھ اثر پھیل گیا۔ اس تعلیم کے سبب سے مسیحی چیلیزم (Chiliasm) یعنی مسیح کی ہزار سالہ سلطنت کی بابت اکثر بحث کرنے لگے۔ اور خُدا کی بابت ایسا خیال کرنے لگے۔ کہ وہ ایک بادشاہ ہے۔ جو کبھی دُور ملک کے



سفر پر گیا ہوا ہے۔ اس خیال سے خدا کی ہمہ جا حاضری کو بہت ضعف پہنچا۔ ان کی تعلیم کے سبب سے نبوّتیا کی اتنی قدر و عظمت شروع ہوئی۔ کہ معمولی وعظ و مُناجات کی حقارت ہونے لگی۔ اور بیشتر صرف دُعاؤں ہی کے پڑھنے والے سمجھے جاتے تھے۔ لیکن آخرکار مون ٹین اسٹوں کی زیادتی کی وجہ سے کلیسیا میں نبی کم ہونے لگے اور پریسبیٹر کے عہدے کی قدر ہونے لگی۔ اور یہ خیال پیدا ہُوا کہ رُوح القُدس صرف خادمانِ دین کے وسیلے سے کام کرتا ہے۔ روزہ کی رسم ترقی کر گئی۔ اور لازمی قرار دی گئی۔ اس تعلیم کے خلاف کلیسیا میں اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ مسیح اور اُس کے رسُولوں کے ذریعہ پُوری اور کامل سچائی ہمارے پاس پہنچی ہے۔ جس میں اور اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس وقت سے اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ اس کا قطعی فیصلہ ہونا چاہیئے کہ کُتبِ مُقدسہ کون کونسی ہیں۔ نیز عقیدہ کی اپنی ساخت پرداخت شروع ہوئی۔

---

# گیارھواں باب

## کلیسیا کے اندرونی خطرات

### ٹرینی ٹیرین بدعت (Trinitarian Heresies)

دُوسری صدی کے آخر میں جبکہ ناسٹک ازم کا زور لوگوں کے دلوں

سے جاتا رہا۔ کلیسیا کے درمیان ایک اور بدعت جاری ہوگئی۔ اس کا آغاز بھی کلیسیا ہی سے ہوا۔ جس کا کلیسیا جامع کو سختی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مونٹینسٹ تو کلیسیا کے انتظام اور عملی زندگی پر ہی حملہ کیا تھا۔ لیکن یہ بدعت کلیسیا کی تعلیم اور عقیدے پر حملہ آور ہوئی۔ چند مسیحیوں نے یہ خیال کیا کہ خدا کی واحد ہستی کے خیال کو عوام کی روزمرہ زبان میں بیان کرنا چاہیئے۔ ناسٹکوں کی طرح اس کو دھندلا پن میں ادھورا نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اس پر وہ یہ خیال دوڑانے لگے۔ کہ الٰہی ذات میں مسیح کو کیا درجہ ملنا چاہیئے۔ اور اس کی ذات و صفات کو کس طرح بیان کرنا چاہیئے۔ وہ سوچنے لگے کہ بادی النظر میں مسیح کی الوہیت اور خدا کی وحدانیت متضاد عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ وحدانیت اور الوہیت مسیح کے ملانے اور بیان کرنے میں مغالطے میں پڑ گئے ہیں۔ یہ لوگ منارکیان (Monarchians) کہلاتے تھے۔ منارکی ایک یونانی لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ سلطنت اور انتظام ایک ہی کا ہے۔ اسی پر سارا اہم مسئلہ شروع ہوا۔ منارکیان کہتے تھے۔ کہ الٰہی وحدانیت اور الوہیت مسیح کو قائم رکھنے کے دو ہی طریق ہیں۔ اول تو یہ کہ ہم خدا کی وحدانیت کو مان کر مسیح کی الوہیت کو محض ایک طاقت و تحریک مانیں۔ دوم یہ کہ مسیح کی الوہیت کو کامل الٰہی ذات مانیں۔ لیکن باپ اور بیٹے کی تمیز نہ کریں۔ بلکہ دونوں کی شخصیت کو مخلوط کر دیں۔ ان کا یہ خیال تھا۔ کہ نجات دینا خدا ہی کا حق ہے اور یہ بات نہیں ہو سکتی کہ نجات دہندہ خدا سے الگ ہو۔



## ٹرینی ٹیرین بدعت (Trinitarian Heresies)

۱۔ دوسری صدی کے آخر میں جبکہ ناسٹک ازم کا زور اس امر کی بابت تھا کہ مسیح میں الوہیت صرف اس لحاظ سے تھی کہ خدا کی طرف سے اُس کو خاص طاقت عنایت ہوئی تھی۔ ورنہ وہ صرف ایک معمولی انسان تھا جس میں الٰہی قدرت کام کرتی تھی۔ اُس کی پیدائش کی نسبت وہ مانتے تھے کہ رُوح القدس سے ہوئی۔ اور وہ بتدریج ترقی کرتے کرتے خدا کے بیٹے کے درجہ کو پہنچا۔ لیکن ذات الٰہی اُس میں نہ تھی۔

۲۔ (۱) پیٹری پیشین منارکیان (Patripassian Monarchian) یا موڈلیسٹ (Modalists) یا سبیلین (Sibellian) کہلاتے تھے۔ یہ مسیح کی الٰہی ذات کے تو قائل تھے۔ لیکن اُس کی شخصیت بحیثیت بیٹے کے نہ مانتے تھے۔ وہ اُس کی شخصیت باپ سے الگ نہ مانتے تھے۔ بلکہ باپ کی الٰہی ذات کے ساتھ وابستہ مانتے تھے۔ اُس کا تجسم باپ ہی کا ایک ظہور سمجھتے تھے۔ اقانیم ثلاثہ کے قائل نہ تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ اب۔ ابن و رُوح القدس واحد خدا کے مختلف ظہور ہیں۔ جن کے ذریعہ خدا نے انسان کو اپنا مکاشفہ بخشا۔

۳۔ ڈاینامیسٹک (Dynamistics) کا فرقہ آپس ہی میں اتفاق نہ رکھتا تھا۔ اور مختلف خیالات کی وجہ سے چار فرقے ہو گئے۔ یعنی الوجین (Alogians) تھیوڈوشینس (Theodotians) آرٹیمونائٹ (Artemonites) اور پولیانسٹ (Pollanists)

الوجین (Alogians) مسیح کے کلمتہ اللہ ہونے کے منکر تھے۔

سو اُنہوں نے مُقدّس یُوحنّا کی انجیل اور مکاشفہ سے انکار کر دیا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ ہر دو کتابیں سرنتھس (Cerinthos) نامی ایک شخص کی تصنیف ہیں۔ باقی اناجیل اور مسیح کی فوق العادت پیدائش کے قائل تھے۔ مگر کہتے تھے کہ خُدا کی اُلوہیّت کا صرف ایک خاص تعلق یسُوع سے تھا۔ یہ فرقہ ۱۷۰ء میں ایشیائے کوچک میں جاری ہُوا۔ مگر چنداں شہرت حاصل نہ کی۔ اُس کے بانی کا بھی پتہ نہیں کہ کون تھا۔

تھیوڈوشین (Theodotians) یہ لوگ تھیوڈوٹس (Theodotus) ساکن بائینٹیم (Byantium) کے معتقد تھے۔ دُوسری صدی کے آخر میں اُس نے رُوم میں تعلیم دی۔ بشپ وکٹر (Victor) نے اسے کلیسیا سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہ مسیح کی اُلوہیّت کا مُنکر تھا۔ کہتا تھا کہ مسیح محض ایک اِنسان ہے۔ مسیح کی فوق العادت پیدائش کا تو قائل تھا۔ مگر کہتا تھا۔ کہ بپتسمہ کے وقت مسیح یسُوع پر نازل ہُوا۔ جس نے یسُوع کو قوت عنایت کی کہ وہ مُعجزات کرنے لگا۔ جب یہ شخص کلیسیا سے خارج کیا گیا۔ تو اُس نے اپنا فرقہ الگ قائم کر لیا۔ مگر اس کا اثر دیرپا نہ ہُوا۔ اُس فرقہ کا سردار ایک بشپ تھا جس کی نسبت ہپولائٹس (Hippolytus) کہتا ہے کہ ایذا رسانی کے وقت اُس نے مسیح کا اِنکار کیا۔ لیکن وہ اپنے ضمیر کی تسلّی کے واسطے یہ عُذر کرتا تھا۔ کہ میں نے محض ایک انسان کا اِنکار کیا ہے خُدا کا مُنکر نہیں ہُوا۔

آرٹیمونائٹ (Artemonites) اس کے بانی آرٹیمون (Artemon) کی بابت بہت کچھ معلوم نہیں۔ ہپولائٹس



(Hippolytus) اس کی بابت لکھتا ہے کہ دُوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں یہ رُوم کے درمیان تعلیم دیا کرتا تھا۔ جس کو پوپ زیفرینس (Zephyrinus) نے بدعت کے باعث کلیسیا سے خارج کر دیا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا۔ کہ مسیح محض ایک انسان تھا۔ صرف کنواری سے پیدا ہونے کی وجہ سے دیگر انبیاء سے افضل تھا۔ لیکن خُدا کہلانے کا مستحق نہ تھا۔ اُس کے بعد اُس کے خیالات کو پال (Paul) ساکن سموسطا (Samosata) نے زیادہ واضح کیا اور تقویت دی۔

پولیانیسٹ (Paulianist) سموسٹینیاس (Samosateniaus) فرقہ سموسطا کے پال کا جو کہ زینوبیہ (Zenobia) کا وائسرائے تھا۔ پیرو تھا۔ یہ شخص انطاکیہ کا پندرھواں بشپ تھا۔ شاہانہ طریق پر رہتا تھا۔ اُس کو اپنے بشپ کے عہدہ کا چنداں خیال نہ تھا۔ وائسرائے کے عہدہ پر ناز کرتا تھا۔ دُوسرے بشپوں نے اُس کو بالکل ناپسند کیا۔ اُن کی تحریرات سے اس کا حال بہت ہی خراب معلوم ہوتا ہے۔ مغرُور اور بے جا فخر کرنے والا۔ دُنیادار۔ شہوت پرست کلیسیا کے روپیہ کا خائن۔ راشی۔ مقرّر صدرجہ کا تھا۔ اُس کو آرزُو رہتی تھی۔ کہ گرجا میں اُس کی تقریروں پر تحسین کی جائے۔ گاہ بگاہ اپنی تعریف میں گرجا کی عبادت کے وقت گیت گوایا کرتا تھا۔ تعجب نہیں کہ اُس نے اپنے مذہبی خیالات زینوبیہ (Zenobia) یہودن سے اور نیو پلیٹونسٹس (Neo-Platonists) فرقہ سے جن کے درمیان یہ رہتا تھا حاصل کئے ہوں۔ اُس کا خیال تھا کہ اُلوہیّت میں اقانیم مطلق نہیں۔ رُوح القدس

اور کلمہ خدا میں ایسے ہی ہیں۔ جیسے انسان میں عقل و روح۔ اس خیال سے وہ بیٹے اور روح القدس کی شخصیت کا قائل نہ تھا۔ بلکہ کہتا تھا کہ مُقدسہ مریم سے پیدا ہونے سے پہلے مسیح کبھی بھی نہ تھا۔

یسوع محض ایک انسان تھا۔ جس پر باپ کی حکمت یا کلمہ نازل ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ معجزات کرتا تھا۔ یہ الہٰی دانائی یعنی لوگاس (Logos) مسیح میں سکونت کرتی تھی۔ جیسے کہ وہ دوسرے آدمیوں میں بھی سکونت کرتی ہے۔ لیکن ایک لاثانی طریق پر جس سے رفتہ رفتہ اُس کو خدا کا رتبہ ملا۔ اور مجسم ہونے کی صورت میں وہ درجہ بدرجہ خدا ہی ہوگیا۔ اس اتحاد کی وجہ سے جو کلمہ مسیح میں تھا۔ مسیح کو خدا کہیں تو کہیں۔ لیکن ذاتی طور پر مسیح خدا نہ تھا۔ البتہ رفتہ رفتہ اپنی روحانی زندگی کے باعث اُس نے الہٰی رتبہ حاصل کیا۔

ایسے بدعتی خیالات سے حقیقی خیالات اور مسائل کو بہت نقصان پہنچا۔ سو ۲۶۴ء میں بمقام انطاکیہ ایک کونسل منعقد ہوئی تاکہ ان بدعتوں پر غور و فکر کی جائے۔ پال نے کہا کہ میرے خیالات بدعتی نہیں۔ لوگوں نے میری تشریحات کو غلط سمجھا ہے۔ آئندہ کے واسطے میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ زیادہ محتاط رہوں گا۔ لیکن وہ اپنے اس وعدہ پر قائم نہ رہا۔ اس لئے اور دو کونسلیں منعقد کی گئیں۔ پھر ۲۶۹ء تیسری کونسل میں جس کے درمیان ستر بشپ موجود تھے۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ پال کو بشپیت کے عہدے سے خارج کیا جائے۔ صرف اس وجہ سے نہیں کہ اُس کے خیالات بدعتی ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی کہ وہ حد درجہ کا مغرور، عیاش اور نخوت پسند آدمی ہے اس کی جگہ انطاکیہ میں ڈومیس (Domus) جو سابقہ بشپ کا بیٹا تھا بشپ



مقرر کیا گیا۔ اگرچہ کونسل نے پال کو علیحدہ کر دیا۔ مگر زینوبیہ (Zenobia) پال کی حمایت کرتی رہی۔ کیتھیڈرل اور اُس کی آمدنی پر پال ہی کا اختیار رہا۔ لیکن جب اورلین (Aurelian) کے ہاتھ سوریہ پھر واپس آیا۔ تب اُس کے سامنے درخواست گزرانی گئی۔ کہ کونسل کے فیصلہ کی تعمیل کی جائے۔ اورلین نے اٹلی (Italy) کے بشپوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ اُن کا فتویٰ حاصل ہونے پر ۲۷۲ء میں پال بالکل علیحدہ کیا گیا۔

یہ پہلا موقعہ تھا۔ جبکہ کلیسیائی حکام نے گورنمنٹ سے مدد کے لئے منت و سماجت کی۔ لیکن پولوس کو کلیسیاء کے شرکاء سے کوئی امداد نہ ملی۔ ہرچند وہ اُس فرقہ کا بانی تھا۔ جس سے ایرین کی بدعت شروع ہوئی۔

پالے نائیٹس (Paulianists) نے اپنا علیحدہ فرقہ قائم کر لیا۔ یہ کونسٹنٹائن اعظم نے اس فرقہ کو دبانے کی کوشش کی۔ اور اگرچہ کونسل نائس (Nicea) کے اُنیسویں مسئلہ کے مطابق اُن کا بپتسمہ اور تقرر ناجائز ٹھہرایا گیا۔ تاہم ساتویں صدی تک اس فرقہ کا وجود قائم رہا۔

(۱) پیٹری پیشین (Patripassians) یہ فرقہ خدا کی وحدانیت کو قائم رکھنے کی خاطر تالوث مقدس کی اور ہی طرح تشریح کرتا تھا۔ مسیح کی الوہیت کا پورا پورا اقرار کرتا۔ مگر بیٹے کی شخصیت کا قائل نہ تھا۔ اگرچہ ثالوث کی تعلیم دیتا تھا مگر الہٰی ذات میں اقانیم ثلاثہ کا انکار کرتا تھا۔ اُس کا اعتقاد تھا کہ باپ بیٹے اور روح القدس کے نام صرف واحد خدا کے مختلف القاب ہیں۔

یہ فرقہ پیٹری پیشین (Patripassians) کے نام سے مشہور تھا۔

کیونکہ اُن کے خیال میں باپ خود انسان بنا۔ اور جب مسیح مصلوب ہُوا تو باپ نے دُکھ اُٹھایا۔ کبھی ان کو موڈل اسٹ ( Modalists ) بھی کہتے تھے۔ کیونکہ سیبلینس ( Sabellias ) جو اُن کا لیڈر تھا۔ ایک موڈل تثلیث کا قایل تھا۔ اُس کا عقیدہ تھا کہ خُدا نے اپنے آپ کو تین مختلف صُورتوں میں ظاہر کیا۔ اور مختلف موقعوں پر اپنا مکاشفہ باپ بیٹے اور رُوح القدس کی صُورت میں کلیسیا پر ظاہر کیا۔ اس عقیدے کے لیڈر تین مشہور شخص ہُوئے ہیں۔ پرکسیس ( Praxeas ) نوئے ٹس ( Noetus ) اور سیبلیئس ( Sabellius )۔

پرکسیس۔ ترتلیان کی تحریرات سے جو اُس نے پرکسیس کے خلاف لکھی ہیں۔ اُس کی زندگی اور عقائد کا پتہ لگتا ہے۔ پرکسیس مون ٹینسٹ ( Montanists ) کا سخت مخالف تھا۔ ایشیائے کوچک میں اپنے عقیدہ کی بدولت قید بھی ہُوا۔ رہائی کے بعد افریقہ کو چلا گیا۔ اور وہاں اُس نے کئی ایک اپنے معتقد بنا لیے۔ لیکن ترتلیان کی مخالفت کی وجہ سے بہت جلد وہاں سے چلتا بنا۔ اور مارکس اوریلئیس ( Marcus Aurelius ) قیصر کے وقت روم پہنچا۔ اور یہاں کے مسیحیوں کو مونٹنسٹ کے خلاف اُبھارا۔ بشپ ایلوتھیرس ( Eleutherus ) نے جو کہ مونٹنسٹ تعلیم کے جو ایشیائے کوچک میں رائج تھی خلاف تھا۔ اُس کی خُوب آؤ بھگت کی۔ لیکن جب اُس نے یہ تعلیم دینی شروع کی کہ باپ اور بیٹے کی کوئی علیحدہ شخصیت نہیں ہے۔ اور کہ باپ نے صلیب پر دُکھ اُٹھایا۔ تو اُسی وقت اُس کے تمام ملنے جلنے والے اور آؤ بھگت کرنے والے مخالف ہو گئے۔ ترتلیان



نے اس کی نسبت یُوں بیان کیا ہے۔ کہ رُوم میں اُس شخص نے شیطان کے واسطے دو کام کیئے۔ ایک تو یہ کہ نبوت کو نکالا اور بدعت کو داخل کیا۔ دُوسرا یہ کہ رُوح القدس کو اُڑایا اور باپ کو صلیب پر چڑھایا۔

(۲) نوئیٹس ( Noetus ) ساکن سمرنا۔ نوئیٹس بھی پرکسیس کی طرح رُوم کو گیا۔ لیکن بدعتی خیالات کی بدولت پریسبٹرز کی ایک کونسل میں بُلایا گیا۔ جہاں اُس پر کلیسیا سے خارج ہونے کا فتویٰ دیا گیا۔ ہپولائی ٹس ( Hippolytus ) اس کا بڑا مخالف تھا۔

نوئیٹس نے باپ اور بیٹے کی وحدانیت پر زور دینے سے مسیح کی بزرگی و عظمت پر بہت کوشش کی۔

نوئیٹس الٰہی ذات میں تین اقانیم کا منکر تھا اور صرف ایک شخصیت مانتا تھا۔ کہتا تھا کہ باپ ہی نے مختلف موقعوں پر مختلف ناموں سے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس کا خیال تھا کہ باپ نے مسیح انسان کے ساتھ اتحاد پیدا کیا۔ اور اُس کا نام بیٹا رکھا گیا۔ گویا باپ ہی پیدا ہُوا اور باپ ہی نے دُکھ اُٹھایا۔ باپ ہی مجسم ہُوا۔ اور ہمارے گناہوں کی خاطر مصلوب ہُوا۔ اس تعلیم سے خُداوند مسیح کی ازلیت اور کلیسیا کے ساتھ اُس کے تعلق سے انکار شروع ہو گیا۔

(۳) سبیلیس ( Sabellius ) ساکن لیبیا ( Lybia ) تیسری صدی کے آغاز میں روم کو گیا۔ اُس کا عقیدہ تھا کہ خُدا واحد ہے۔ اُس نے ایک دورِ تسلسل کی صُورت میں باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے ناموں سے ظاہر کیا۔ اور اپنی اصلی صُورت پر آ گیا۔ پُرانے عہد نامہ میں اُس کا ظہور بطور باپ کے ہُوا۔ نئے

محدود نامہ میں بصورت بیٹا ظاہر ہوا۔ اور رسولی زمانہ میں بصورت
رُوح القدس حقیقی (Incarnation) کوئی نہ تھا۔ صرف خدا مسیح میں
ظاہر ہوا۔ اور جب مسیح کا کام پورا ہوچکا تو مسیح مسیح نہ رہا۔ پس تثلیث
ایک عارضی حالت ہے۔ جس کا اظہار موقع موقع پر ہوا۔ باپ بیٹا اور
رُوح القدس محض نام تھے جن سے الٰہی ذات کا اظہار ہوتا رہا۔ وہ
صرف ہستی کی رونمائی یا صورت ہی تھے۔ جن سے باپ۔ بیٹا و رُوح القدس
ظاہر ہوتے تھے۔ اور بعض لوگوں نے منارکیان فرقہ کی تعلیم کے جواب میں
یہ کہا کہ وہ کسی ایسے اصول یا مسئلہ کو جس سے باپ کا صلیب دیا جانا پایا
جائے ماننے کو تیار نہیں۔ ٹرٹلین و ہپولیٹس اَرتھوڈوکس ایمان کے دو
مشہور و معروف معاون منارکیانی گروہ کے ایمان کے برخلاف تھے۔

اس تعلیم کی کسی قدر مصر میں ترقی ہوئی۔ لیکن ۲۶۱ء اسکندریہ کی
کونسل میں یہ تعلیم ناجائز قرار دی گئی۔ اسکندریہ کا بشپ ڈایونی سیس
(Dionysius) اعظم بدعتیوں کا سخت مخالف تھا۔ لیکن اُس نے
ایک موقعہ پر ایسے الفاظ استعمال کئے۔ جن کا یہ مفہوم تھا کہ بیٹا باپ
سے کمتر ہے۔ لیکن رُوم کے بشپ ڈایونی سیس (Dionysius) نے
فوراً اُس کی گرفت کی۔ تب اُس نے اپنے الفاظ واپس لئے۔ اگرچہ کئی
کلیسیائی کونسلوں نے منارکین کی تعلیم رد کردی۔ تو بھی یہ بدعتی فرقہ
مشرق و مغرب دونوں اطراف میں زندہ رہا۔ ۲۲۱ء میں پوپ
یوجینیس چہارم نے سبیلیس کی تعلیم پر لعنت دی۔ اس لئے کہ اُس
نے اقانیم کو مخلوط کردیا تھا۔



## بدعتوں کا اثر کلیسیا پر کیا ہُوا؟

اگرچہ ناسٹک۔ مونٹانسٹ اور منارکیان بدعتوں کا اثر کلیسیا پر بُرا
پڑا تاہم کلیسیا کے واسطے اُن سے فائدہ بھی ہُوا۔ کلیسیائی بزرگوں
نے مسیحی عقیدہ کو صاف صاف بیان کردیا۔ اور نہایت جد و جہد سے
اس امر کا اظہار کیا کہ کون کون سا عقیدہ کلیسیا کو ماننا چاہیئے۔ اور
کونسا رد کرنا چاہیئے۔ اِن کوششوں اور اِس کش مکش کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ
کلام الٰہی کی قانونی اور مستند کتابوں کا کینن (Canon) مرتب کیا
گیا کہ کون کونسی کتاب الہامی قابلِ قبولیت اور لائقِ عزت ہے۔ اُن
کو دیگر تحریرات سے جُدا کیا۔ ۳۹۳ء ہپو (Hippo) کی کونسل میں
قطعی فیصلہ ہوگیا۔ کہ کون کونسی کتاب الہامی ہے۔ اور کونسی غیر الہامی
اِس طرح کئی اپاکرافل (Apocryphal) کُتب جن کو بدعتی مستند
سمجھتے تھے رد کی گئیں۔

جب الہامی کُتب ترتیب دی جارہی تھیں۔ تو اُس وقت مسائل
و عقائدِ دین کا کام بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ مقامی کلیسیاؤں نے اپنے
اپنے استعمال کے لئے مسائل و عقائد مرتب کرلئے۔ جن کو عقیدہ
(Creed) کہا جاتا تھا۔ یہ عقیدے ایک دُوسرے سے بُہت کچھ
مُطابقت رکھتے تھے۔ آخرکار ۳۲۵ء نیسیہ (Nicea) کی کونسل میں ان
مقامی کلیسیاؤں کے عقائد جمع کرکے اُن سے صحیح عقیدہ مرتب کیا گیا جو
نائسنس عقیدہ کہلاتا ہے۔ اور یہی بپتسمہ پانے والوں کی بنیادی تعلیم تھی۔

اِن بدعتی تعلیموں کا ایک اور مُفید نتیجہ برآمد ہُوا یعنی بشپی سلسلہ ہر
جگہ مضبوطی سے قائم کیا گیا۔ کیونکہ بشپ اُن تعلیموں اور روایتوں کے

محفوظ سمجھے جاتے تھے۔ جو رسولوں کے وقت سے چلی آتی تھیں۔ یہ تو سچ ہے کہ بعض بشپ حق تعلیم سے منحرف ہو گئے۔ لیکن ایسے سب بدعتیوں کے زمرے میں شمار کئے گئے۔ ابتدائی کلیسیا نے اس بات کو محسوس کیا کہ رسولی اشخاص کا ایک خاص عہدہ ہونا چاہیئے۔ جو ابتدائی تعلیم کا نگران ہو اور بدعتی تعلیم کو رد کرے۔ یُوں بشپی سلسلہ کلیسیا میں عام ہو گیا۔

بدعتیوں نے تعلیم کے متعلق سیحیوں پر کئی الزام لگائے لیکن مُصنفین اور حامیانِ دین نے نہایت عقلمندی سے اُن سب کا جواب دندان شکن دیا۔ اور صحیح تعلیم کو صاف صاف بیان کیا۔ ایسی تحریرات اس موقعہ پر بدعتیوں کو جواب دینے اور اُن پر حملہ کرنے میں خوب کام آئیں۔ بالآخر بدعتوں کو رد کرنے اور حق تعلیم کو بخوبی قائم کرنے کے لئے کونسلیں یا بنڈ مقرر ہوئیں۔ یہ کونسلیں کلیسیا کی زندگی کے واسطے نہایت ضروری تھیں۔ جن کا مختلف جگہوں پر انعقاد ہوتا۔ جہاں پر مُصنفین اور دیگر چیدہ چیدہ اشخاص جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے تھے۔ اُن کے فیصلہ جات کینن کی صُورت میں شائع ہُوا کرتے تھے۔ یہ کونسلیں اگرچہ بدعتوں کے خلاف ہُوئیں۔ مگر اُن کا کام صرف اسی قدر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اور بھی مُفید کام ہُوا کرتے تھے جن سے کلیسیا کی خرابیاں دُور کر کے اصلاح ہُوا کرتی تھی۔

بدعتیوں کی تعلیم شیطانی تھی۔ جو کلیسیا کو کمزور کرنے والی ہوتی تھی۔ لیکن الٰہی حُسنِ انتظام سے جو باتیں کمزور کرنے والی اور نقصان دہ تھیں۔ وُہی کلیسیا کی مضبُوطی اور توانائی کا باعث ہو گئیں۔

---



# بارھواں باب

## کلیسیا کے بیرُونی خطرے

### آخری چار ایذا رسانیاں

---

تیسری اور چوتھی صدیوں میں جو تعلق گورنمنٹ اور کلیسیا میں رہا۔ اُس پر ذرا غور کریں۔ اوائل زمانہ میں رُومی گورنمنٹ نے مسیحیت کو دبانے کی از حد کوشش کی۔ لیکن آخر کار مسیحی کلیسیا فتحیاب ہُوئی۔ اور گورنمنٹ نے مسیحیت کو ایک جائز مذہب قرار دیا۔ اور اپنی تمام رعایا کو ضمیر کی آزادی عطا کی۔ کہ اگر کوئی شخص مسیحی ہونا چاہے تو بغیر گورنمنٹ کی روک ٹوک کے ہو سکے۔ لیکن یہ فتحیابی بھاری مُصیبتوں اور ایذا رسانیوں کے بعد حاصل ہُوئی۔ اس زمانہ میں جو چار ایذا رسانیاں واقع ہوئیں۔ وُہ ایسی سخت تھیں کہ اُنہوں نے پہلی ایذا رسانیوں کو بھلا دیا۔ قیصر مارکس اوریلیس (Marcus Aurelius) کے بعد اُس کا نالائق بیٹا کومیوڈس (Commodos) تخت پر بیٹھا۔ یہ شخص بڑا ظالم۔ عیاش اور بد اخلاق تھا۔ اس کے زمانہ میں رُوم کے درمیان بڑی ابتری رہی۔ رشوت ستانی اور ظُلم عام تھا۔ تماشاگاہوں میں لوگوں پر سخت تشدد کر کے بادشاہ تماشے دیکھتا تھا۔ باوجود ایسی بدامنی اور ابتری کے مسیحیت عالموں

اور امراء میں ترقی کرتی گئی۔ عوام الناس میں بھی یہ مذہب عام طور پر پھیلتا گیا۔ شاہی خاندان میں سے بھی بہت مسیح پر ایمان لائے اور شہنشاہ کے بہت سے خویش و اقارب نے مسیحیت کو قبول کیا۔

سنہ [illegible]ء کے درمیان مسیحی دین افریقہ میں بھی قائم ہو گیا۔ کارتھیج (Carthage) میں سٹرنینس (Saturninus) حاکم کے حکم سے چھ مسیحی قتل کیئے گئے۔ اس کے عہد میں اپولونیئس (Apollonius) رُوم کا سینیٹر (Senator) قتل کیا گیا۔ اور بہت سے مسیحی سارڈینیا (Sardinia) سیسہ کی کانوں میں بھیجے گئے۔ لیکن شہنشاہ کی ایک لونڈی مسماۃ مارسیہ (Marcia) کی سفارش پر یہ ایذا رسانی موقوف ہو گئی۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۳ء میں کوموڈس قتل کیا گیا۔ اور پرتی نیکس (Pertinax) اُس کا جانشین ہوا۔ ستاسی دن کی سلطنت کے بعد یہ بھی قتل ہوا۔ اس کا جانشین ڈیڈیس (Didius) بھی اسی طرح قتل کیا گیا۔

(۶) اس کے بعد عنانِ سلطنت سپٹیمس سویرس (Septimus Severus) کے ہاتھ آئی۔ اس نے سنہ ۱۹۳ء سے سنہ ۲۱۱ء تک سلطنت کی۔ یہ شخص نہایت مستقل مزاج اور قوتِ بازو سے کام کرنے والا تھا۔ اُس نے مسیحیوں کو اجازت دی کہ صلح و آشتی اور آرام سے رہیں اور بالکل بغاوت نہ کریں۔ پر مسیحیوں کے خلاف قانون منسوخ نہیں کیئے گئے تھے۔ جس وقت سپٹیمس مشرق میں پارتھیوں سے جنگ میں مشغول تھا تو یہودیوں نے بغاوت کی۔ اس پر قیصر ہیڈریان کا قانون پھر جاری



کیا گیا۔ جس سے ختنہ اور مسیحی ہونا بند کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ مسیحیوں کی ایذا رسانی شروع ہو گئی۔ جس کا زور خاص کر کے مصر اور افریقہ میں ہوا۔ اسکندریہ کا دارالعلوم کاٹی کیٹکل سکول (Catechetical School) برباد کیا گیا۔ بشپ کلیمنٹ کو بھاگ جانے پر مجبور کیا گیا۔ اور پھر وہ مصر میں واپس نہ آیا۔

اوریجن کا باپ لیونیڈس (Leonidas) شہید ہوا۔ اور پوٹامیئنہ (Pota Miaana) غلام کو اُس کی والدہ مارسیلہ (Marcella) سمیت نہ صرف بہت دُکھ اور تکلیف دی۔ بلکہ اُنہیں سخت ایذا دہی کے بعد اُبلتے پانی میں ڈال دیا گیا۔ ایک مسیحی جوان مشہور شہید عورت پرپٹوا (Perpetua) قیدی گئی۔ اُسے سخت دُکھ پہنچائے گئے۔ تماشا گاہ میں جنگلی گائے کے سینگوں سے باندھ کر اِدھر اُدھر گھسیٹی گئی۔ فلیسیٹس (Felicitas) ایک غلام مسیحی لڑکی تھی۔ اُس کے ساتھ بھی بہت بُرا سلوک کیا گیا۔ اور اُسے کہا گیا۔ کہ اگر وہ مسیح کا انکار کرے تو چھوڑ دی جائیگی۔ مگر اُس بہادر جوانمرد لڑکی نے انکار نہ کیا۔ اور آخر قتل کی گئی۔ اُس وقت بہت شہید ہوئے۔ بعض کمزور ایمان والوں نے یا تو انکار کیا یا حاکموں کو رشوت دے کر رہائی حاصل کی۔ اُس وقت ترتلیان بزرگ نے مسیحیوں کے واسطے ایک معذرت نامہ لکھا۔

قیصر سپٹیمس سویرس (Septimus Severus) سنہ ۲۱۱ء میں فوت ہو گیا۔ اُس کے فوت ہونے پر اُس کے لڑکوں میں تخت کے واسطے خانہ جنگی ہوتی رہی۔ چند ایک کے قتل ہونے کے بعد کاراکلا (Carcalla) تخت کا مالک ہوا۔ اُس نے سنہ ۲۱۱ء سے سنہ ۲۱۷ء تک

سلطنت کی۔ اُس کے زمانہ میں بہت سے رُومی شُرفاء قتل کیئے گئے۔ لیکن مسیحی کسی قدر امن میں رہے۔ کوئی خاص سختی اُن پر نہیں کی گئی۔ مسیحیوں کے امن وامان کی یہی صورت ہیلیوگیبلس (Heliogabalus) کے عہد میں بھی رہی۔ جس نے ۲۱۸ء سے ۲۲۲ء تک سلطنت کی اُس کی ملکہ سویرینہ (Severina) (رُوم میں) پہلی ملکہ تھی۔ جس نے مسیحیوں پر نظرِ شفقت رکھی۔

الگزنڈر سویرس (Alexander Severus) جو چودہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اور ۲۲۲ء سے ۲۳۵ء تک حکمران رہا۔ اُس کے عہد میں بھی مسیحی امن میں رہے۔ یہ اپنی والدہ جولیہ میمیہ (Jolia Mamea) کا بہت پاس کرتا اور اُس کی بات مانتا تھا۔ یہ عورت مسیحی دین سے بہت دلچسپی رکھتی تھی۔ اُس نے انطاکیہ کے شاہی دربار میں اوریجن کو دعوت دی۔ یہ بادشاہ نیک اور کشادہ دِل تھا۔ اُس کے خانگی ملازموں میں سے کئی ایک مسیحی تھے۔ اُس نے ایک وقت خیال کیا کہ مسیح کے نام کا ایک مندر تعمیر کروائے۔ اُس نے اپنے گھر کے مندر میں ابراہیم اور مسیح کے بُت نصب کروائے۔ محل میں داخل ہونے کے دروازہ پر اُس نے انجیل کی یہ آیت کندہ کروا رکھی تھی۔ "جیسا تُم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ ویسا ہی تُم بھی اُن کے ساتھ کرو۔" خصُوصاً شہر رُوم میں اُس نے مسیحیوں کو جائداد پیدا کرنے اور عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دی۔ فارس کی لڑائی میں اُس نے شکست کھائی۔ اور اپنی والدہ کے ساتھ ۲۳۵ء کے غدر میں قتل کیا گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد پچاس سال تک سخت اندھیر مچا اور بڑی بیرحمی سے



ایذا رسانی ہوتی رہی۔

(۷) میکسیمن دی گوتھ (Maximin the Goth)۔ یہ شخص الگزنڈر سویرس کا قاتل تھا۔ جو ۲۳۵ء سے ۲۳۸ء تک رُوم کے تخت کا مالک رہا۔ اُس کو مذہب سے کسی قسم کا تعلّق یا مس نہ تھا۔ چونکہ سویرس کے ساتھ اُس کو سخت دُشمنی تھی۔ اس لیئے بمصداق "زور نہ بر ضعیف میرید" اُس کا بدلہ مسیحیوں سے لینے لگا۔ کپدوقیہ اور پنطس میں بہت مسیحی ستائے گئے۔ اُس کا خیال تھا کہ اگر پادری اور بشپ تباہ کر دیئے جائیں۔ جو مسیحیوں کے نگہبان اور اُستاد ہیں تو مسیحی کلیسیا خود بخود برباد ہو جائیگی۔ اس لئے اُس نے خادمانِ دین پر اپنا ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ اُس کے اس طرح کرنے سے عوام نے بھی مسیحیوں کو دُکھ دینا شروع کیا۔ اس طرح اُس کے زمانہ میں مسیحی ہر طرح کے ظلم و جبر کا نشانہ بنے۔

۲۳۸ء میں میکسیمن اپنے ہی سپاہیوں سے قتل کیا گیا۔ اور تب نہایت ہی بے قراری۔ گھبراہٹ اور بدنظمی کا زمانہ شروع ہوا۔ ۲۳۸ء میں رُوم میں چند ماہ کے عرصہ میں چھ شہنشاہ تخت نشین ہوئے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے وحشیانہ موت کا شکار ہوئے۔ اس سیاسی بدنظمی کی وجہ سے مسیحیوں کے لیئے یہ عرصہ آرام دہ ثابت ہوا۔

۲۴۴ء سے ۲۴۹ء تک عرب بین فلپ (Philip) تخت پر بیٹھا۔ اس نے مسیحیوں کی کُھلم کُھلا رعایت و پاسداری کی۔ بہت سے اُمراء نے مسیحی دین اختیار کیا۔ مگر کلیسیا کے حق میں اس کا نتیجہ بہت بُرا ہُوا۔ اس حال کو دیکھ کر اوریجن بزرگ نے پیش بینی سے کہہ دیا۔ کہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ کلیسیا دُکھوں اور تکالیف کے ذریعہ پاک

صاف ہو گئی۔ چنانچہ بہت وقت نہ گزرا کہ شہنشاہ ڈیشیس (Decius) کے وقت میں کلیسیا کی صفائی شروع ہوئی ٭

(۸) ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تک قیصر ڈیشیس (Decius) تخت پر رہا اور فوج کی طرف سے شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اُس نے فوراً رُوم پر چڑھائی کی۔ اور فلپ کو شکست دے دی۔ تخت نشین ہو کر فوراً مسیحیوں پر ظلم و ستم شروع کیا۔ جو سختی اور مصیبت دُکھ اور ایذا رسانی اُس کے عہد میں کلیسیا پر ہُوئی۔ وہ اپنی نوع میں سب سے بڑھ کر تھی۔ تاکہ مسیحیوں کو سلطنت رُوم سے نیست و نابُود کر دیا جائے۔ حکام وقت کی طرف سے ارادتاً مسیحیوں پر ظلم کئے جاتے تھے۔ اس ظلم و جبر کا آغاز خدام دین اور بشپوں سے ہُوا۔ اور رفتہ رفتہ کُل درجہ کے مسیحیوں پر روا رکھا گیا۔ یہ ایذا رسانی دیرپا اور سب سے سخت تھی۔ ۲۴۸ء میں رُومی سلطنت کی ہزارویں سالگرہ تھی۔ اور اُس وقت رُومیوں کے اخلاق بہت بد ہو گئے تھے۔ ڈیشیس کی خواہش تھی۔ کہ کسی طرح رُومیوں کی اصلاح کرے۔ اس کا خیال تھا کہ پُرانے رُومی مذہب کو اگر بحال کر دیا جائے۔ تو ضرور رُومیوں کے اخلاق میں تبدیلی آئے گی ٭

اس خیال کی بنیاد پر اُس نے سوچا کہ مسیحی مذہب اُس دیوتا کا مذہب ہے۔ جو رُومی سلطنت کی ترقی کا مخالف ہے۔ سو اُس نے مسیحی مذہب کے مٹا دینے کی کوشش بلیغ کی۔ اس کے علاوہ وہ مسیحی مذہب کی ترقی دیکھ کر حسد کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر رُوم میں کوئی دُوسرا قیصر میرا رقیب ہو تو ایک مسیحی



بشپ کی نسبت میں اُس کو زیادہ پسند کرونگا۔ ۲۵۰ء میں اُس نے ایک شاہی فرمان جاری کیا۔ کہ تمام مسیحی شاہی مذہب اختیار کریں۔ بس یہ فرمان نکلا اور گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ خاص کر خدام دین اور بشپوں کی۔ وہ پہلا قانون بالائے طاق رکھا گیا یعنی مسیحیوں کے مقدمات میں جب تک معتبر اشخاص کی شہادت نہ ہو سزا نہ دی جائے۔ پس جھوٹے مقدمات مسیحیوں کے خلاف کھڑے کئے گئے۔ جیسا عوام الناس نے کہہ دیا اُسی کے مطابق سزائیں ملنے لگ گئیں۔ اُن کو سخت سزا اور قتل کے خوف سُنائے گئے۔ جو دیوتاؤں کی قربانی نہ چڑھاتے بلکہ جو ایمان پر قائم رہتے وہ یا تو قید کئے جاتے یا موت کی سزا پاتے۔ یہ ایذا رسانی سب جگہ سخت تھی۔ خصوصاً مصر اور کارتھیج میں جہاں ایذا کے خوف سے ہزاروں نے مسیح کا انکار کیا۔ ایسے مُنکروں کو کلیسیا کی طرف سے ذیل کے نام دیئے گئے :-

الف۔ لیپسی (Lapsi) یہ اُن لوگوں کو نام دیا گیا۔ جو عام طور پر مسیح کے مُنکر ہُوئے ٭

ب۔ سقریفی کاتی (Sacrificati) جنہوں نے رُومی دیوتاؤں کے آگے قُربانیاں چڑھائیں۔ اُن کو یہ نام دیا گیا ٭

ج۔ توریفی کاتی (Tharificati) یہ وہ تھے۔ جنہوں نے رُومی قُربان گاہوں پر بخور جلائے ٭

د۔ لیبلاٹیسی (Libellatici) یہ وہ تھے۔ جنہوں نے قُربانیاں تو نہ چڑھائیں۔ مگر رشوتیں دے کر سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا کہ اُنہوں نے ایسا کیا ہے ٭

بعد ازاں کلیسیا کے درمیان اس امر پر سخت مباحثہ ہوا کہ مرتدوں کو کلیسیا میں واپس لیا جائے یا نہیں۔ رُوم میں کئی بشپ پے در پے شہید ہوئے (۱) فی بین (Fabian) ۲۴۹ء میں کرنیلیس (Cornelius) ۲۵۳ء میں۔ لوسیس (Lucius) ۲۵۴ء میں سٹیفنس (Stephanus) ۲۵۹ء میں۔ نیز انطاکیہ کا بشپ بیبیلاس (Babylas) اور اسکندر (Alexander) یروشلیم کا بشپ بہ قید خانہ ہی میں مر گئے۔ اور بزرگ اوریجن سخت جور و جفا کے بعد قید خانہ میں فوت ہو گیا۔ نتیجہ اس ایذا رسانی کا یہ ہُوا۔ کہ مسیحی جا بجا تتر بتر ہو گئے۔ اور رسُولی زمانہ کی مانند وہ جہاں کہیں گئے۔ انجیل کی منادی کی اور کلیسیائیں قائم کیں ٭

ڈیشیس (Decius) قیصر ۲۵۰ء میں گاتھ کی جنگ پر گیا۔ اور ۲۵۱ء میں جنگ ہی میں مارا گیا۔ اس کا جانشین گیلس (Gallus) ہُوا۔ ۲۵۱ء سے ۲۵۳ء تک اُس نے سلطنت کی۔ مسیحیوں پر اُس نے بھی جفا و ستم روا رکھا۔ چونکہ مُلک کے باہر جنگ و جدل تھے۔ اور رُوم میں وبا پھیلی ہی تھی۔ چنانچہ ان سب مُصیبتوں کا باعث مسیحی سمجھے جاتے تھے۔ بشپ کارنیلیس قید میں مر گیا۔ اور اُس کا جانشین لوسیس کچھ عرصہ کے لیئے قید کیا گیا۔ لہذا مسیحی بُری طرح ستائے گئے۔ ۲۵۳ء میں گیلس ایک سپاہی کے ہاتھ سے قتل ہُوا اور اُس کا جانشین ویلرین (Vallerian) ہُوا۔ جس نے ۲۵۳ء سے ۲۶۰ء تک سلطنت کی ٭

(۹) شرُوع میں تو ویلرین (Vallerian) مسیحیوں کا خیر خواہ رہا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مکرینیس (Macrinus) نجومی نے جو اُس کا مصاحب تھا۔ اس کے خیالات کو مسیحیوں کی طرف سے پھیر دیا۔ سو اُس نے بھی



مسیحیوں کو ستانا شرُوع کیا۔ اُس کی طرف سے ۲۵۷ء میں پہلا فرمان یہ جاری ہُوا۔ کہ تمام بشپ اپنے اپنے علاقہ یعنی ڈایوسیس سے نکالے جائیں۔ مسیحیوں کی عام عبادتیں بند کر دی جائیں۔ اور قبرستانوں میں مسیحی نہ گاڑے جائیں۔ چونکہ اس فرمان سے مسیحی دین کو کوئی خاص صدمہ نہ پہنچا۔ لہذا اُس نے دُوسرا فرمان ۲۵۸ء میں جاری کیا کہ تمام وہ بشپ اور خدام دین جو مسیحیت کا انکار نہ کریں۔ قتل کر دیئے جائیں۔ اور دیگر شُرفاء عُلماء اُمراء کی جاگیریں۔ مال و اسباب ضبط کر لیئے جائیں۔ اس فرمان سے عام مسیحی ایذا رسانی سے بچے رہے۔ چونکہ ڈیشیس کی ایذا رسانی کے ذریعہ کلیسیا صاف ہو چکی تھی۔ اِس لیئے اِس ایذا رسانی میں شاذ و نادر کسی نے مسیح کا انکار کیا۔ کارتھج کا بشپ سپرین (Cyprian) اور رُوم کا بشپ سکسٹُس دوم (Sixstus II) شہید ہوئے۔ لورین ٹیئس (Laurentius) رُوم کا ڈیکن زندہ آگ میں جلایا گیا۔ بہُت اور بھی شہادت کا جام نوش کر گئے۔ خاص کر رُوم۔ کارتھج۔ ہسپانیہ اور گال میں۔ یہ ایذا رسانی ساڑھے تین برس رہی۔ اس کا خاتمہ اُس وقت ہُوا جبکہ ویلرین فارس میں پکڑا گیا اور قتل کیا گیا۔ اُس کے بعد چالیس برس تک کلیسیا امن و امان کی حالت میں رہی ٭

۲۶۰ء سے ۲۶۸ء تک قیصر گیلینس (Gallienus) نے سلطنت کی۔ اُس کے بہُت دُشمن تھے۔ اور مسیحی شمار میں بہُت ترقی کر چکے تھے۔ اب وہ سلطنت کے ہر شہر میں بلکہ رُومی فوج میں بھی پائے جاتے تھے۔ گیلینس نے مسیحیوں کو اپنا گرویدہ بنانا چاہا۔ اُس نے ایک فرمان جاری کیا جس کے بموجب مسیحیوں سے نرم سلُوک کیا گیا۔ مسیحی مذہب

جائز قرار دیا گیا۔ ہر ایک شخص کو جو چاہے مسیحی مذہب کے قبول کرنے کی اجازت ہو گئی۔ جلاوطن مسیحی واپس بُلائے گئے۔ قبرستان واپس دیئے گئے۔ اور اُن کو عبادتوں میں اکٹھے ہونے کی اجازت دی گئی۔ تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ جب مسیحی مذہب گورنمنٹ کی طرف سے جائز مذہب قرار دیا گیا۔ سرکاری مُلازمتیں حاصل کرنے کی اجازت ملی۔ اور اُن فرائض سے جو اُن کے مذہب کے خلاف تھے وہ مستثنیٰ کیئے گئے۔

چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی سہُولیت حاصل ہُوئی۔ اس لیئے بہُت سے لوگ مسیحی ہو گئے۔ بشپ صاحبان کو تعظیم اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ تیسری صدی کے نصف میں پچاس ہزار مسیحی شہر رُوم میں بستے تھے۔ جو کہ تخمیناً تمام آبادی کا بارھواں حصّہ تھے۔ بڑے بڑے عالیشان گرجے تعمیر کیئے گئے۔ ظاہری آرائش کے سامان ہر طرف نظر آنے لگے۔ جس کا افسوسناک نتیجہ یہ نکلا کہ رُوحانیت و پاکیزگی عنقا ہونے لگی۔ ریاکاری۔ رشک۔ تفرقہ بہُت زیادہ ہو گئے۔ بشپ آپس ہی میں جھگڑے رگڑے کرنے لگ گئے۔ غلط تعلیم نے دخل پایا۔ بہُت سے پچھے ایمان سے پھر گئے۔ ان حالات کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہُوا کہ کلیسیا کو صاف کرنے کے واسطے ایک اور ایذارسانی کی آگ کی ضرورت تھی۔ سو وہ بھی (۱۰) ڈایوکلیشین (Diocletian) کے عہد میں۔ ۲۸۴ء میں تخت نشین ہُوا اُس نے فوراً تمام حکومت کو دوبارہ ترتیب دینے اور فوجی ضبط کو مستحکم کرنے کی کوشش کی۔

اوّل تو ڈایوکلیشین اکیلا سلطنت کرتا رہا۔ لیکن ۲۸۶ء میں سلطنت کی مضبُوطی کے واسطے مغربی علاقہ پر مکسیمین (Maximian) سرداری



کرنے لگا۔ مشرق میں آپ ڈایوکلیشین حکومت کرتا تھا۔ پھر ۲۹۲ء میں کونسٹنٹیس (Constantius) کو مکسیمین کا نائب مقرر کیا اور اپنا مددگار اُس نے اپنے داماد گلیریس (Glarius) کو مقرر کیا۔ جو بطور قیصر مشرق میں حکمران رہا۔ ڈایوکلیشین اور مکسیمین نے اپنا خطاب اوگسٹس (Augustus) رکھا۔ اور دارالخلافہ بجائے رُوم کے نکومیڈیہ (Nicomedia) مقرر کیا۔

ڈایوکلیشین مذہب کی طرف سے بالکل بے پروا تھا مگر کونسٹنٹیس کھُلم کھُلا مسیحی مذہب کی رعایت کرتا تھا۔ لیکن مکسیمین اور گلیریس مسیحیوں کے سخت مخالف تھے۔ مسیحیوں نے چالیس برس سے ظُلم و ستم سے آرام پایا تھا لیکن پھر ایذارسانی کا دور دورہ شروع ہُوا۔ ۲۹۸ء میں گلیریس نے حکم دیا کہ تمام سول اور ملٹری مُلازم دیوتاؤں کے آگے قُربانی کریں۔ بس یہ حکم کیا تھا مسیحیوں کے واسطے آفت تھا۔ ایذارسانی شروع ہو گئی۔ پھر ۳۰۳ء میں گلیریس نے ڈایوکلیشین پر زور ڈالا کہ مسیحیت کو بالکل بند کر دیا جائے۔ چُنانچہ ۲۴۔ فروری ۳۰۳ء کو حکم نکلا۔ کہ تمام گرجے زمین سے ملا دیئے جائیں۔ تمام الہامی کتابیں اور نماز کی کتابیں جلائی جاویں۔ عام عبادتیں بند کر دی جاویں۔ اور مسیحی مُلکی حقوق سے محرُوم کر دیئے جاویں۔ اس فرمان کے جاری ہونے کے ۱۵ دِن بعد شاہی محل کو دو دفعہ آگ لگ گئی جو مسیحیوں کے ذمّہ لگی۔ سو بہتیرے تلوار کی گھاٹ اُتارے گئے۔ جن میں نیکومیڈیہ (Nicomedia) کا بشپ اینتھینیس (Anthinius) تھا۔ ڈایوکلیشین کی ملکہ اور اُس کی بیٹی دونوں مسیحی تھیں۔ قیصر نے اُن کو مجبُور کیا کہ قُربانی چڑھاویں۔ اس طرح نیکومیڈیہ

کے دُوسرے مسیحیوں کو بھی قُربانی چڑھانے پر مجبُور کیا گیا ؁

اُس نے مکسیمن اَور کونسٹنٹئس کو حُکم دیا۔ کہ شاہی فرمان کو مغرب میں رائج کریں۔ پیرگیہ کے ایک شہر میں بغاوت شرُوع ہو گئی۔ اور جب سپاہ اُس کی سرکوبی کے لئے بھیجی گئی۔ تو ساکنانِ شہر نے گرجہ میں پناہ لی جس کو فوج نے بلا توقف آگ کے حوالہ کیا۔ تمام مسیحی ہلاک ہو گئے۔ آرمینیا میں بھی شورش تھی۔ جہاں مسیحی مذہب نہایت مضبُوطی سے قائم تھا۔ اور اسی طرح سوریہ میں بھی تھا ؁

۳۰۳ء کے مارچ مہینہ میں ایک تیسرا فرمان جاری ہُوا کہ اُن تمام خادمانِ دین کو جنھوں نے قُربانی چڑھانے سے اِنکار کیا ہے۔ سزائیں دی جاویں۔ پھر ۳۰۴ء کے اپریل میں یہی حُکم تمام مسیحیوں کی نسبت دیا گیا لیکن ان فرمانوں کا اثر بہت نہ ہُوا۔ کیونکہ بہت سے مسیحیوں کو بُت پرستوں نے اپنے گھروں میں پناہ دی۔ مشرق میں گلیریس نے مسیحیوں کو بُری طرح ستایا اور اُن کو نکال دیا۔ لیکن مغرب میں کونسٹنٹئس نے اُن کی حمایت کی ؁

اس ایذا رسانی کے عرصہ میں سرکاری حکام نے مسیحی کُتب اور خصُوصاً کُتبِ مقدسہ کی بڑی تلاش کی۔ اور جن مسیحیوں نے وہ کتابیں حوالے کیں۔ وہ ٹریڈی ٹوریز (Traditores) کہلائے۔ اور ایماندار لوگ اُن کو بے ایمان اور منکروں سے بھی بدتر سمجھتے تھے ؁

یکم مئی ۳۰۵ء کو ڈایوکلیشین اور مکسیمن نے عنانِ حکومت چھوڑ دی۔ اس طرح مشرق میں گلیریس مطلق العنان حاکم ہو گیا۔ اُس کا بھتیجا مکسیمن (Maximin) اُس کے نیچے قیصر مقرر ہُوا۔ مغرب میں کونسٹنٹئس حاکمِ مطلق اور سویرس (Severus) قیصر مقرر ہُوا۔ مکسیمن نے فوراً مسیحیوں پر



ظُلم و جبر شرُوع کر دیا۔ خصُوصاً اُن مسیحیوں کو جو سوریہ اور مصر میں تھے۔ تمام مسیحیوں کو حُکم دیا گیا۔ کہ دیوتاؤں کو قُربانی چڑھائیں۔ اور حُکم دیا کہ تمام اشیاء پر جو منڈی میں بکتی ہیں۔ قُربانی کی چیزیں چھڑکی جائیں۔ مسیحی سب جگہ ستائے گئے اور ہر جگہ ان کو بے عزّت کیا گیا ؁

یوسیبیئس مؤرّخ ان تنتالیس۴۳ اشخاص کا جو مُلکِ کنعان میں شہید ہُوئے ذکر کرتا ہے۔ اور مصر میں مسیحیوں کے ساٹھ ساٹھ اور سَو سَو کے گروہ ایک ہی وقت میں جان سے مارے گئے۔ اور بہتیروں کے اعضاء کاٹ دیئے گئے۔ اور مسیحی مستُورات زبردستی سے چکلہ میں حرامکاری کرنے کے لئے بھیجی جاتی تھیں ۳۱۱ء تک گلیریس سختی سے مسیحیوں کو ستاتا رہا۔ مگر آخرکار اُس نے اپنی تمام کوششیں لا حاصل دیکھیں۔ اور وہ ایک سخت بیماری میں گرفتار ہُوا۔ تب اُس نے حُکم جاری کیا۔ کہ مسیحیوں کے ساتھ نرمی کی جائے۔ اور اجازت دی کہ مسیحی اپنے گرجے تعمیر کریں۔ عبادتیں کریں۔ اور سرکار کے واسطے بھی دعائے خیر کریں ؁

ڈایوکلیشین کے عہدِ حکومت میں مسیحیوں پر سخت ظُلم و ستم ہُوا۔ لیکن بالکل ناکام ثابت ہُوا۔ اِس سے چاروناچار مذہبی تحمّل کی حکمتِ عملی رونما ہُوئی۔ گلیریس نے ۳۱۱ء میں تحمّل کی پالیسی شروع کی۔ اور کونسٹنٹائن نے اُسے ۳۱۳ء کے شاہی فرمان میلان (Milan) کے مطابق جاری رکھا ؁

۳۰۶ء میں کونسٹنٹائن (Constantine) اپنے باپ کونسٹنٹئس (Constantius) کی جگہ تخت نشین ہُوا۔ اور اُس نے فوراً مسیحیوں کی حمایت کے لئے شاہی فرمان شائع کیا۔ مشرق میں لیسی نیئس

(Licinius) حاکم مقرر ہُوا۔ سنہ ۳۱۳ء میں دونوں نے مل کر فرمان جاری کیا۔ جس کو ایڈکٹ آف میلان (Ediet of Milan) کہتے ہیں۔ اس سے مسیحیوں کو پوری آزادی مل گئی۔ مسیحیت بُت پرستوں کے مذاہب کے برابر گنی گئی اور مسیحیوں کے گرجے اور اُن کی ضبط شدہ جائدادیں واپس دی گئیں۔ نیز مذہبی اور سرکاری حقوق عطا کئے گئے ۔

اِس ایذا رسانی میں مسیحی بہُت ہی بُری طرح ستائے گئے۔ گلیمن نے حکم دیا کہ جو مسیحی جلائے نہیں گئے۔ اُن کا بایاں پاؤں کاٹ دو۔ یا دہنی آنکھ نِکال دو۔ اور اُن کو کانوں میں کام کرنے کو بھیج دو۔ یہ ڈایوکلیشین کے زمانہ کی آخری ایذا رسانی تھی۔ اس کے بعد ویسا قتل عام نہ ہُوا۔ بلکہ مسیحیوں کے ساتھ رعایت اور نرمی کی گئی۔ اور کلیسیا اور گورنمنٹ کے درمیان ایک نیا رشتہ قائم ہوا۔ اس نرمی اور رعایت سے بُت پرست مذاہب خارج ہونے لگے۔ اور بتدریج مسیحی دین ایک مذہب تسلیم کیا گیا۔ پس شہیدوں کا خُون ضائع نہیں گیا۔ بلکہ مسیحیت کا جہاز گرداب ایذا میں قائم وثابت رہا۔ مگر اَور طرح کے خطرات ابھی وارد ہونے والے تھے جن کا ذکر ہم آئندہ باب میں کریں گے ۔

# تیرھواں باب

## چوتھی صدی میں کلیسیا کی ترقی اور انتظام وطریق عبادت

### (۱) کلیسیا کی ترقی

موجودہ زمانہ میں جو آرام اور سہولت انجیل کے پھیلانے کے



لئے مسیحی کلیسیا کو حاصل ہے پہلی تین صدیوں میں میسر نہ تھی۔ تاہم اُنہوں نے مسیحی ایمان کی اشاعت اور اقوام کو مسیح کے جھنڈے تلے لانے میں عجیب ترقی کی۔ مسیحی جماعت نے ہر مُلک میں شاندار ترقی کی۔ یہاں تک کہ ہر شہر میں مصلوب یسُوع ناصری کے پیرو موجُود تھے۔ عالمگیر رُومی سلطنت کے ہر صُوبہ میں مسیحی موجُود تھے۔ مغرب میں انگلستان یا برطانیہ تک اور مشرق میں فارس کی حدوں تک مسیحی جا پہنچے تھے۔ سریانی مسیحی انطاکیہ سے گزر کر فرات عبُور کر کے مسوپوتامیہ میں اڈیسہ (Edessa) تک پہنچ گئے تھے۔ ٹیٹین (Tarian) نے دریا ٹیگرس (River Tigris) تک منادی کی۔ چنانچہ اُس وقت کی انجیلی ترقی کی نسبت اوریجن بزرگ لِکھتا ہے۔ "کہ ہمارے خُداوند نے ساری دُنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیونکہ ہر مُلک و مِلت کے لوگ اُس پر ایمان لا رہے ہیں"۔ لیکٹنٹیس (Lactantius) لِکھتا ہے "کہ کوئی قوم ایسی غیر مہذب نہیں۔ اور نہ کوئی قوم ایسی دُور ہے جو مسیح کے دُکھوں اور اُس کی شان سے واقف نہ ہو"۔ بزرگ ترتلیان لِکھتا ہے۔ "کہ اگرچہ ہماری پیدائش جمعہ جمعہ آٹھ دن کی ہے۔ مگر ہم نے تمام شہروں۔ رہائشی مکانات منڈیوں۔ چھاؤنیوں۔ ہر فرقہ۔ کونسلوں۔ محلات اور ریاستوں کو بھر دیا ہے"۔ اس کے بعد وہ رُومیوں کو کہتا ہے۔ "کہ تُمہارے تقریباً تمام باشندے اور امصار و دیار مسیحی ہو رہے ہیں۔ ہم نے تُمہارے واسطے صرف تُمہارے مندر چھوڑ دیئے ہیں"۔

ایک مشہور بُت پرست مُصنف پورفیری (Porphyry) بڑے غم و رنج کے ساتھ تحریر کرتا ہے۔ کہ "دیکھو دُنیا کے کونے کونے تک انجیل

پہنچ گئی ہے۔ اور دُنیا کے کناروں تک اُس کی تار گونجتی ہے" ٭

ایمان لانے والوں میں صرف غریب اور عوام ہی نہ تھے۔ بلکہ امیر الامراء معززین علماء اور اراکین سلطنت بھی شامل تھے۔ جنہوں نے مسیح کو قبول کیا۔ ہر ایک مسیحی سوسائٹی میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو اخلاق و عقل میں مشہورِ عالم و صاحبِ لیاقت اور مصنّف بھی تھے۔ ۲۵۸ء میں قیصر ویلرین (Valerian) نے جو حکم جاری کیا وُہ خادمانِ دین کے سوا اعلیٰ لوگوں اور شاہی خاندان سے بھی علاقہ رکھتا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت شُرفاء اور اراکین سلطنت اور شاہی خاندان کے شرکاء نے مسیحی دین کو قبول کر لیا تھا۔ ڈایونیسیس (Dionysius) ساکن اسکندریہ لکھتا ہے کہ قیصر ویلرین کا دربار خُدا پرست لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ نیکومیڈیا (Nicomedia) میں ڈایوکلیشین قیصر کے دربار پر تو یہ بات بالکل صادق آتی تھی کہ وہ گویا مسیحی کلیسیا کا دربار ہے" ٭

ناستک ازم شکست کھا کر کلیسیا سے دُور ہو گیا۔ مونٹن ازم اور یوناٹیرین ازم ردّ کیے گئے۔ اور مسئلہ ثالوث صاف طور پر بیان کیا گیا۔ اور کلیسیا ظاہراً خوشحال اور بلحاظ مسائل پاک نظر آتی تھی۔ لیکن افسوس کہ رُوحانی اور اخلاقی لحاظ سے گری ہُوئی معلوم ہوتی تھی۔ گرینیڈا (Granada) کے قریب ایلویرا (Elvira) کی کونسل میں ڈایوکلیشین کی ایذا رسانی سے پیشتر ۳۰۶ء میں جو قانون پاس ہُوئے۔ وہ مسیحیوں کے عام اخلاق کے بارے میں تھے۔ کلیسیا دُنیا کا لحاظ رکھ کر مسیحی اصُولوں کو کھو رہی تھی ٭



## (۲) کلیسیا کا اِنتظام

نئے عہد نامہ کے زمانہ میں خادمانِ دین کے یہ عہدے تھے۔ الف۔ رسُول۔ ب۔ نبی۔ ج۔ ڈیکن۔ د۔ ایلڈر یا پاسٹر۔ ان کے علاوہ ایک اور عہدے کا آغاز بھی اُسی وقت سے دیکھنے میں آتا ہے۔ جس کا نام اُسقف یا بشپ تھا۔ پہلی صدی کے آخر میں یہ عہدہ ایشیائے کوچک کے درمیان بخُوبی قائم ہو چکا تھا۔ رسُولی عہدہ آخری رسُول کے انتقال پر ختم ہو چکا تھا۔ نبی جو دورہ کرنے والے بغیر تنخواہ اور مستقل رہائش کے انجیلی خدمت کرتے تھے آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ کیونکہ مونٹنسٹ (Montanist) مبشروں نے الہام اور نبوت کے بارے میں عجیب عجیب دعوے کرنے شروع کیے۔ جن میں سے ایک یہ تھا کہ ہم بائبل کے مکاشفہ اور بشپوں کے انتظام اور اختیار سے بالکل آزاد ہیں۔ اور چونکہ بشپوں کے اختیارات اور خادمانِ دین کی قوت بڑھتی گئی۔ اِس لیے نبی کا عہدہ کلیسیا سے بالکل ہی معدوم ہو گیا۔ سو آہستہ آہستہ کلیسیاء میں صرف تین عہدے رہ گئے۔ یعنی ڈیکن۔ پریسبٹر اور بشپ۔ لیکن رفتہ رفتہ اُن میں چند چھوٹے عہدے بھی شامل کیے گئے۔ ریڈر۔ سب ڈیکن۔ سنگر۔ ایکولائیٹز۔ ایکزوسسٹ اور دربان۔ لائق اشخاص کا ہاتھوں کے رکھنے سے ڈیکن۔ پریسبٹر اور بشپ کے عہدوں پر تقرر ہوتا تھا۔ منکرین کلیسیا سے خارج کیے گئے اور بعض جو اپنا کوئی عضو کاٹنے کی وجہ سے داغی ہو گئے۔ وہ تقرر پانے کے حقدار نہیں سمجھے جاتے تھے ٭

ڈیکن۔ یہ عہدے دار پریسبٹر اور بشپ کے مددگار سمجھے جاتے تھے۔ غریبوں میں خیرات بانٹنا۔ بشپ کی اجازت سے بپتسمہ دینا۔

عشائے ربانی میں مدد کرنا۔ عبادت میں دُعاؤں اور کلام کا پڑھنا۔ اور ضرورت کے وقت وعظ بھی کرنا۔ ان کے متعلق کام تھے۔

**پریسبٹر**۔ یہ ڈیکنوں میں سے چُنے جاتے تھے۔ اور بشپ اور دُوسرے خادمانِ دین کے ہاتھ رکھنے سے تقرر پاتے تھے۔ یہ بشپوں کے صلاح کار ہوتے تھے۔ اور جس کلیسیا میں یہ مقرر کئے جاتے تھے اُس کے کُل انتظام کے یہ ذمّہ دار ہوتے تھے۔ سیکرامنٹ ادا کرنا۔ تعلیم دینا اور وعظ کرنا اُن کا کام تھا۔ کسی خاص علاقہ کے خود مختار پاسٹر یا پاسبان ہوتے تھے۔

**بشپ**۔ بشپی عُہدہ رسُولی زمانہ ہی سے پایا جاتا ہے۔ یہ تو بالکل سچ ہے کہ خُداوند مسیح نے اس عُہدے کے لئے کوئی خاص حکم نہیں دیا۔ لیکن یہ بھی تو ثابت نہیں کہ ڈیکن اور پریسبٹروں کے واسطے اُس نے کوئی خاص حکم دیا ہو۔ لیکن بزرگ اگنیشیس ( Ignatius ) کے ایک خط سے بخُوبی ثابت ہے کہ دُوسری صدی کے آغاز میں ایشیائے کوچک اور سوریہ کی کلیسیاؤں کے درمیان بشپی عُہدہ بخُوبی قائم ہو چکا تھا۔ اور آئرینیس اس عہدہ کی بابت یُوں تحریر کرتا ہے۔ کہ کلیسیا میں یہ عہدہ متواتر چلا آیا ہے"۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کلیسیا میں یہ عُہدہ کس طرح جاری ہو گیا؟ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ جب مسیحی دین بہُت بڑھ گیا اور جا بجا پھیل کر کلیسیائیں شمار اور حیثیت میں بہُت بڑھ گئیں تو خادمانِ دین بھی شمار میں بیشمار ہونے لگے۔ سو جب کبھی کسی مسئلہ یا مُشکل کے حل کرنے اور صلاح و مشورہ کے واسطے خادمانِ دین اکٹھے ہوتے تو اُس وقت کسی کو اپنا لیڈر یا پریزیڈنٹ مقرر کرتے۔ ایسے لیڈر کو وہ اپسکوپاس



( Episkopos ) اوورسیر ( Overseer ) یا بشپ کے نام سے ملقّب کرتے تھے"........ شروع میں تو یہ کسی ایک مجلس یا جماعت کے میرِ مجلس ہُوا کرتے تھے۔ مگر کسی علاقہ کے بشپ نہ ہوتے تھے۔ لیکن جب نئی کلیسیائیں دیگر شہروں اور اضلاع میں پیدا ہو گئیں۔ تو رفتہ رفتہ ان اوورسیروں یا بشپوں کی طاقت بڑھتی گئی اور علاقہ وسیع ہوتا گیا۔ یُوں مختلف ڈایوسیس ( Dioceses ) بن گئے۔ اپنے شہر کے متعلق کل ڈایوسیس کا بشپ میرِ مجلس ہوتا تھا۔ جس کے ماتحت پریسبٹر اور ڈیکن ہوتے تھے۔ پھر جب بدعتیوں نے ایمان داروں کو اُن کے ایمان کے بارے میں ستانا شرُوع کیا اُس وقت کسی نہ کسی عالم ایماندار لیڈر کی ضرورت محسُوس ہُوئی۔ جو جھُوٹی سچّی تعلیم کے بارے میں فیصلہ کر کے فتوے دے سکے۔ کہ فُلاں تعلیم رسُولی تعلیم کے موافق ہے یا نہیں۔ پھر ایذا رسانی کے ایام میں بھی مضبُوط اور ثابت قدم ایماندار لیڈروں کی ضرورت ہوتی تھی۔ جو دُوسرے کے واسطے اُن آزمائشوں میں نمونہ ہوں۔ ایسے منتخب شُدہ بزُرگ پریسبٹروں کے پریزیڈنٹ یا بشپ مقامی کلیسیا کے سر سمجھے جاتے تھے۔ اگرچہ نئے عہد نامہ میں ڈیڈیکی ( Didache ) اور کلیمنٹ اور ہرماس کی تحریروں سے پریسبٹر اور بشپ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ بلکہ بعض اوقات ایک دُوسرے کی جگہ مستعمل ہُوئے ہیں۔ لیکن بزُرگ اگنیشیس اپنے خط میں ان دونوں عُہدوں میں صاف فرق بتلاتا ہے۔ اور ستر برس بعد ایرینیس بشپی عُہدہ کو کلیسیا کا پُرانا عُہدہ بتلاتا ہے۔ یُونہی کارتھیج کا سپرین ( Cyprian ) نیز مپسویسٹیا کا تھیوڈور ( Theodore of Mopsuestia ) اور جیروم بزُرگ بھی اس امر کی

شہادت دیتے ہیں۔

بشپ خادمانِ دین کا تقرر پرسبٹروں کی مدد سے کرتے تھے بپتسمہ یافتہ اشخاص کو سر پر ہاتھوں کے رکھنے سے مستقیم کیا کرتے تھے۔ نالائقوں کو کلیسیا سے خارج کرتے۔ تائبوں کو کلیسیا میں شامل کرتے تھے۔ اور اپنے ڈائوسیس کی تمام کلیسیا کی نگہبانی کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ مختلف ڈائوسیس مل کر ایک پروونس (Province) یا حلقہ کی صورت میں بن گئے۔ یوں ایک حلقہ کے بشپ اکٹھے ہو کر ایک کونسل کرنے کو جمع ہوا کرتے تھے۔ ایسی کونسل کے اکٹھا کرنے والا بشپ میٹروپولیٹن (Metropolitan) کہلاتا تھا۔ اور مختلف حلقوں کے میٹروپولیٹین گاہے گاہے آرچ بشپ یا پیٹریارک کے ہاں صلاح و مشورہ کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ پیٹریارک عموماً اُس کلیسیا کا بشپ ہوا کرتا تھا جس کو کسی نہ کسی رسول نے قائم کیا ہو۔ یا رسول سے اُس کلیسیا کا گہرا تعلق رہا ہو۔ مثلاً انطاکیہ یا روم کی کلیسیا کا بشپ یا ایسی کلیسیا کا بشپ جو سرکردہ مانی گئی ہو۔ جیسے قسطنطنیہ کی کلیسیا۔

## کلیسیا کی خدمات کے چھوٹے عہدے

**ریڈر** (Reader) ان کے متعلق یہ کام ہوتا تھا۔ کہ کلام اللہ جو جماعت میں پڑھا جاتا تھا اُس کی حفاظت کریں۔ اور عبادت کے وقت اُس کو پڑھا کریں۔

**سب ڈیکن**۔ (Sub-Deacon) یہ ڈیکنوں کے مددگار اور گرجے کے مال و اسباب کے محافظ ہوتے تھے۔



**سنگرس** (Singers) یا گویئے۔ یہ عبادت کے وقت گاتے اور حمد و تمجید میں رہنمائی کرتے تھے۔

**ایکولیٹس** (Acolytes) یہ بشپوں کے مُلازم تھے۔ جو پاک عشاء کے وقت مدد کیا کرتے اور لیمپ بتی کا انتظام کرتے تھے۔

**ایکس اورسسٹ**۔ (Exorcists) یہ آسیب زدوں کے واسطے دُعائیں کیا کرتے تھے۔

**ڈور کیپر**۔ (Door-Keepers) عبادتگاہوں کے چوکیدار تھے۔

(۳) **عبادت**۔ رسُولوں کے زمانہ میں مسیحی عبادت کے واسطے مختلف گھروں میں جمع ہُوا کرتے تھے[له]۔ کیونکہ اُس وقت عبادتخانے مسیحیوں کے نہ تھے۔ بُت پرست اکثر اس حالت کو دیکھ کر مسیحیوں پر تمسخر اُڑایا کرتے تھے۔ کہ مسیحیوں کا نہ کوئی مندر ہے نہ قربان گاہ۔ مسیحی عُلماء اس کا اکثر یہ جواب دیا کرتے تھے۔ کہ خُدا ہاتھ کی بنائی ہوئی ہیکلوں میں نہیں رہتا۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ لیکن تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دُوسری صدی کے آخر میں مسیحیوں کی عبادت گاہیں یعنی گرجے ہر بڑے شہر میں تعمیر ہو گئے تھے۔ قیصر سویرس (Severus) نے گرجا کی تعمیر کے واسطے خود ایک جگہ عنایت کی تھی۔ اگرچہ شہر کے لوگوں نے اُس کی مخالفت کی۔ اور قیصر ڈایوکلیشین (Diocletian) کے عہد میں ہر ایک بڑے شہر میں عالیشان اور خوبصورت گرجے تعمیر ہو گئے تھے۔ اور نیکومیڈیا میں جہاں ڈایوکلیشین خود رہتا تھا اُس جگہ کے گرجے کا مینار شاہی محل سے بلند تھا۔

دُوسری صدی میں عام عبادتیں دو حصّوں میں منقسم تھیں۔ پہلے حصّہ میں کلام پڑھنا۔ وعظ دُعائیں۔ مزامیر اور گیتوں کا گانا شامل تھا۔

[له] اعمال ۱: ۱۳۔ ۲: ۴۲۔ ۲۰: ۷۔

جس میں ہر ایک شامل ہو سکتا تھا۔ دُوسرے حصّہ میں پاک عشاء کی رسم عمل میں آتی تھی۔ جس میں صرف بپتسمہ یافتہ شامل ہوتے تھے۔ اور غیر مذاہب کے لوگ متلاشی۔ نیز جو زیر عتاب ہوتے تھے اُن سب کو باہر جانے کی ہدایت ہوتی تھی۔

شروع زمانہ میں عشائے ربّانی عموماً شام کو پریم بھوجن (Agape) کے بعد عمل میں آتی تھی۔ جس میں کُل مسیحی اکٹھے بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔ چونکہ ایسی ضیافت میں کسی قدر بے ترتیبیاں پیدا ہونے لگیں جن کی بابت پولوس رسول[1] اور حضرت یہود اپنے خطوں میں اشارہ کرتے ہیں۔ چونکہ رفتہ رفتہ پریم بھوجن صرف غریبوں کے واسطے مخصوص ہوگیا اس لئے بند ہوگیا۔ چونکہ ٹراجن (Trajan) قیصر نے کلیسیا کے مجمعوں کو خلافِ قانون قرار دیا تو اس کے ساتھ لوگوں کا خیال ہوگیا کہ عشاء سے پیشتر روزہ رکھنا چاہیئے۔ اس لئے بجائے شام کے یہ رسم علی الصبح عمل میں آنے لگی جسٹن شہید اس عبادت کے عمل میں لانے کے طریقہ کا بیان کرتا ہے۔

(۴) پاسکل مباحثہ۔ اس مباحثے کی غرض یہ تھی کہ ایسٹر کی عید کب اور کس دن منائی جائے۔ نیز اس بات کا فیصلہ بھی کریں۔ کہ آیا مسیحی یہودیوں کی عیدیں۔ مُقدّس تہوار۔ اور مُوسوی شریعت ماننے پر مجبُور ہیں یا آزاد ہیں۔ اگر ایسٹر کا دن خاص مقرر ہو جائے تو گویا اس بات کا پُورا فیصلہ سمجھا جائیگا۔ کہ یہودیت سے مسیحیت کا تعلق بالکل ٹُوٹ گیا۔ بعض مشرقی مسیحی یہ خیال کرتے تھے کہ ایسٹر کا یہودی عید فسح ہی سے تعلق ہے جس کی یادگار ماہ نیسان (Nisan) کی چودہ تاریخ کو ہوتی تھی یہ تاریخ خواہ اتوار کو ہو یا کسی دن ہو۔ تمام مغربی کلیسیا اور کچھ حصّہ مشرقی کلیسیا کا

[1] ۱۔ کرنتھی ۱۱: ۲۰۔ ۱۸۔ یہودا ۱۲ آیت۔



خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کا دن ماہ نیسان کی چودھویں تاریخ کے بعد کا پہلا اتوار مناتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ بعض کلیسیائیں تو روزہ سے ہیں اور بعض ضیافتیں اُڑا رہی ہیں۔ جو لوگ نیسان کی چودہ کو ایسٹر مناتے تھے۔ اُن کو کوارٹوڈیسیمنس (Quartodecimans) کہتے تھے۔ رُومی بشپوں نے مغربی دستُور اختیار کیا۔ اور ۱۹۰ء میں رُوم کے بشپ وکٹر (Victor) نے بڑی کوشش کی کہ تمام کلیسیائیں اُس کو تسلیم کریں۔ لیکن جب کوارٹوڈیسیمنس نے انکار کیا۔ تو اُس نے اُن کو خارج کردیا۔ اور یہ جُرم یہ لگایا کہ یہ تمام کلیسیا کو یہودیت کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ آیرینیس نے اس کو لکھا۔ کہ مناسب ہے کہ ہر ایک کلیسیا اپنے کاروبار اور انتظام میں آزاد ہو۔ بشرطیکہ کوئی جھُوٹی تعلیم یا بدعت داخل نہ ہووے۔

چوتھی صدی تک یہ معاملہ یُونہی چلتا رہا۔ اور کوئی قطعی فیصلہ نہ ہُوا آخرکار کونسل نائسیہ نے مغربی دستُور کے حق میں فیصلہ دیا۔ یُوں کلیسیا یہودیت اور یہودی ریت و رسم سے بالکل آزاد ہوگئی۔

# چودھواں باب

## کونسٹنٹائن اعظم۔ مسیحیت شاہی مذہب

کونسٹنٹائن اپنے باپ کونسٹنٹیس کی وفات کے بعد ۳۰۶ء میں مغرب کا شہنشاہ مقرر ہُوا۔ مثل اپنے باپ کے یہ بھی مسیحیوں پر مہربان رہا۔

۳۱۲ء میں اُس نے میک سینٹیس ( Maxentius ) کے خلاف فوج کشی کی۔ حالت نازک ہونے کی وجہ سے اُس نے غیبی امداد کی خواہش کی۔ اور اپنے باپ کے دیوتا سے مدد کا ملتجی ہُوا۔ شانِ خُدا اُسی رات کو اُس نے مسیح خُداوند کو خواب میں دیکھا۔ جس نے اُسے حُکم دیا کہ صلیبی جھنڈا استعمال کیا جائے۔ اس خواب سے وُہ ایسا متاثر ہُوا کہ اُس نے حُکم دیا کہ فوج کے آگے عقاب کے جھنڈے کے بدلے صلیبی جھنڈا رواں ہُوا کرے۔ چُنانچہ اُس کو میلوین برج ( Milvien Bridge ) میں میک سینٹیس پر کامل فتح حاصل ہُوئی۔ اگرچہ اُس نے اُس وقت رُومی شاہی مذہب تو ترک نہ کیا۔ اور بظاہر مسیحی نہ ہُوا۔ لیکن خواب و رویت کی تاثیر اُس فتح کے سبب تمام زندگی بھر اُس پر رہی ۔

اُس فتح کا نتیجہ یہ ہُوا کہ وُہ تمام مغربی علاقہ کا خود مختار شہنشاہ ہوگیا۔ دُوسرے سال اُس نے مشرق کے حاکم لائیسینس ( Licinius ) سے مشورہ کرکے فرمان جاری کیا۔ کہ تمام رعایا کو ضمیر کی آزادی ہے۔ اس فرمان سے مسیحی مذہب دیگر مذہبوں کے برابر آزاد سمجھا گیا ۔

میلان کے ایڈکٹ یعنی حُکم نامہ نے مسیحی مذہب کو شاہی مذہب قرار تو نہ دیا۔ لیکن اس کو یہودی اور بُت پرست مذاہب کے ہم پلّہ ٹھہرایا۔ اس حُکم نامہ نے مسیحیوں کو اُن کی عبادت گاہیں اور جائدادیں جو اُن سے چھین لی گئی تھیں اُن کو دوبارہ عطا کر دیں۔ اور اُن کے جان و مال کی حفاظت کا شاہی بیڑا اُٹھایا۔ کُچھ عرصہ بعد مشرق کا حاکم لائیسینس بُت پرستوں کا مددگار ہوگیا۔ اُس نے تمام مسیحی فوجی افسروں کو برطرف کر دیا۔ اور بعض میں گرجے مسمار کر دیئے اور کئی بشپ قتل کر دیئے گئے ۔



اِدھر کونسٹنٹائن پہلے سے بھی زیادہ مسیحیوں کا معاون بن گیا۔ ۳۲۳ء میں لائیسینس سے کونسٹنٹائن کی جنگ ہوئی۔ جس میں لائیسینس نے شکست فاش کھائی۔ یُوں کونسٹنٹائن مشرق و مغرب کا اکیلا شہنشاہ ہوگیا ۔

۳۱۲ء کی جنگ کی فتح کے بعد کونسٹنٹائن کا خطاب پونٹی فیکس میکسی مس ( Pontifex Maximus ) رکھا گیا جس کی رُو سے اُس کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ تمام مذہبی معاملات میں اُس کو کُلی اختیار ہے۔ اُس کے تمغوں پر دیوتاؤں کی تصویریں بھی تھیں۔ مگر یہ دیوتاؤں کو قُربانی نہیں چڑھاتا تھا۔ اُس کی بھاری خواہش تھی کہ مُملکت کو مُتحد کر کے یکجا کر دیوے۔ اور اس کی اُمید تھی کہ وُہ یہ کام مسیحیوں کو دُوسروں پر ترجیح دینے سے کر سکیگا۔ اس لئے اُس کے قوانین میں مسیحیت کا اثر بہُت پایا جاتا تھا۔ مثلاً کسی مُجرم پر موت کا فتویٰ اُس وقت تک نہیں دیا جاتا تھا جب تک کہ گواہوں کی گواہی یکساں نہ ہو۔ قرضداروں کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ غلاموں کا مصلُوب ہونا بند کیا گیا۔ مُجرد و لاولد اشخاص پر سے ٹیکس ہٹا دیئے گئے۔ ۳۱۶ء میں تمام مسیحی غلام آزاد کیئے گئے۔ اُس نے حکم جاری کیا کہ یتیم۔ بیکس۔ لاوارث بچّوں کی پرورش سرکاری خزانہ سے کی جائے۔ اُس نے عام تماشے ممنُوع قرار دئے ۔

مسیحی کلیسیا کی بابت اُس کی پالیسی اور خیالات یہ تھے کہ مسیحی عزّت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ اور ہر طرح اُن کی رعایت کی۔ مسیحی مذہب قانونی طور پر جائز مذہب قرار دیا گیا۔ خادمانِ دین کے حقُوق زیادہ کیئے گئے۔ تمام سرکاری ٹیکس اُن پر سے ہٹائے گئے۔ پوجاریوں کے تمام حقُوق اُن کو دیئے گئے۔ اور اُن کی زمینوں کے ٹیکس مُعاف کیئے گئے۔ اور

کلیسیا کو عطیات کے لینے کی اجازت دی گئی۔ عدالتیں قائم کی گئیں۔ جو کہ پادریوں کے زیرِ سایہ تھیں۔ جن کے فتوے شاہی افسر زبردستی تکمیل تک پہنچاتے تھے۔ بہت سے لوگ پادری کا عہدہ حاصل کرنے میں کوشاں ہوئے۔ تاکہ اُن عہدوں اور اعلیٰ منصبوں کو بھی پائیں۔ اتوار کا دن سرکاری طور پر تعطیل کا دن مانا گیا۔ اور تمام کاروبار اُس دن بند کیے گئے۔ فوجوں کے واسطے دُعا کی ترتیب مرتّب کی گئی۔ گرجے تعمیر کیے گئے۔ اور شکستہ عبادتگاہیں مرمّت کی گئیں۔ ان کاموں میں خود شہنشاہ نے بڑی فراخ دلی سے مدد کی۔ بُتوں کا نصب کرنا موقوف کیا گیا۔ اور سرکاری کاروبار میں جو قربانیاں کی جاتی تھیں وُہ بند کر دی گئیں۔ لائیسنس پر فتح پانے کے بعد تمام سرکاری سکّوں پر سے بُتوں کے نشانات و مُورتیں دُور کر دی گئیں۔ اُس نے اپنی نسبت یہ فرمایا۔ کہ "مَیں سچّائی کے پھیلانے کے واسطے خُدا کا ہتھیار ہُوں" جب اُس نے اِس بات کا اعلان کیا کہ مَیں مسیحی ہُوں۔ تو مسیحیوں کی تمام ضبط شدہ جائداد واگزار کی گئیں۔ اور اپنی رعایا کی نسبت اُس نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ مُناسب ہے کہ سب رعایا مسیحی ہو جائے۔ اور تمام معزُول شدہ مسیحیوں کو اُن کے عہدوں پر بحال کیا۔ اور اعلیٰ درجہ کے مسیحیوں کو بڑے بڑے سرکاری عہدے عطا کئے۔ کونسٹنٹائن کی والدہ ہلینا ( Helena ) بھی مسیحی ہو گئی۔ اُس نے ارضِ مُقدّس کا سفر کر کے مُقدّس گلیوں کی زیارت کی۔ اور بیت اللحم۔ یروشلیم اور زیتون کے پہاڑ پر گرجے تعمیر کئے۔

قسطنطنیہ کے بشپ یوسی بی اُس ( Eusebius ) نے کونسٹنٹائن کو بطور اقراریوں کے کلیسیا میں شامل کیا۔ اور آخر اسی بشپ نے موت کے



وقت شہنشاہ کو بپتسمہ دیا۔ جب شہنشاہ نے ۳۲۶ء میں رُوم کے بجائے قسطنطنیہ کو دارالسّلطنت مقرر کیا اور رُوم کو چھوڑ دیا۔ تو رُوم کا شاہی محل لیٹرن ( Lateran ) رُوم کے بشپ کو رہائش کے واسطے دیدیا۔ اور آبنائے بوسفورس ( Bosphorus ) کے کنارے ایک شہر آباد کیا جس کا نام اپنے نام پر کونسٹنٹی نوپل رکھا جو حال میں قسطنطنیہ ہے۔ اس نئے دارالخلافہ کے ہر طرف اُس نے گرجے تعمیر کیے۔ اور یوسیبی اُس کو کہلا بھیجا کہ کلام اللہ کی پچاس نقلیں کروا کر بھیج دیوے۔ کونسٹنٹائن ہمیشہ مسیحی عبادتوں میں حاضر ہوتا اور کلام کا مطالعہ بڑے غور سے کیا کرتا تھا۔ اور خود وعظ لکھ کر اراکینِ سلطنت کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ بشپ صاحبان اکثر اُس کے ہاں مہمان ہُوا کرتے اور اُس کے ساتھی بنے رہتے تھے۔ اُس نے کلیسیا کے بشپوں کی بڑی مدد کی۔ ایک موقعہ پر جبکہ ڈوناٹسٹ ( Donatist ) کے بارے میں بڑا جھگڑا کلیسیا میں برپا ہُوا کہ آیا سیسلین ( Cecilian ) کا تقرر دُرست ہے یا نہیں تو اُس نے ۳۱۴ء میں بشپوں کی ایک کونسل منعقد کی۔ ڈوناٹسٹ نے بشپوں کی رائے سے اتفاق نہ کیا اور کونسٹنٹائن کے پاس اپیل کی۔ پھر شہنشاہ نے فیصلہ بشپوں کی رائے کے مطابق کیا۔ ایک دُوسرے موقعہ پر جبکہ ایرین ( Arian ) بدعت کی وجہ سے کلیسیا میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ ہُوا تو اُس نے ۳۲۵ء میں بمقام نیسیا ( Nicaea ) بشپوں کی کونسل منعقد کی۔ اس کونسل کا خود میرِ مجلس بنا۔ اور اس میں بخوبی حصہ لیا۔

اب تک تو مسیحی اپنے خود ساختہ عقیدہ اور طرزِ عبادت کو عمل میں لاتے تھے۔ لیکن اب وُہ وقت آ گیا تھا کہ اُن کی یہ رُوحانی آزادی شہنشاہ اور اُس کے افسروں کے ہاتھوں معرضِ خطر میں پڑ جائے۔

کونسٹنٹائن نے اپنے بیٹے کرسپس (Crispus) کو بغاوت کی وجہ سے اور اپنے بھتیجے لیسینیس (Licinius) اور اپنی بیگم فوسٹا (Fausta) کو بدچلنی کی وجہ سے قتل کروا دیا تھا۔ اُس کی زندگی میں یہ بدنما دھبہ نظر آتا ہے۔ مگر اس دھبے کو ہمیں موجودہ زمانہ کے اخلاق اور روشنی میں نہ دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس کے زمانہ اور پہلے قیصروں کے وقت یہ عام باتیں تھیں۔ اور دن رات کُشت و خُون ہُوا کرتے تھے۔ ہزاروں بے گُناہ مارے جاتے تھے۔ اُس نے تو جُرم ہی کی وجہ سے اُن کو قتل کیا۔ یہ پہلا مسیحی بادشاہ تھا اور اُس نے ہر طرح سے مسیحی کلیسیا کی مدد کی۔

چونکہ شہنشاہ مسیحیت کا معاون اور مددگار تھا۔ اس لئے ۳۱۳ء سے کلیسیا کا گورنمنٹ سے خاص تعلق اور رشتہ ہو گیا۔ اس سے پیشتر گورنمنٹ مسیحیت کو نفرت کی نظر سے دیکھتی رہی۔ گاہے ایذا رسانی شروع کر دیتی۔ گاہے نظرِ کرم ہوتی۔ لیکن ۳۱۳ء سے نہ صرف مسیحیت جائز قرار دی گئی بلکہ اُس کے ساتھ خاص رعایتیں ہونے لگیں۔ رفتہ رفتہ دیگر بُت پرست مذہب خارج ہونے لگے۔ اور مسیحیت شاہی مذہب قرار دیا گیا۔ کلیسیا اور گورنمنٹ کا گہرا تعلق ہو گیا۔ اگرچہ کلیسیا نے سلطنت کو درست کرنے میں بڑا حصہ لیا۔ مگر کسی قدر اپنی آزادی کو کھو دیا۔ اور کئی باتوں میں حکومت کے زیر ہونا پڑا۔ چونکہ گورنمنٹ نے کلیسیا کو خاص رعائتیں عطا فرمائیں۔ اس لئے وُہ کلیسیا سے پُوری اطاعت کی حق دار سمجھی گئی۔ کلیسیائی قوانین کے ساخت پرداخت میں پُورا دخل پایا۔ جیسے جنرل کونسلوں کا فراہم کرنا۔ ریزولیوشنوں کو پاس کرنا۔ خاص خاص حلقوں میں بشپوں کا مقرر کرنا۔ مذہبی معاملات میں آخری فیصلہ دینا گورنمنٹ نے



اپنے ہاتھ میں رکھا۔ دُنیاوی معاملات کلیسیا میں داخل ہونے شروع ہو گئے اور اس کو زیادہ نقصان پہنچایا۔ بہ نسبت اس کے کہ جب وُہ اس کے مخالف تھے۔ جیروم کی نقطہ سنجی غور طلب ہے۔ "کلیسیا شہزادوں کے ماتحت دولت و طاقت میں زیادہ تھی۔ اور نیکی میں کم۔" چونکہ شہنشاہ سرکاری مذاہب کا سر ہُوا کرتا تھا۔ اور اُس کو پونٹی فیکس میکسی مس (Pontifex Maximus) کا لقب دیا گیا تھا۔ اور جب مسیحی مذہب شاہی مذہب قرار دیا گیا تب وُہ اُس کا بھی سردار گِنا گیا۔ اور تمام مذہبی معاملات میں اُس کی رائے افضل قرار دی گئی۔ کلیسیا کے تمام بیرونی معاملات کونسٹنٹائن نے اپنے ہاتھ میں رکھے۔ مثلاً کونسلوں کا فراہم کرنا۔ میر مجلس ہونا۔ اور مذہبی حلقے قائم کرنا۔ اور ڈایوسیس مقرر کرنا وغیرہ لیکن کلیسیا کے اندرونی معاملات جیسے مذہبی مباحثے۔ طریق عبادت۔ خادمانِ دین کے فرائض وغیرہ بشپوں اور کونسلوں کے سپرد کر دیئے۔

کلیسیا اور سرکار کے تعلق کے پیدا ہونے سے کئی باتیں غور طلب ہیں:

(۱) سرکار نے کلیسیا کی مالی امداد میں بہت سا حصہ لیا۔ ۳۱۳ء میں کونسٹنٹائن نے گرجوں کو وقف شدہ مال و اسباب کے لینے کی اجازت دی جو پہلے ممنوع تھی۔ گورنمنٹ نے پبلک فنڈوں سے بہت سا روپیہ گرجوں کو دیا۔ اور کئی طریقے کلیسیا کی آمدنی کے پیدا کر دیئے۔

(۲) سرکار نے تمام خادمانِ دین کو پبلک خدمات کے فرائض سے مستثنیٰ کر دیا۔ ۳۱۹ء میں شہنشاہ نے خادمانِ دین اور گرجوں کو تمام سرکاری جزیوں سے بری کر دیا۔ اور بُت پرست پوجاریوں کے تمام حقوق

مسیحی خادمانِ دین کو عنایت کئے۔ ان عنایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت نالائق اور کم لیاقت اشخاص تن آسانی کی خاطر پادری بن گئے۔

(۳) بشپوں کو خاص عدالتی حقوق حاصل ہوئے تاکہ بطور جج یا مجسٹریٹ مسیحیوں کے مقدمات فیصل کریں۔ اُن کے فیصلے قانوناً جائز مانے گئے۔ اور اُن کے فیصلوں کی اپیل نہ ہوا کرتی تھی۔

(۴) خادمانِ دین اپنے دینی اعلیٰ افسروں کے تابع رکھے گئے۔ کچہری کی حاضری سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے۔

(۵) مندروں کو جو پناہ گاہ ہونے کا حق حاصل تھا۔ اب وُہ گرجوں کو بخشا گیا۔

(۶) خادمانِ دین کے اختیارات اور رُعب یہاں تک بڑھ گئے۔ کہ دُنیوی حُکّام جو کسی نہ کسی طرح اپنی ناجائز خود مختاری سے کام لیتے تھے اُن کا خوف ماننے لگے۔ اور رفتہ رفتہ بشپ اپنا یہاں تک حق جتانے لگے کہ گورنروں اور مجسٹریٹوں اور دیگر حکام کو مشورہ اور اُن کے کام میں صلاح دینے لگے۔

(۷) اِن وجُوہات کے باعث رُوحانی اور پولیٹکل معاملات عجیب طور پر خلط ملط ہو گئے۔ بعض اَوقات اِس بات کی بھی کوشش کی گئی کہ شاہی دباؤ سے عوام کے ضمیر دبائے جائیں۔

اسی زمانے میں کلیسیا نے اپنے پرووِنس اور ڈایوسیس کے حدُود سرکاری نقشہ جات کے مطابق بنائے۔

الف۔ رُومی سلطنت انتظام کی خاطر تیرہ ڈایوسیس (Dioceses) میں منقسم تھی۔ ہر ڈایوسیس ایک امپیریل حاکم جس کو وِکیریس (Vicarius) کہتے تھے کے زیرِ حکومت تھا۔ کلیسیا نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک ڈایوسیس پر ایک آرچ بشپ یا پیٹریارک مقرر ہُوا۔



ب۔ یہ تیرہ سرکاری ڈایوسیس ۱۱۸ حصّوں (Provinces) میں منقسم تھے جن پر گورنر مقرر تھے۔ کلیسیا نے بھی یہی طریقہ جاری کر لیا ہر ایک پرووِنس پر ایک میٹروپولیٹن (Metropolitan) مقرر کیا گیا جو آرچ بشپ یا پیٹریارک کے ماتحت ہوتا تھا۔

ج۔ پھر یہ ۱۱۸ پرووِنس چھوٹے چھوٹے اضلاع میں تقسیم کئے گئے جن کو پیروکیا (ParoKiAi) کہتے تھے۔ کلیسیا نے ان اضلاع میں بشپ مقرر کیئے۔ بشپ کا ضلع رفتہ رفتہ ڈایوسیس کہلانے لگا۔ مگر یہ آرچ بشپ کے ڈایوسیس سے بالکل مُتفرق تھا۔

اوائل زمانہ میں کسی بشپ کا ڈایوسیس صرف کوئی شہر یا قصبہ ہُوا کرتا تھا۔ لیکن مدت بعد یہی ایک علاقہ یا صوبہ کا بشپ ہو گیا۔ اِس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ کلیسیا نے اپنا انتظام سرکاری انتظام کے مطابق کر لیا۔ کلیسیا نے محسوس کیا کہ مسیحی دین تمام اقوام عالم کے واسطے ہے۔ سو اس کا انتظام بھی عالمگیر ہونا چاہیئے۔ سو اُس نے اپنا انتظام اور طرزِ حکومت ایسا بنا لیا کہ عوام الناس اُس سے متاثر ہو سکیں۔ اگرچہ ظاہراً گورنمنٹ اور کلیسیا کے انتظام میں بہت کچھ مشابہت نظر آتی ہے۔ تاہم اس میں صاف فرق بھی نظر آتا ہے۔ رُومی سلطنت کا مدار قانون اور زور بازو پر رکھا گیا۔ اور اُس کو ایک ہی صُورت پر رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن مسیحی بادشاہت کے انتظام کا دارومدار ایمان کی بنیاد پر قائم تھا۔ جس کا بڑھنا اور پھیلنا اُس کے اصُولوں پر تھا۔ اُس کا یہ کام تھا کہ خُدائی خلقت کو آسمانی

چیزوں کی طرف رجوع کرے۔ اس کی یہ کوشش تھی کہ رُوح کی یگانگت قائم کرے۔ گورنمنٹ تو اپنے کام و انتظام میں ناکام رہی۔ اور اُس کا زور آہستہ آہستہ گھٹتا گیا۔ لیکن کلیسیا بڑھتی اور نشوونما پاتی گئی اور اُس کی تاثیر و طاقت بڑھتی گئی ۔

---

# پندرھواں باب

## تیسری چوتھی صدی کے کلیسیائی جھگڑے و تفرقے

بعض خادمانِ دین اور کلیسیا کے افسروں کے درمیان تیسری صدی میں بعض مسائل کی نسبت جھگڑے پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے مسیحیت کی ترقی میں قدرے رُکاوٹ پیدا ہو گئی۔ بعض ایمان دار جو ایذا رسانی کے ایام میں شہادت کے واسطے تیار تھے۔ وُہ اپنی اپنی رائے اور خیالات کے ایسے کٹر تھے کہ وُہ کسی اَور کی رائے ماننے کو مطلق تیار نہ تھے۔ سو جب کبھی کسی دینی امر کی نسبت تنازعہ ہوتا تو وُہ اپنی رائے پر ایسے جم جاتے کہ باقی تمام آرا کو غلط تصور کرتے تھے۔ بجائے اپنی اصلاح کے وُہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد کھڑی کر دیتے اور الگ فرقہ قائم کر لیتے۔ ایسے تفرقوں سے کلیسیا کو بہت نقصان پہنچا۔ اگرچہ یہ جُداگانہ فرقے چند روز ہی قائم رہتے مگر مسیحیوں میں بڑی کشمکش پیدا ہوئی اور افسرانِ کلیسیا کو سخت دِقت کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے بڑا اختلاف جو اُن ایام میں پیدا ہُوا وُہ مُرتدوں کی نسبت تھا۔ جنہوں نے ایذا کے خوف سے مسیح خُداوند کا انکار کیا تھا۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ



"اُن کو مُعافی دے کر کلیسیا میں شامل کر لینا چاہیئے"۔ بعض کہتے تھے کہ "اُن کو سزا دے کر شامل کرنا چاہیئے"۔ بہتوں کی رائے تھی۔ کہ "ایسوں کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کسی شرط پر بھی اُنہیں کلیسیا میں شامل نہ کرنا چاہیئے"۔ یہ اختلاف یہاں تک بڑھا کہ بشپوں اور پادریوں کے درمیان حسد اور رشک سے تفرقہ کی آگ کلیسیا میں بھڑک اُٹھی۔ جس کی وجہ سے یگانگت کو سخت دھکا لگا ۔

پہلا فرقہ روم میں پیدا ہُوا۔ جس کا سرغنہ ہیپولائی ٹس (Hippolytus) روم کا پریسبٹر تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ۲۱۷ء میں ایک آزاد شدہ مسیحی غلام کیلسٹس (Callistus) روم کا بشپ مقرر ہُوا۔ اُس پر ہیپولائی ٹس پریسبٹر کو حسد پیدا ہُوا۔ سو اُس نے اور اُس کے ہمخیال اشخاص نے اُس پر بہت سے الزام لگائے "وہ اپنے کام میں سُست ہے۔ بشپی عہدہ کے واسطے اُس نے بہت سے فریب اور دھوکے کئے ہیں۔ وُہ سبیلیس (Sabellius) نوئیٹس (Noetus) اور تھیوڈوٹس (Theodotus) کی بدعتی تعلیم کو مانتا ہے"۔ اس مخالفت کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ کیلسٹس کے مخالفوں نے ہیپولائی ٹس کو اپنا بشپ مقرر کر لیا۔ سو روم میں دو بشپ مقرر ہو گئے۔ چنانچہ اس کا اثر بہت بُرا ہُوا کہ روم جیسی بڑی اور نامی ہوئی کلیسیا کے درمیان دو بشپ اور وہ بھی ایک دُوسرے کے مخالف مقرر ہوئے جو آپس میں لڑنے جھگڑنے اور ایک دُوسرے پر الزام لگانے میں وقت ضائع کرتے تھے۔ یہ تفرقہ پونٹی ئنس (Pontianus) کے وقت تک رہا۔ جو کیلسٹس کا جانشین مقرر ہُوا اور یہ دونوں مخالف بشپ سارڈینیا (Sardinia) کو جلاوطن کئے گئے۔ اور اُن کے پیروؤں میں میل ملاپ کروا دیا گیا ۔

## ۲۔ ۲۵۰ء میں کارتھیج کا فرقہ فلی سس مس

( Felicissimus )

کارتھیج کے بشپ ڈونیٹس ( Donatus ) کی وفات کے بعد ۲۴۸ء میں شہر کا مشہور وکیل سپرین ( Cyprian ) بشپ مقرر ہُوا لیکن وہاں کے پانچ مشہور پرسبٹروں نے اس امر کی مخالفت کی اور اُس کو بشپ ماننے سے اِنکار کیا۔ کارتھیج میں طرح طرح کی باتیں تھیں۔ جن کا فیصلہ سپرین کو کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے بہت لوگ اُس کو پسند نہ کرتے تھے۔ چُنانچہ یہ باتیں بدنامی کا باعث ہوئیں۔

ڈےشیس ( Decius ) کی ایذا رسانی کے زمانہ میں بہت سے مسیحیوں نے کارتھیج کے درمیان ایمان سے اِنکار کیا۔ لیکن بعد ایذا رسانی اُنہوں نے پھر کلیسیا میں شامل ہونے کی کوشش کی۔ اِس وقت کنفیسرز ( Confessors ) کے ذریعہ یعنی اُن اشخاص کی طرف سے جنہوں نے ایمان کی خاطر ایذائیں سہی تھیں خطوط شائع کیے گئے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ مُرتدوں کو بلا اجازت و مرضی بشپ کیساتھ کلیسیا میں داخل کر لینا چاہیئے۔ ایسے خطوط کی ایک تجارت شروع ہو گئی۔ اور مرتد دلیری سے کلیسیا کے حقوق حاصل کرنے لگے۔ لیکن بشپ سپرین اس کا سخت مخالف تھا۔ سو ۲۵۱ء میں اس امر کے فیصلہ کے واسطے ایک کونسل بُلائی گئی۔ اُس میں فیصلہ ہُوا کہ مُرتد کلیسیا میں داخل ہونے سے پیشتر زیر عتاب رہیں۔ اور جنہوں نے بُتوں کے آگے قربانیاں گزرانی ہیں اُن کو بستر مرگ سے پیشتر شامل نہ کیا جائے۔ بعض پرسبٹر جن کا آگو نوویٹس ( Novatus ) تھا۔



سپرین کے مخالفوں میں مِل گئے۔ اور سپرین کے اختیارات کی ذرا پروا نہ کر کے انکاریوں کو دھڑا دھڑ کلیسیا میں داخل کرنے لگ گئے۔ اور ایک متموّل شخص فلی سس مس ( Felicissimus ) کو ڈیکن مقرر کر کے اپنے فریق کا سردار اور فورٹونیٹس ( Fortunatus ) کو بشپ مقرر کر لیا۔ لیکن کلیسیا نے اُس کو کبھی بشپ نہیں مانا۔ سپرین کے استقلال اور ہوشیاری سے یہ فرقہ بہت جلد نابود ہو گیا۔

## ۳۔ ۲۵۱ء شہر رُوم میں نوویشین ( Novatian ) پرسبٹر کے نام پر فرقہ نوویشین جاری ہُوا

۲۵۱ء اور ۲۵۳ء کے درمیان روم کے بشپ کرنیلیس ( Cornelius ) نے اُن لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جنہوں نے قیصر ڈیشیس ( Decius ) کی ایذا رسانی کے دنوں میں ایمان سے انکار کیا تھا۔ لیکن روم کے بعض پرسبٹروں نے جن کا پیشوا نوویشین ( Novation ) تھا۔ اور بشپ بننے کا بھی آرزومند تھا۔ جبکہ کرنیلیس بشپ چُنا گیا۔ تو اُس نے اُس کی بڑی مخالفت کی۔ نوویشین اور اُس کے پیروؤں کی یہ خواہش تھی کہ مُرتدوں کے ساتھ سخت سلوک کیا جائے۔ اُنہی ایام میں کارتھیج کا نووےٹس ( Novatus ) روم میں آیا ہُوا تھا جس نے کارتھیج میں بہت سے مُرتدوں کو کلیسیا میں شامل کیا تھا۔ اور سپرین کی مخالفت کی تھی۔ اب اُس نے یہاں آ کر اپنے خیالات کو بالکل بدل دیا۔ اور یہ تعلیم دینی شروع کی کہ مُرتدوں کے واسطے اس دُنیا میں مُعافی کی کوئی گنجائش نہیں۔ نووےٹس ( Novatus ) نے اپنے ساتھی پرسبٹروں

کو صلاح دی کہ اپنا ایک علیحدہ فریق بنا لیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور نوویشین (Novatian) کو اپنا بشپ مقرر کر لیا۔ نوویشین کا قول تھا کہ "ممکن ہے کہ مُرتد آخرکار خُدا سے معافی حاصل کریں۔ لیکن کلیسیا کو کوئی اختیار نہیں کہ ایسے لوگوں کو مُعافی دے"۔ شروع میں تو نوویشین کے پیروؤں نے صرف مُرتدوں کو کلیسیا میں شامل کرنے سے انکار کیا۔ مگر آخر اُن اشخاص پر بھی کلیسیا کا دروازہ بند کر دیا جو کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے خارج ہو گئے تھے۔ اور کہنے لگے کہ "اُن کی توبہ قبول نہیں"۔ اگرچہ یہ مسیحی اصُولوں کے پابند تھے۔ مگر خُدا کی رحمت و مہربانی کو ایسے پیچیدہ طور پر بیان کرتے تھے گویا وُہ بالکل محدُود ہے۔ نوویشین ایک جوشیلا اور سرگرم آدمی تھا۔ جس کی وجہ سے بہُت مسیحی اُس کے ساتھ مِل گئے۔ یہ تیسری چوتھی صدی کے ایک قسم کے پیورٹن (Puritan) تھے۔ اور گال۔ افریقہ نیز ایشیائے کوچک میں اُن کی کئی شاخیں بن گئیں۔ ایرین (Arian) مباحثہ کے وقت اُنہوں نے آرتھوڈکس پارٹی کی بڑی حمایت کی۔ لیکن آخرکار کلیسیا نے اُن کو بدعتی قرار دیا۔ اور چھٹی صدی کے بعد اُن کا نام و نشان مِٹ گیا۔

## ۴۔ ۳۰۶ء مصر کے درمیان فرقہ ملیٹیس (Meletius) پیدا ہُوا

لائیکوپولس (Lycopolis) کے بشپ ملیٹیس (Meletius) پر یہ الزام لگایا گیا تھا۔ کہ اُس نے ڈایوکلیشین قیصر کی ایذارسانی کے ایام میں دیوتاؤں کے آگے قُربانی چڑھائی تھی۔ اور سکندریہ کے میٹروپولیٹن (اعلیٰ بشپ) کی اجازت کے بغیر بے سوچے سمجھے بعض اشخاص کو



خدامِ دین مقرر کیا تھا۔ اور میٹروپالیٹن پیٹر (Peter) کی ڈایوسیس میں بے جا مداخلت کی تھی۔ اگرچہ ملیٹیس کو بخُوبی سمجھایا گیا کہ جن کا تقرر اُس نے کیا اُن کی ضرورت نہ تھی۔ مگر ملیٹیس نے اپنے حُکامِ دین کے فرمان کی مُطلق پروا نہ کی۔ تب میٹروپولیٹن پیٹر نے بشپوں کی ایک کونسل جمع کر کے ملیٹیس کو خارج کر دیا۔ اور عہدے سے گرا دیا۔ ملیٹیس اُس سے برافروختہ ہو کر پیٹر کے خلاف سازش کرتا رہا۔ اور مصر کے شمالی حصہ کے اکثر مسیحی اُس کے ساتھ مِل گئے۔ بہُت سے شہروں نے ملیشین کے بشپ مقرر کر لئے۔ اور مصر کے بہُت سے راہبوں اور درویشوں نے ملیٹیس کی مدد کی۔ اسکندریہ کے بشپ کی مخالفت کرنے اور اُس کو زیادہ تکلیف دینے کی خاطر یہ لوگ ایرین (Arians) سے جا مِلے۔ آخر یہ معاملہ ۳۲۵ء کی کونسل نائیسیہ (Nicaea) میں پیش ہُوا۔ کونسل نے فیصلہ کیا کہ ملیٹیس بشپ تو رہے۔ مگر صرف اپنے شہر میں۔ پیٹر اسکندریہ کا مستقل میٹروپولیٹن مقرر کیا گیا۔ اور ملیشین بشپ اور خادمانِ دین اپنے اپنے عُہدے پر بحال رہے۔ مگر میٹروپولیٹن کی زیرِ نگرانی۔ نیز فیصلہ ہُوا کہ اگر اُس علاقہ میں بشپی عُہدہ خالی ہو۔ تو اُمیدواروں میں ملیٹیس کے تقرر یافتہ اشخاص بھی اَوروں کے ساتھ حق دار سمجھے جائیں۔ بہُت سے ملیٹیس بشپوں اور خادمانِ دین نے اس فیصلہ کو منظور کیا۔ لیکن ملیٹیس اور بعض اُس کے ہمراہیوں نے اس فیصلہ کو رد کر دیا۔ اور ایرین (Arian) فرقہ میں شامل ہو گئے۔

## ۵۔ سنہ ۳۱۱ و سنہ ۴۱۵ء ڈونیٹس ( DONATUS ) فرقہ شمالی افریقہ میں

شمالی افریقہ میں مونٹنسٹ ( Montanist ) خیالات کثرت سے پھیل گئے تھے۔ اس لئے ڈایاکلیشین قیصر کی ایذا رسانی کے دنوں میں بہت سے سرگرم اور جوشیلے مسیحی خوشی سے شہید ہونے کو تیار ہو گئے۔ کارتھیج کے بشپ منسوریس ( Mensurius ) نے ایسے لوگوں کی مخالفت کی۔ جس کی وجہ سے اُس جماعت کے بہت سے لوگ اُس سے ناراض ہو گئے۔ ناراضگی کی ایک اور بھی وجہ تھی یعنی یہ کہ سرکار نے حکم نافذ کیا کہ مسیحی اپنی دینی کتابیں حکام کے سپرد کر دیں تاکہ ضائع کی جائیں۔ چنانچہ منسوریس نے بہت سی بدعتی کتابیں حکام کے حوالے کر دیں۔ اس سے اس پر یہ الزام عائد کیا گیا۔ کہ یہ فعل بمنزلہ اصل کتب کے حوالے کرنے کے برابر ہے۔ منسوریس سنہ ۳۱۱ء میں فوت ہو گیا۔ اور سسلین ( Caecilian ) اُس کا جانشین مقرر ہوا۔ اور اپٹنگا ( Aptunga ) کے بشپ فیلکس ( Felix ) نے نیومیڈیا ( Numidia ) کے بشپوں کی اجازت حاصل کئے بغیر جلد ہی اُس کا تقرر کر دیا۔ اس سے وہ سب بشپ فیلکس سے ناراض ہو گئے۔ کہ اُس نے اس فعل سے اُن کے جائز حقوق کو پامال کر کے اُن کی بیعزتی کی ہے۔ نیز ناراضگی کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ اُس کی نسبت شک کیا گیا۔ کہ اُس نے دینی کتب حکام کے حوالے کی تھیں۔

کیسے نائیگرا ( Casae Niagrae ) کے بشپ ڈوناٹس ( Donatus ) نے اس نئے بشپ کی مخالفت کی۔ اور اس تقرر کو ناجائز قرار دیا۔ اور شمالی افریقہ کے ستر بشپوں نے کونسل کر کے مجورینس



( Majorinus ) کو بشپ مقرر کیا۔ اس سے کارتھیج میں بڑا تفرقہ پڑ گیا۔ بعض تو مجورینس کے اور بعض سیسلین کے طرف دار ہو گئے۔ مجورینس کے پیرو ڈوناٹسٹ کہلانے لگے۔ اور وہ کلیسیا سے الگ ہو گئے۔ اس اعتقاد کی بناء پر کہ وہ مسیحی زندگی کے اعلیٰ معیار کے نمائندے ہیں۔ لیکن دراصل وہ اپنا ہی طرزِ عمل اور اپنا ہی طرزِ عبادت چاہتے تھے۔ یہ جھگڑا شمالی افریقہ میں بہت جلد پھیل گیا۔ کئی شہروں میں دو دو بشپ ایک دوسرے کے مخالف مقرر ہو گئے۔ سنہ ۳۱۳ء میں مجورینس فوت ہو گیا۔ اور اُس کا جانشین ایک ڈوناٹس ( Donatus ) بشپ مقرر ہوا۔ بہت سے زمینداروں پیشہ اشخاص جو بھاری ٹیکسوں سے تنگ تھے۔ اُس کے طرف دار ہو گئے۔ اُنہوں نے اس معاملہ کو قسطنطین کے سامنے پیش کیا۔ شہنشاہ نے اس معاملہ کو فیصلہ کرنے کے واسطے روم کا بشپ اور گال کے تین بشپ اور اطالیہ کے پندرہ بشپ اُس کے مددگار مقرر کئے۔ اُنہوں نے سیسلین کے حق میں فیصلہ دیا کہ وہ جائز بشپ ہے۔ ڈوناٹسٹ نے عذر کیا کہ اُن کا فیصلہ درست نہیں ہوا۔ اس عذر داری پر قسطنطین نے سنہ ۳۱۴ء میں آرلز ( Arles ) پر بشپوں کی ایک کونسل فراہم کی جس میں اٹلی۔ گال۔ برطانیہ۔ جرمن اور ہسپانیہ کے دو سو بشپ بلائے گئے۔ ان سب نے بھی فیصلہ سیسلین کے حق میں دیا۔ اس فیصلہ کے خلاف ڈوناٹسٹ نے پھر درخواست دی کہ اُن کے مقدمہ کی سماعت خود شہنشاہ کریں۔ چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی اور سنہ ۳۱۶ء بمقام میلان ( Milan ) مقدمہ شہنشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ آرلز ( Arles ) کی کونسل کے فیصلہ کو شہنشاہ نے بحال رکھا۔ اور ڈوناٹسٹ پر سزا کا حکم صادر ہوا۔ اُن کے

گرجے چھینے گئے۔ بعض بشپ جلاوطن کیئے گئے۔ بعض پر موت کا فتوےٰ صادر ہُوا۔ اس سے ڈوناٹسٹوں کا غصہ اور بھی بھڑک اُٹھا۔ اور سرکوانسیلیونس ( Circumcellionus ) سے جو کہ بڑا فسادی فرقہ تھا مِل گئے۔ جنھوں نے شمالی افریقہ میں فتور مچا دیا اور زراعت پیشہ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ آزادی اور مساوات کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ اور چاروں طرف لُوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ شہنشاہ نے اس خیال سے کہ کہیں سول وار ( Civil War ) نہ شروع ہو جائے۔ شمالی افریقہ میں حکم صادر فرمایا کہ ہر ایک شخص آزاد ہے۔ جیسا چاہے اپنی تمیز کے مطابق کرے۔ تاہم تفرقہ فرو نہ ہُوا۔

۳۴۸ء میں شہنشاہ کونسٹینس ( Constans ) نے میکریس ( Macarius ) اور پولوس ( paulus ) کو شمالی افریقہ میں بھیجا تاکہ وہ جا کر آرتھوڈکس اور ڈوناٹسٹ میں صلح کروادیں۔ لیکن وہ بھی ناکامیاب رہے۔ پھر میکریس نے چاہا۔ کہ جبراً ڈوناٹسٹ کو دبائے۔ فوج کا ایک دستہ روانہ کیا اور اُن کو شکست دی۔ جس سے ڈوناٹسٹ زیر ہو گئے۔ اکثر تو تابع فرمان ہُوئے۔ بعض کلیسیا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور اکثر جلاوطن کیئے گئے۔ ان کے تمام گرجے بند کر دیئے گئے۔ اور آرتھوڈکس مسیحیوں کے سپرد کر دیئے گئے۔

۳۶۱ء میں جولین ( Julian ) مُرتد نے کلیسیا کو تنگ کرنے کے خیال سے ڈوناٹسٹ کو واپس بُلا لیا۔ اور اُن کے گرجے اُن کو واپس دیئے گئے۔ اور اُن کو اجازت دی کہ اپنے مخالفوں سے جس طرح چاہیں بدلہ لیں۔ اُنھوں نے اس حکم کی مدد سے اپنے مخالفوں پر سخت ظلم و ستم



ڈھائے۔ اور بہت سے مسیحیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ جولین کی وفات کے بعد اُس کے جانشینوں نے پھر ڈوناٹسٹ کے خلاف قانون جاری کر دیئے۔ ان کے گرجے بند اور اُن کے مجمع پراگندہ کر دیئے۔ باوجود اس کے چوتھی صدی کے آخر میں ڈوناٹسٹ کے چار سو بشپ افریقہ میں موجود تھے۔ آخر ان بشپوں کے آپس میں تنازعات ہونے لگ گئے۔ جس کی وجہ سے اُن کے کئی فریق بن گئے۔ کچھ تو ظلم اور جبر کی وجہ سے اور کچھ آپس کے تفرقات کے سبب ڈوناٹسٹ روز بروز کمزور ہوتے چلے گئے۔ لیکن اس ایذارسانی کی وجہ سے جو ڈوناٹسٹ اور کیتھولک نے ونڈال ( Vandal ) سے پائی دونوں فریق آپس میں مل گئے۔ اور آخر کار کلیسیا سے میل ملاپ ہو گیا۔

# سولھواں باب

## مباحثہ ایرین اور کونسل نائسیہ

جن تفرقوں اور جھگڑوں کا ذکر گذشتہ باب میں ہُوا ہے وہ مُضر تو بےشک تھے۔ مگر ایرین ( Arian ) مباحثہ کے مقابلہ میں جس کا ذکر اس باب میں ہوگا کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ ایرین مباحثہ قریباً ساٹھ برس تک جاری رہا۔ جس نے کلیسیا کو پارہ پارہ کر دیا۔ خدا کی بادشاہت کی ترقی کو روک دیا۔ دنیا کے سامنے باعث تمسخر اور کمزوروں کی بھی ٹھوکر کا باعث ہُوا۔ سخت جدوجہد اور مصائب کی برداشت کے بعد

آخر کار سچائی فتحیاب ہوئی۔ اور مباحثہ کا خاتمہ ہُوا ۔

بُت پرست کثرت اللہ کے پرستار تھے۔ اور وہ مسیحیوں پر بھی الزام لگاتے تھے کہ تم بھی ایک سے زیادہ خُداؤں کو مانتے ہو۔ ایرین ازم نے اس اعتراض کے جواب دینے کی کوشش کی۔ ہمارے خُداوند نے اپنی شخصیت کو مسیحیت کا مرکز ٹھہرایا۔ اُس کا دعوےٰ تھا۔ کہ خُدا میرا باپ ہے۔ اور کہ مَیں خود خُدا ہُوں۔ جب مسیحی مبشروں نے خُداوند مسیح کے اس دعوے کو دُنیا کے سامنے پیش کیا تو بُت پرست اُن پر یہ الزام لگاتے لگے کہ تم بھی بہت سے خُداؤں کو مانتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب دینے کیلئے ایرین ازم نے اُس کا جواب دینے کی خاطر اس بات کی کوشش کی کہ مسیح کی شخصیت کی اس طرح تشریح کریں جس سے شرقی فلسفہ کے پَیرو اُس سے ٹھوکر نہ کھاویں۔ تیسری چوتھی صدی کے فلاسفروں کا یہ خیال تھا کہ خُدا انسانوں سے کہیں دُور دراز فاصلہ پر رہتا ہے۔ اُس کی انسانوں کے ساتھ کِسی قسم کی ہمدردی نہیں ہے۔ اور نہ وہ انسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پس مسیح اس مشرقی فلسفہ کے لحاظ سے یا تو کوئی ہیرو ہے یا نبی یا کوئی فرشتہ یا ڈیمی گاڈ ( Demi-god ) لیکن خُدا نہیں ہوسکتا ۔

یہ ایک سوال تھا جو کلیسیا کے سامنے پیش تھا جس کا جواب دینا کلیسیا کا فرض تھا۔ کہ آیا مسیح خُدا ہے اور اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ یا کہ وُہ باپ سے کمتر ہے۔ یا محض ایک مخلوق ہے۔ جس کو خالق باپ نے پیدا کیا۔ ساٹھ برس تک یہ امر زیر بحث رہا۔ آخر کار کلیسیا نے جھگڑا ختم کیا اور فیصلہ کیا۔ کہ باپ اور بیٹا ایک ہیں۔ اور اُن کا جوہر ایک ہی ہے۔ یہی عقیدہ ہمیشہ کے واسطے کلیسیا کے عقیدہ میں شامل کیا گیا ۔



شروع میں تو ایرین نے مسیح کو خُدا کا بیٹا تسلیم کیا۔ لیکن آخر کار اس سے اِنکار کیا۔ پہلے تو اُنہوں نے خُدا کی وحدانیت کو ثابت کرنا چاہا۔ لیکن آخر پولی تھی ازم ( Polytheism ) میں ڈُوب گئے۔ پہلے وہ کہتے تھے کہ خُدا کی ذات اِنسانی عقل و فہم سے بالا ہے۔ پھر کہنے لگے۔ کہ خُدا کی ذات میں کوئی بھید یا راز کی بات نہیں ۔

۲۵۶ء میں ایریس ( Arius ) بمقام لبیا ( Lybia ) پیدا ہُوا۔ اسکندریہ میں بشپ پیٹر ( Peter ) نے اُس کو ڈیکن مقرر کیا۔ لیکن میلیشین ( Meletian ) فرقہ کے تفرقہ میں شامل ہونے کے باعث خارج کیا گیا۔ پھر ۳۱۳ء میں بحال کیا گیا۔ اور سکندریہ میں کلیسیا کا پاسٹر مقرر ہُوا۔ یہ بشپ الگزینڈر ( Alexander ) کا بہت منظُور نظر تھا اور یہ لوسین ( Lucian ) شہید کا شاگرد تھا۔ بحث مباحثہ میں ہوشیار اور تمسخر آمیز کلام میں طرار تھا۔ ۳۱۸ء میں بشپ الگزینڈر نے اپنے وعظ میں مسیح کی شخصیت کی نسبت کچھ نامناسب خیالات کا اظہار کیا۔ تو فوراً ایریس سے اُس کا مباحثہ شروع ہو گیا۔ ایریس کہتا تھا۔ کہ بشپ کے خیالات سبلیئن ازم ( Sabellianism ) کے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر مسیح درحقیقت خُدا کا بیٹا ہے۔ تو ضرور اُس کا آغاز ہُوا ہے۔ یا یہ خیال کوئی ایسا وقت بھی ہوگا جبکہ وُہ موجود نہ تھا۔ الگزینڈر نے اپنے آپ کو اس خیال سے بری کرنے اور ایریس سے ملاپ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ایریس نے مباحثہ شروع کر ہی دیا۔ اور اپنے خیالات کو دُور دُور پھیلانا شروع کر دیا۔ بہتوں نے ایریس کے خیالات کو تسلیم کیا اور اُس کے مددگار ہو گئے ۔

رفتہ رفتہ ایریس نے اپنے خیالات کو یُوں بیان کرنا شروع کیا کہ ”باپ

اکیلا خُدا ہے جو کہ غیر موجود ہے۔ ازلی۔ دانا۔ مہربان اور لاتبدیل ہے۔ مسیح صرف دُوسرے درجہ پر خُدا ہے۔ اُس کا اور باپ کا جوہر جُدا ہے۔ دُنیا سے پیشتر باپ نے اُسے اپنے جوہر سے نہیں بلکہ نیستی سے ہست کیا۔ کلیسیا کے عقیدہ کے مطابق اُس کی پیدائش ابدی نہیں ہے یُوں ایرئیس کے عقیدہ کے مطابق مسیح محض ایک مخلوق تھا۔ جس کے وسیلے سے اور جس سے کُل مخلوقات پیدا ہوئی۔ مسیح خُدا کا اکلوتا بیٹا اِس طرح پر ہے کہ خُدا نے آپ اُس کو خلق کیا۔ باقی مخلوقات اُس کے وسیلے سے خلق ہوئی وُہ خُدا کی اصلیت پر نہ تھا بلکہ خُدا کی مرضی سے وجُود میں آیا۔ ایرئیس کا خیال یہ بھی تھا کہ مسیح مخلوقیت و دانش و علم میں محدود تھا۔ پس ان خیالات کے بموجب بیٹا جوہر و قُدرت میں کمتر مخلوق ڈیمی گاڈز (Demi-god) تھا۔ نہ ایسا کہ جیسا یُوحنّا رسُول بیان کرتا ہے کہ وُہ ازلی غیر مخلوق کلمہ تھا۔ اس میں ایرئیس نے بڑی کوشش کی کہ مسیحی عقیدہ میں بُت پرست خیال کے دیوتاؤں کو دخل ہے۔ ایسے عقیدہ کو مان لینے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی لوگ ایک خلق شدہ خُدا یا ایک ادنےٰ خُدا یا کسی ایسے شخص کو جس کو الٰہی درجہ مل گیا ہے تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے عقیدہ کو مان لینے سے دیوی دیوتاؤں کی پرستش کے لئے دروازہ وا کرنا تھا۔ آرتھوڈکس خیالات کے مسیحیوں نے فوراً اس کی مخالفت کی۔ کیونکہ ان خیالات کے بموجب خُدا تک رسائی۔ مبیں اور کفارہ بالکل ناممکن ہوگیا۔ ۳۲۱ء کے درمیان بشپ الگزینڈر نے ایک کونسل منعقد کی جس میں مصر اور لیبیا (Lybia) کے سو بشپ حاضر تھے۔ اس کونسل نے ایرین خیالات کو بالکل غلط قرار دیا۔ اور ایرئیس اور اُس کے دو بڑے ہم خیال ساتھیوں کو



عُہدے سے برطرف کردیا۔ دُوسرے سال الگزینڈر نے اپنی تشریح اور کونسل کا فیصلہ شائع کیا۔ مصر میں ایرئیس کے بہُت سے مددگار تھے جنہوں نے باقی کلیسیاؤں سے اپیل کی خاص کر نیکومیڈیا اور قیصر کے ہم نام یوسی بی اس (Eusebius) بشپوں سے مدد چاہی۔ شہنشاہ لیسینیس (Licinius) کی ملکہ کونسٹنٹیا (Constantia) اور اُس کی ہمشیرہ نے اُس کی بہُت مدد کی۔ ان کے علاوہ ایرئیس کے بعض ہم خیال بشپوں نے بھی اُس کی مدد کی۔ نیکومیڈیا کے بشپ یوسی بی اس نے بتھنیا (Bithynia) میں ایک کونسل منعقد کی جس میں یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ ایرئیس واپس طلب کیا جائے۔ اور اُس کو اُس کے عُہدے پر دوبارہ بحال کیا جائے ۔

شہنشاہ کونسٹنٹائن نے جو کہ ابھی ایک بپتسمہ یافتہ مسیحی نہ تھا۔ سمجھ لیا کہ مسیحیّت ایک عالمگیر مذہب بن سکتا ہے۔ جو کہ قیصر پرستی کا شاہی مذہب نہ ہوسکتا تھا مسیحیّت میں۔ اُسے سلطنت رُوم کو مستقل کرنے کی اُمید اور خواہش تھی۔ لیکن یہ تب ہی ہوسکتا تھا جبکہ مسیحیت خود اُس کی اپنی تعلیم و عقیدہ پر متفق ہوتی۔ اس لئے وُہ بہُت خواہشمند تھا کہ ایرئیس اور آرتھوڈکس مسیحیوں کا جھگڑا نپٹ جائے ۔

شہنشاہ کونسٹنٹائن اس ارادہ سے کہ کلیسیا میں زیادہ جھگڑے نہ چھڑیں ہسپانیہ کے شہر کوارڈو (Cordov) کے بشپ ہوسیس (Hosius) کو جو کہ مذہبی معاملات میں شہنشاہ کا صلاح کار تھا اسکندریہ کو بھیجا۔ اور الگزینڈر اور ایرئیس کے نام خطوط ارسال کئے جن میں تحریر فرمایا کہ یہ جھگڑا صرف لفظی تکرار ہے۔ خُدا کے بھید انسانی سمجھ و

رادمک سے بالا ہیں۔ اس پر تو اسکندریہ میں اور بھی آگ لگ گئی۔ اور زیادہ فساد مچنے لگا۔ سو ہوسیس واپس شہنشاہ کے پاس آگیا۔ اور شہنشاہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ چونکہ اس اہم معاملہ کا فیصلہ ضروری تھا اور بعض اور بھی مشکلات تھیں۔ لہذا شہنشاہ نے کلیسیا کے تمام بشپوں کی ایک کونسل بتھنیا (Bithynia) کے شہر نائسیہ (Nicsea) میں ۳۲۵ء کے درمیان منعقد کی۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی کئی کونسلیں ہوئیں مگر وہ اپنے اپنے علاقہ کی ضروریات کے مطابق تھیں۔ لیکن یہ کونسل کونسلِ عمیم ہوئی جس کا مدعا یہ تھا کہ تمام کلیسیاؤں کے وکیل جمع ہو کر اپنے ایمان اور حقیقی برادری کو ظاہر کریں۔ اس کونسل میں قریباً ۱۵۰۰ ڈیلیگیٹ اور ۳۰۰ سے زیادہ بشپ جمع ہوئے جو عموماً مشرقی کلیسیاؤں سے آئے تھے۔ چونکہ مسئلہ ایریس کے علاوہ اور باتیں بھی قابلِ فیصل تھیں اس لئے کونسل تین مہینہ تک قائم رہی۔

افتتاحی خطبہ خود شہنشاہ نے پڑھا۔ اگرچہ مباحثہ میں شہنشاہ شامل رہا مگر معاملہ کونسل کے پریذیڈنٹوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا۔ اس کونسل میں تین پارٹیاں تھیں۔

الف۔ آرتھوڈوکس (Orthodox) جن کی تعداد تیس ایک کے قریب تھی۔ ان کے لیڈر الگزینڈر (Alexander) مارسیلیس (Marcellus) ہوسیس (Hosius) اور اتھاناسی اُس (Athanasius) الگزینڈر کا ڈیکن اور محرر تھا۔ ان کا یہی عقیدہ تھا کہ بیٹے کا وہی جوہر ہے جو کہ باپ کا ہے۔ لیکن اس کی اقنومیت میں فرق ہے۔



ب۔ کونسرویٹوز (Conservatives) ان کی تعداد قریباً ۲۰۰ تھی۔ ان کا لیڈر قیصریہ کا بشپ یوسی بی اُس (Eusebius) تھا۔ یُوں تو یہ لوگ ایرین خیالات سے متفق نہ تھے مگر یہ خیال کرتے تھے کہ کلیسیا کو اس سے چنداں نقصان کا اندیشہ نہیں۔ اس لئے ایریس سے چنداں سختی نہ کرنی چاہیئے۔

ج۔ ایرین (Arians) جن کا لیڈر ایریس تھا۔ اس کے ساتھ نکومیڈیا کا بشپ یوسی بی اس۔ اور بعض مشرقی بشپ تھے جو ایریس کو پسند کرتے تھے۔

بہت مباحثہ کے بعد نیکومیڈیا کے بشپ کی لیڈری میں اٹھارہ ایرین نے ایک ایرین عقیدہ کونسل میں پیش کیا۔ اور کونسل سے منظوری کی درخواست کی۔ لیکن اس درخواست پر سخت شورش مچ گئی۔ یہ ایک اور خط یوسی بی اس کا لکھا ہوا تھا جو کہ ایک بھاری تنازعہ کا باعث ہوا۔ کیونکہ اس خط میں یہ درج تھا۔ کہ "یہ اہم غلطی ہے جو ہم یہ کہیں کہ بیٹے کا جوہر وہی ہے۔ جو کہ باپ کا ہے"۔ اور عقیدہ پھاڑ کر پُرزے پُرزے کر دیا گیا۔ اس پر ایریس کے تمام دوستوں نے ایریس کو چھوڑ دیا۔ اور ایرین ازم نا منظور ہو کر ردّ کر دیا گیا۔ اس کے بعد قیصریہ کے بشپ یوسی بیس نے وہ عقیدہ پیش کیا۔ جو اُس کی کلیسیا میں رائج تھا۔ کونسل نے اس عقیدہ کو آرتھوڈوکس ایمانی عقیدہ منظور کیا۔ یہ عقیدہ درست تو تھا لیکن اس میں اُس بات کا ذکر تک نہیں تھا جس کی بابت جھگڑا تھا۔ یہ عقیدہ اُس مشکل کو حل نہیں کرتا تھا۔ بلکہ تمام پارٹی ایریس کی بھی اس کو تسلیم کر سکتی تھی۔ اس پر اتھاناسیس نے عقیدہ کو زیادہ واضح کرنے کی خاطر ذیل کی تین باتیں شامل

کرنے پر زور دیا۔

الف۔ خدا کا اکلوتا بیٹا یعنی تشریح کہ وُہ باپ کے جوہر سے ہے۔

ب۔ مصنوع نہیں بلکہ مولُود۔

ج۔ اُس کا اَور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔

ان تین زائد اصُولوں نے نہ فقط خُداوند یسُوع مسیح کی اُلوہیت کو قائم کیا بلکہ اُس کی اُلوہیت کو باپ اور بیٹے کے جوہر کی یکتائی میں بیان کیا۔ اُنہوں نے اس حقیقت کو قائم کر دیا کہ خُدا مسیح میں ہو کر بنی نوعِ انسان کو بچاتا ہے۔ اور دُنیا کا خالق ہی دُنیا کا نجات دہندہ ہے نہ کہ مخلوق یہ سب کچھ منظور ہو گیا۔ اور آخر میں اُن لوگوں پر لعنت پھٹکار درج کی گئی جن کا یہ ایمان ہے کہ ایک وقت تھا کہ مسیح نہ تھا۔ وُہ اپنے جنم سے پہلے موجُود نہ تھا۔ وُہ نیست سے ہست کیا گیا۔ باپ اَور بیٹے کا ایک جوہر نہ تھا۔ وُہ مخلوق اور تبدیل پذیر ہے"۔

یہ عقیدہ اتھاناسیس کی تشریح اَور اُن لعنتوں کے ساتھ کونسل میں منظور کیا گیا۔ اور تمام بشپوں نے سوائے دو کے اس پر دستخط کر دیئے۔ سو ایریس معہ اُن دو بشپوں کے جلاوطن کیا گیا۔ اور الریہ (Illyria) کو بھیجے گئے اور حکم ہُوا کہ ایریس کی تمام تحریرات جلائی جاویں۔

کونسل کی طرف سے مختلف کلیسیاؤں کے معاملات کے متعلق بیس قانون (Canon) یا باتیں پاس کی گئیں۔ ایسٹر (Easter) کے تیوہار کا یہ فیصلہ ہُوا کہ مغربی رسم کے مطابق مانا جائے۔ مصر کے ملیشین (Meletian) فرقہ کی نسبت حکم صادر کئے گئے۔ اور چند ایک بڑے بشپوں کے علاقے مقرر ہُوئے۔ اور کونسل ۲۵ جولائی کو ختم ہُوئی۔ خاتمہ



پر شہنشاہ نے بڑی بھاری ضیافت دی اور خطبہ بھی پڑھا۔ جس میں اس بات کی خاص طور پر بشپوں کو نصیحت کی کہ صُلح صفائی اور برادرانہ محبّت سے ایک دُوسرے کے ساتھ سلوک کریں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب کونسل نے قیصریہ کی کلیسیا کے عقیدہ کو منظور کیا تو ابتدائی کلیسیا کے عقیدے میں جو رسُولوں کا عقیدہ کہلاتا ہے کسی قسم کی زیادتی نہ کی۔ اس عقیدہ کو کلیتہً عقیدہ قرار دینے سے مراد یہی مطلب تھا کہ کونسل نے اس عقیدہ کو منظور کیا جو رسُولوں کے وقت سے کلیسیا میں مانا جاتا ہے۔ نئی بات اس میں صرف یہ تھی کہ کونسل نے کلیسیا کے واسطے اس کو باضابطہ عقیدہ منظور کیا۔ یہی عقیدہ حقیقی ایمان کی پہچان ہے۔ اس سے پیشتر کئی کلیسیاؤں میں مختلف عقائد رائج تھے جو معنوی طور پر تو ایک ہی تھے۔ صرف لفظوں کا فرق تھا۔ لیکن اس کونسل نے ان لفظوں کے فرق کو بھی مٹا کر کل کلیسیاؤں کے وکیلوں کی موجودگی میں کلیسیا کے ایمان کا اظہار کر دیا۔

اتھاناسیس کی زیرِ ہدایت آرتھوڈوکس پارٹی کی فتح ہُوئی۔ لیکن کنسرویٹیو پارٹی اگرچہ ایریس عقیدہ سے متفق نہ تھی اور اس کے عقیدے کو بدعت قرار دیتی تھی۔ مگر اس بات کے خلاف تھی کہ اُس کے ساتھ بھی سختی کی گئی۔ سو یہ زمانہ بڑی ہی کشمکش کا رہا۔ مگر کونسٹنٹائن کی ہمّت پر مرحبا کہ اُس نے بڑے ہی استقلال سے کام کیا۔ اُس کی زندگی میں نائیسین (Nicene) عقیدہ کے خلاف کوئی بڑی مخالفت نہ ہُوئی۔ یہ کونسل اس لئے مشہور ہے کہ اس میں کل کلیسیاؤں کے وکیل موجود تھے۔ اُن چار مشہور کونسلوں میں جو زمانہ ماضی میں ہُوئیں یہ پہلی کونسل تھی۔

کونسل میں ایریس کو شکست ہوئی اور اُس کا عقیدہ رد کر دیا گیا مگر یہ فتح صرف تھوڑے شخصوں کی رائے سے ہوئی۔ اور بہت سے کونسل کے ممبروں کی تسلی نہ ہوئی۔ حالانکہ پُر حکمت زور شور پیدا کیا گیا تھا جو نہایت ہی ضروری تھا اصل میں تو شہنشاہ کی منشا یہ تھی کہ کونسل کے انعقاد سے کلیسیائی اتحاد بڑھ جائے۔ مگر نتیجہ اُس کے برعکس ہُوا۔ کیونکہ اس کونسل کے بعد تفرقے اور جھگڑے اس قدر بڑھ گئے۔ کہ پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔

بُت پرست یہودی اور بہت سے درباری بمع شہنشاہ کی ہمشیرہ کونسٹنشیا (Constantia) کے ایریس کے مددگار تھے۔ رفتہ رفتہ کنسروٹیو پارٹی کے بہت سے اشخاص جنہوں نے عقیدہ پر دستخط کیئے تھے۔ اور جن کی پُوری تسلی نہ ہوئی وُہ ایرین سے مل گئے اور اس کوشش میں لگے کہ اتھناسیس کو شکست ہو۔

۳۲۸ء میں سکندریہ کا بشپ الگزینڈر (Alexander) فوت ہو گیا۔ اور باوجود ایرین اور ملیشین کی مخالفت کے اتھناسیس بشپ مقرر ہُوا۔ اُس کی تعلیم اور تلقین کے باعث مصر میں ایرین اور ملیشین کا زور بہت کم ہو گیا۔ اور نائیسین (Nicene) عقیدہ کے معتقد زور آور ہو گئے۔ نکومیڈیا کے بشپ یوسی بیس نے اگرچہ عقیدہ نائیسین پر دستخط کر دیئے تھے مگر وہ پس آ کر آرتھوڈکس پارٹی کے خلاف جوڑ توڑ کرتا اور حملے کرتا رہا۔ اُس وقت ایرین ایک پولیٹیکل پارٹی بن گئی۔ جن کا مصمم ارادہ تھا کہ اتھناسیس اور اُس کے حامیوں کو تباہ کر دیں۔ یہ صرف اس لئے نہیں تھا کہ اُن کو اپنے عقیدہ کے واسطے ایسی غیرت تھی بلکہ صرف ضد اور حسد کی وجہ سے تھا۔



کونسٹنشیا جو شہنشاہ کی ملکہ تھی کے سمجھانے اور سفارش سے شہنشاہ نے ایریس کو جلاوطنی سے واپس بُلا لیا۔ اور اتھناسیس سے کہا کہ اُس کو اُس کی خدمت پر بحال کر دے۔ لیکن اتھناسیس نے نامنظور کیا۔ اس پر شہنشاہ نے حکم دیا کہ ایریس کو بحال کر دیا جائے۔ لیکن وُہ اُس کو بحال کرنے سے ایک دن پہلے ہی دار البقا کو سدھار گیا۔ اس غیبی مدد سے آرتھوڈکس پارٹی بہت خوش ہوئی یہ سمجھ کر کہ اس میں خُدا کا ہاتھ تھا۔ دو برس کے عرصہ میں ایریس کی سازش سے دس نائیسین بشپ اپنے عہدوں سے برطرف کر کے جلاوطن کر دیئے گئے اور اتھناسیس پر بہت سے الزام لگائے گئے مگر اُن سب سے اُس نے اپنے آپ کو بری کر دکھایا۔

کونسٹنٹائن نے کلوری پہاڑ پر ایک گرجا تعمیر کیا۔ اور سالحقہ بشپوں کو حکم دیا کہ اُس کی تقدیس کریں۔ جب وُہ تقدیس کے واسطے یروشلیم کو جا رہے تھے تو شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس موقعہ پر ایک کونسل منعقد کی جائے جس میں اُن الزامات کی تحقیقات کی جائے جو اتھناسیس پر لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ کونسل ۳۳۵ء میں بمقام ٹائر (Tyre) منعقد ہوئی۔ چونکہ بہت سے بشپ نیکومیڈیا کے بشپ یوسی بیس کے ساتھی اور پیرو تھے اس لئے اتھناسیس نے حاضر ہونے سے پہلوتہی کی مگر جب شہنشاہ نے حکم دیا تو وہ اپنے سینتالیس بشپوں کو ساتھ لے کر حاضر ہُوا۔ بہت سے جھوٹے الزام اتھناسیس پر لگائے گئے اور ایسے ناانصافانہ طریقہ سے کونسل نے کام کیا کہ مجبوراً اتھناسیس کو کونسل چھوڑنی پڑی۔ اور اس مقدمہ کو قسطنطنیہ میں شہنشاہ کے حضور لے گیا۔ شہنشاہ نے حکم دیا کہ بشپ اُس کے حضور میں حاضر ہوں چنانچہ وُہ سب حاضر ہوئے اور وہ الزام جو انہوں نے ٹائر (Tyre) کی

کونسل میں اتھاناسیس پر لگائے تھے سب جھوٹے تھے۔ لیکن اُس پر یہ
الزام لگایا کہ اتھاناسیس نے سازش کی ہے ۔ کہ وہ جہاز جو دارالسلطنت
کو گیہوں لے جاتے ہیں بند کر دئے جائیں شہنشاہ نے اس الزام کی بنا پر
اتھاناسیس کو ٹریوس (Treves) میں جلاوطن کردیا ۔ جہاں وہ
اڑھائی برس رہا ۔

کونسٹنٹائن ۲۲ مئی ۳۳۷ء کو فوت ہو گیا ۔ اُس کے تین بیٹوں نے
ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا ۔ کونسٹنٹائن ثانی نے (Constantine II)
جس نے گال ہسپانیہ اور الپس پر قبضہ کیا فوراً اتھاناسیس کو واپس بلا
لیا ۔ اتھاناسیس بڑے جلوس اور شان کے ساتھ اسکندریہ میں داخل
ہوا ۔ کونسٹینٹیس (Constantius) جو قسطنطنیہ ایشیا اور مصر پر
قابض تھا ایرین اور یوسی بیس کا مددگار بن بیٹھا ۔ قسطنطنیہ کا بشپ
پال جو آرتھوڈکس خیالات کا تھا کسی جھوٹے الزام کے سبب عہدے
سے برطرف کر دیا گیا تو اُس کی جگہ یوسی بیس ایرین خیالات کا جو نیکومیڈیا
کا بشپ تھا بشپ مقرر ہوا ۔ اسکندریہ میں اتھاناسیس کے خلاف سازش
شروع ہو گئی ۔ اور بشپ پسٹس (Pistus) جس کو الگزینڈر نے بدعت
کے باعث معزول کیا تھا اُس کی حفاظت کے واسطے بھیجا گیا ۔ چونکہ ایرین
یہودیوں اور بُت پرستوں کی مدد کا خواہاں ہوا ۔ اس سے اور بھی فساد بڑھتے
گئے ۔ ۳۳۹ء میں انطاکیہ کی کونسل سے اتھاناسیس دوبارہ معزول کیا گیا ۔
اور کپدوقیہ کا گریگری (Gregory) اُس کی جگہ مقرر ہوا ۔ اتھاناسیس
روم کو چلا گیا ۔ اور ۳۴۶ء تک وہاں سے واپس نہ آیا ۔

ایرین گریگری کی تقرری پر جو اسکندریہ کا بشپ مقرر ہوا بہت شور مچا ۔



کیونکہ قانوناً مصر کے بشپوں و پادریوں سے مشورہ نہ لیا گیا تھا ۔ اور نہ ہی
عوام رضامند تھے ۔ بلکہ وہ کلیسیا پر زبردستی تھوپ دیا گیا تھا کونسٹینٹیس
کے سپاہیوں کے ہاتھوں سے گریگری کی آمد پر دردناک تباہی ارتھوڈکس
مسیحیوں پر نازل ہوئی ۔ اور بُت پرست و یہودی اقوام کی حوصلہ افزائی ہوئی
تاکہ اُن پر حملہ آور ہوں اور لوٹیں ۔

۳۴۰ء میں بشپ جولیس (Julius) نے پچاس بشپوں کی ایک کونسل
فراہم کی جس میں اتھاناسیس کو بے قصور ثابت کیا ۔ اور کونسل کا فیصلہ
مشرقی بشپوں کے پاس روانہ کیا گیا ۔ اس فیصلہ میں یوسی بیس کے اس
سلوک کو ناجائز قرار دیا گیا ۔ یہ فیصلہ انطاکیہ میں بشپوں کی کونسل کے روبرو
۳۴۱ء میں پڑھا گیا پر فیصلہ اتھاناسیس کے خلاف ہوا جس کا نتیجہ ہوا
کہ کونسل نے چار اور عقیدے مرتب کئے ۔ جو نائسیہ کی کونسل کے بالکل
خلاف تھے ۔ اور اس میں وہ باتیں بیان کی گئیں ۔ جن کی بنا پر آخر کار ایرین
عقیدہ مرتب ہوا ۔ ۳۴۱ء سے شروع کر کے کونسٹینٹیس کی موت یعنی
۳۶۱ء تک بارہ کونسلیں منعقد ہوئیں ۔ تاکہ وہ ایریس کی بدعتی تعلیم کا فیصلہ
کریں ۔ لیکن اُن سے کچھ بھی تکمیل شدہ فیصلہ نہ ہو سکا ۔

اس کے بعد ۳۴۳ء میں بلگیریا (Bulgaria) میں سارڈیکا
(Sardica) کی کونسل فراہم ہوئی جس میں ۹۶ مصری بشپ اور ستر مشرقی
بشپ موجود تھے ۔ اُنہوں نے اتھاناسیس کو بری کر دیا ۔ اور گریگری
(Gregory) کو جو اسکندریہ کا بشپ تھا معزول کر دیا ۔ شہنشاہ
کونسٹانس (Constanus) ہمیشہ اتھاناسیس کا معاون و دوست
رہا ۔ اور اُس نے اپنے بھائی کونسٹنٹیس (Constantius) پر زور

دیا کہ اتھناسیس کو بلا لے۔ آخر کار اتھناسیس واپس بلایا گیا اور ۲۱ اکتوبر ۳۴۶ء کو اسکندریہ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے بہت عزت سے اُس کو قبول کیا۔ کچھ عرصہ تک تو خاموشی سے کام ہوتا رہا۔ کیونکہ آرتھوڈکس اور کونسرویٹو پارٹی کے تعلقات دوستانہ رہے۔ لیکن ایرین اپنی ضد پر ڈٹے رہے۔ اور آخر کو اُنہوں نے دعوےٰ کیا کہ بیٹے کی ذات باپ کی ذات سے مشابہ نہیں۔ ۳۵۰ء میں کونسٹیس باغیوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ اور کونسٹین ٹیس واحد شہنشاہ اور دُنیا کا مالک بن گیا۔ مجبوراً اُس نے اتھناسیس کو اسکندریہ میں بحال کر دیا تھا لیکن کونسٹیس کی موت پر اب پھر دوبارہ جھگڑا شروع ہُوا۔ پھر جنگ شروع ہو گئی۔ اور اس کے واسطے ۳۵۳ء میں بمقام آرلس (Arles) کونسل منعقد ہُوئی۔ اس کونسل میں کونس ٹن ٹیس (Constantius) نے ظاہرا اتھناسیس کی مخالفت کی۔ اور وُہ مجرم گردانا گیا۔ اس لئے اتھناسیس پھر معزُول کیا گیا۔ لیکن فروری ۳۵۶ء تک اسکندریہ ہی میں رہا۔ جبکہ پانچ ہزار سپاہیوں نے گرجا کو گھیر لیا۔ اتھناسیس چُھپ کر بچ گیا۔ اور اسکندریہ سے ۳۵۶ء سے ۳۶۳ء تک غیر حاضر رہا۔ اپنی جلاوطنی کے ایام میں اُس نے ایرین بدعت کے خلاف بہت کچھ تحریر کیا۔

اب کونس ٹن ٹیس (Constantius) نے کوشش کی۔ کہ آرتھوڈکس مسیحیوں سے ایرین عقیدہ زبردستی منوائے۔ اُن کے بشپ معزُول کر دیئے اور ایرین بشپ مقرر کئے۔ آرتھوڈکس مسیحی لُوٹے گئے۔ برباد کئے گئے۔ اُن پر ہر طرح ظلم و ستم کئے گئے۔ جلاوطن کئے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایرین فتحیاب ہو گئے۔ اُن کی دبدبہ دلیری یہاں تک



بڑھ گئی کہ ۳۵۷ء میں سیرییم (Sirium) کی کونسل کے موقعہ پر اُنہوں نے صاف کہہ دیا کہ صرف باپ خُدا ہے۔ اور وُہ بیٹے سے ہر صُورت میں بڑا ہے۔ یہ فیصلہ مباحثہ کی صُورتِ حالات کے تبدیل ہونے کا باعث ہُوا۔ کیونکہ اِس بات پر کونسرویٹو ایرین سے جُدا ہو گئے۔ اور آرتھوڈکس سے مل کر ایرین کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ نئی کونسلیں فراہم ہُوئیں اور لوگ نائیسین (Nicene) عقیدے کے معاون ہو گئے۔ کونسرویٹو بہت ہی جلدی ایرین سے جُدا ہو گئے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایرین کے خیال کے مطابق حد سے گزر گیا تھا۔ اور ۳۲۰ء سے ۳۶۰ء تک اُنہوں نے سترہ دفعہ اپنے عقیدے کو تبدیل کیا۔ مشرق میں ایتھینیشس بیل۔ اور دو لوگ گریگریز نے بہت سے نو مریدوں کو آرتھوڈکس ایمان کی طرف کھینچ لیا تھا۔ نیز شہنشاہ جولین نے آرتھوڈکس بشپوں کو بحال کر دیا تھا۔ اور ایرین خیال والوں کو کوئی ترجیح نہ دی۔ آخرکار تھیوڈوسیس اعظم (Theodosius The Great) کے وقت میں اس کا آخری فیصلہ ہُوا۔ شہنشاہ نے ۳۸۱ء کے درمیان قسطنطنیہ میں ایک کونسل فراہم کی۔ جس میں کونسل کے تمام حاضرین بشپوں نے نائیسین عقیدہ کو تسلیم کیا۔ یُوں یہ مباحثہ جو ساٹھ برس تک جاری رہا۔ جس نے کلیسیا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ جس کے سبب بہت فرقے ہو گئے۔ اور غیر اقوام میں تکفیر کا باعث ہُوا آخرکار ختم ہُوا۔ اِس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس کے سبب سے کلیسیاؤں میں سخت تفرقے پڑے۔ مگر آخرکار حق غالب رہا۔ اور تمام کلیسیا نے مان لیا۔ کہ مسیح خُداوند خدا ہے خُدا ہے۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ اور کہ وُہ تمام عالموں سے پیشتر باپ

سے موجود ہُوا۔ اور وُہی تمام ایمانداروں کی نجات کا وسیلہ ہے۔ لاریب کلیسیا کا ابتدا ہی سے یہی عقیدہ تھا۔ مگر بعض بدعتیوں کی تفرقہ اندازی۔ نکتہ چینی۔ جنگ و جدل کی وجہ سے تجربہ اور پورے غور و فکر کے بعد اس صداقت کو کلیسیا نے قبول کر کے ایمان کی پختگی اور مستقل مزاجی سے اُس کو پکڑ لیا ؞

# سترھواں باب

## ابتدائی مشہور کلیسیاؤں کے حالات

خُدا کی بادشاہت کی مُنادی پہلی چار صدیوں میں دُور دراز ممالک میں ہو چکی تھی۔ اور مختلف اقوام کے لوگ مسیحی کلیسیا میں شامل ہو چکے تھے۔ بعض کلیسیائیں مضبوط اور بعض کمزور تھیں۔ ہم اس باب میں چند مشہور اور مضبوط کلیسیاؤں کا بیان کریں گے۔ جب ہم اُن مشہور کلیسیاؤں مثلاً رُوم۔ قیصریہ۔ انطاکیہ۔ اسکندریہ اور کارتھیج کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ علاوہ ان کے اُن کے نواح میں شہروں اور گاؤں میں ہزارہا مسیحی موجود تھے ؞

## رُوم کی کلیسیا

اس کا آغاز کب اور کس سے ہُوا صاف طور پر اس کا حال کسی کو معلوم نہیں ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ سب سے پہلے کس نے یہاں انجیل



سُنائی۔ لیکن اغلباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسیحیت مسیحی سوداگروں اور سیاحوں کے ذریعہ پہنچی۔ پنتکوست کے روز جو لوگ پطرس کی منادی سُننے کو یروشلیم میں حاضر تھے۔ اُن میں رُوم کے یہودی اور نو مرید مُسافر بھی تھے۔ رُوم میں واپس جا کر اُنہوں نے وُہ سب عجیب ماجرے جو دیکھے اور سُنے تھے بیان کئے ہوں گے۔ رُوم کے مسیحیوں کا تذکرہ سب سے پہلے اس موقع پر آتا ہے جبکہ سنہ ۵۲ء میں قیصر قلوڈیس (Claudius) نے حکم دیا کہ تمام یہودی رُوم سے نکل جائیں اُس وقت یہودیوں اور مسیحیوں میں کچھ گڑبڑی ہُوئی ہوگی۔ سنہ ۶۰ء میں پولوس رسُول کے روم میں پہنچنے سے پیشتر وہاں مسیحی موجود تھے۔ کیونکہ جب رسُول نے رومیوں کو خط لکھا۔ تو اُس وقت وہاں ایک مضبوط اور اچھی حالت میں کلیسیا موجود تھی۔ اس کلیسیا میں یہودی اور غیر اقوام سے مسیحی تھے جیسا کہ خط رومیوں کے سولھویں باب میں عبرانی۔ یونانی اور لاطینی نام پائے جاتے ہیں۔ اُن میں یُونانی زیادہ اور لاطینی کم تھے۔ یہاں کی کلیسیا کی یہ حالت بہت عرصہ تک رہی۔ رسُول نے اپنا خط اس کلیسیا کو یُونانی زبان میں لکھا۔ اور رُوم کے بشپ کلیمنٹ نے کرنتھیوں کو اسی زبان میں خط لکھا۔ نیز کلیسیا کے متعلق جو کاغذات نائسیا کی کونسل سے پیشتر موجود تھے وُہ سب یُونانی زبان میں تھے۔ اُن کی نماز کی کتاب یُونانی زبان میں تھی۔ اور تمام ابتدائی بشپوں کے نام بھی یونانی ہیں ؞

اس میں کچھ شک نہیں کہ جب رسُول قید ہو کر دو برس روم میں رہا۔ تو اُس کے وسیلے کلیسیا کو خوب تقویت ملی۔ کیونکہ اُس کے ملاقاتیوں کو اُس سے ملنے کی عام اجازت تھی جنہوں نے اُس کے مُنہ سے خداوند

کا کلام سُنا۔ اور وہ دلیری سے انجیل کی منادی کرتے رہے۔ جس سے بہت لوگ مسیح کی طرف رجوع لائے۔ یہاں تک کہ پریٹوریَن گارڈ اور نیرو کے شاہی خاندان سے بہت مسیحی ہو گئے۔ رومن کیتھولک دعویٰ کرتے ہیں کہ پطرس رسول نے شہر روم میں کلیسیا کی بُنیاد ڈالی۔ بلکہ ۲۵ برس تک وہاں کا بشپ رہا۔ اس بنا پر پوپ صاحبان اپنی عظمت اور فوقیت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ لیکن تواریخ سے اس دعوے کی کوئی مُعتبر گواہی نہیں ملتی۔ اگر اس دعوے کے مطابق پطرس رسول ۴۲ء سے ۶۷ء تک بطور بشپ وہاں رہا ہوتا۔ تو نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ پولُوس رسول اپنے خط رومیوں کے نام میں پطرس کا کچھ ذکر نہیں کرتا۔ نہ اُس کو سلام بھیجتا ہے اور نہ اُس کی تعلیم اور خدمت کا کچھ ذکر کرتا ہے۔ باب ۱۶ میں بہت سے مسیحیوں کو نام بنام سلام تحریر کرتا ہے۔ لیکن پطرس کا نام بالکل نہیں آتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پطرس اسوقت تک روم میں نہیں گیا تھا۔ اور نہ ان خطوط میں پطرس کا کچھ ذکر ہے جو پولُوس نے رُوم کے قید خانے سے کلیسیاؤں کے نام لکھے۔ اس کے سوائے نئے عہد نامہ میں اس قسم کا کوئی ذکر کہیں نہیں پایا جاتا جس سے ظاہر ہو کہ پطرس کا کچھ تعلق روم سے تھا۔ البتہ پطرس اپنے خط میں بابل کا ذکر کرتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ بابل سے مُراد روم ہو۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پطرس رسول کے روم میں خدمت کرنے کی روایت صرف دُوسری صدی کی بدعتی اپاکرافل کُتب میں پائی جاتی ہے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) کلیمنٹائن ہمیس۔ (۲) پطرس اور پولُوس کے اعمال۔ (۳) پطرس کی انجیل۔ (۴) پطرس کی منادی۔ (۵) پطرس کا مکاشفہ۔



ان کُتب میں پطرس کے بارہ میں عجیب و غریب قصّے اور کہانیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کی بابت یوسیبیئس (Eusebius) مؤرخ یُوں تحریر کرتا ہے۔ کہ ہم ان تحریرات کو کیتھولک کتابوں میں شمار نہیں کرتے۔ کیونکہ کوئی کلیسیائی مؤرخ خواہ سابقہ خواہ موجودہ ان کتابوں کو بطور شہادت پیش نہیں کرتا۔ تاہم اس بنا پر جو نامقبول اور نا تسلیم شدہ ہیں رومن کیتھولک یہ دعوے کرتے ہیں کہ مقدس پطرس ۲۵ برس تک روم کا بشپ رہا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض قدیمی بزرگ اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ پطرس رُوم کو گیا۔ چنانچہ کارنتھ کا بشپ ڈایونیسی اُس (Dionysius) ۱۷۰ء میں گواہی دیتا ہے۔ کہ مُقدس پولُوس اور مُقدس پطرس نے روم کی کلیسیا کی خدمت کی۔ ٹرتولین بیان کرتا ہے۔ کہ وُہ دونوں رسُول رُوم میں شہید ہُوئے۔ یُوہنی آئیرنیئس لکھتا ہے۔ کہ ہر دو رسُولوں نے رُوم میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی اور لائینس (Linus) کو وہاں کا پہلا بشپ مقرر کیا۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ جب پولُوس رسُول روم میں قید ہو کر کلیسیا کا انتظام اور خدمت کرتا تھا۔ تو اُس نے اپنی مدد کے لئے پطرس کو وہاں بُلایا ہو۔ اور وُہ دونوں اکٹھے ہو کر کلیسیا کو سنبھالتے رہے ہوں۔ لیکن ۱۷۰ء سے پہلے اس بات کا کوئی ثبوت تواریخ سے نہیں ملتا ہے۔

ہر چند کہ تواریخ سے اس بات کی کوئی مُعتبر گواہی نہیں ملتی ہے۔ تاہم یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دُوسری صدی سے لیکر روم کی کلیسیا میں ہر دلعزیز رہا۔ اور اس کلیسیا نے بڑی ترقی کی۔ اور پاک کیتھولک

رسولی کلیسیا کی ایک بڑی مضبوط شاخ بن گئی ۔

جب شہر یروشلیم ۷۰ء میں فنا ہو گیا تو ایک اہم نتیجہ یہ بھی ہوا کہ کلیسیاؤں کی ماں یعنی یروشلیم کی کلیسیا چوٹی سے گر گئی اور کچھ عرصہ تک بُری اور ہولی حالت میں ہی رہی۔ اس کی جگہ رُوم کی کلیسیا رفتہ رفتہ بڑھتی گئی اور زور پکڑ کر اپنے آپ کو بڑے گھمنڈ سے اکیلی کیتھولک کلیسیا قرار دینے لگی ۔

اس ترقی کی کئی وجوہات تھیں جن کا ذکر مفصلہ ذیل ہے :-

(۱) روم کی کلیسیا ملکی دارالسلطنت کے شہر کی کلیسیا تھی۔ شہر روم اقتضائے مغرب میں سب سے بڑا دولتمند اور متمول شہر تھا۔ یہاں قیصر کا محل۔ سرکاری محکمہ جات اور چاروں طرف سے آمد و رفت کا مرکز تھا لہذا ان باتوں کے سبب سے رُوم کی کلیسیا کو بڑا شرف حاصل ہوا ۔

(۲) پولوس اور پطرس رسولوں جیسے نامی بزرگوں کا وہاں مقام کرنا اور وہاں شہید ہونا روم کی کلیسیا کے لئے بڑی عزت کا باعث تھا ۔

(۳) یہ کلیسیا رسولی عقیدہ پر قائم رہی ہے۔ جب کہ دوسری کلیسیاؤں میں بدعتیں پیدا اور جاری ہوئیں۔ اگرچہ یہاں کے دو ایک بشپوں پر بدعت کا الزام لگا تو بھی عموماً اس کے بشپ بڑے قابل آدمی اور صحیح تعلیم میں بڑے پختہ تھے ۔

(۴) یہاں کے شرکاء کی متمولی اور فیاضی اس کی شہرت کا باعث ہوئی۔

(۵) بیرونی صوبجات سے کلیسیاؤں کے شرکا جب کسی کام کے لئے روم میں آتے تھے تو بشپ سے غالباً انہیں مدد ملتی ہوگی۔ اور اس طرح سے بھی کلیسیاؤں کی نظروں میں رُوم کی کلیسیا کی بڑی عزت تھی نہ اس



وجہ سے کہ اس کے بشپ کو کوئی عالمگیر کلیسیائی اختیار ملا ہوا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے رسوخ۔ دولت اور قابلیت سے اُن کی مدد کر سکتے تھے اور ہمیشہ کرتے بھی تھے ۔

(۶) ۳۳۰ء میں شہنشاہ نے بجائے رُوم کے قسطنطنیہ کو اپنی جائے رہائش مقرر کیا۔ اور اپنا محل لیٹرن ( Lateran ) بشپ کے رہنے کو دے دیا۔ تو رُوم کا بشپ خود مختار اور طاقت ور ہو گیا ۔

(۷) ایرین مباحثہ نے رُوم کے بشپ کی قدر بہت بڑھا دی۔ مشرقی بشپ رُوم کے بشپ کو مغربی کلیسیا کا قائم مقام سمجھنے لگے۔ اور مشرقی آرتھوڈکس مسیحیوں کی نظر میں رومی کلیسیا معزز سمجھی گئی۔ کیونکہ یہ کلیسیا ابتدا ہی سے آرتھوڈکس رہی۔ اور آخرکار جب آرتھوڈکس کی فتح ہوئی تو رومی کلیسیا کی عزت دوبالا ہو گئی ۔

(۸) بعض بشپوں نے سرکاری اور دینی جھگڑوں میں رُوم کے بشپ کے پاس اپیل کرنی شروع کر دی۔ اور ایسے تنازعات کے معاملات میں رُوم کے بشپ کو ثالث مقرر کرنا شروع کر دیا۔ شروع میں تو صرف رُوم کے بشپ سے صلاح و مشورہ کیا جاتا تھا۔ لیکن بتدریج یہی صلاحیں بشپ کا حکم سمجھا جانے لگیں۔ یوں اُس کا درجہ۔ اختیار اور دبدبہ بڑھتا گیا ۔

(۹) بعض مغربی شہنشاہ کمزور۔ عیاش و آرام طلب ہوتے تھے اُنہوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر خوشی سے روم کے بشپ کو زیادہ اختیارات دے دیئے۔ کہ مشکل معاملات کا وہی فیصلہ کیا کرے اور شہنشاہ کو تکلیف نہ ہو۔ باربیرین ( Barbarians ) نے جب رُوم کو فتح کیا اور دیکھا کہ بشپ کے کیسے بڑے اختیارات ہیں اور لوگ

اُس کی کس طرح مانتے ہیں تو اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اُسے بہت انعام و اکرام عطا کیئے۔

۳۴۳ء سے پیشتر رُوم کے بشپ نے کبھی مشرقی کلیسیاؤں پر انتیا نہ جتایا تھا۔ لیکن سارڈیکا (Sardica) کی کونسل نے روم کے بشپ جولیس (Julius) کو یہ اختیار دیا کہ کُل رومی سلطنت میں سے جو بشپ اپنے عہدے سے معزول ہو۔ اُن کی اپیل سُننے کا اختیار روم کے بشپ کو ہوگا۔ اگر اس کے خیال میں اپیل زوردار ہے تو وہ فیصلہ کرے۔ ۳۷۸ء میں شہنشاہ گریشین (Gratian) نے روم کے بشپ کا علاقہ تمام مغربی صُوبجات مقرر کر دیا۔ یُوں رُوم کا بشپ اپنے اختیار اور طاقت میں بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ آخر کار اس نے دعوےٰ کیا کہ میں دُنیا کی کی تمام کلیسیا پر مسیح کا نائب ہُوں۔

## قیصریہ کی کلیسیا

رسُولوں ہی کے وقت سے قیصریہ میں کلیسیا قائم ہو گئی تھی[۱]۔ شروع میں یہاں ایک بشپ بھی مقرر کیا گیا تھا۔ جو انطاکیہ کے پیٹریارک کے ماتحت تھا۔ یہاں کی کلیسیا نے نائسیہ اور کیلسڈون کونسلوں میں اپنے بشپ بھیجے نائسیہ ہی کی کونسل میں جو عقیدہ پاس ہُوا۔ وہ قیصریہ کا پُرانا عقیدہ تھا۔ لیکن قیصریہ کی زیادہ مشہوری کی وجہ بزرگ اوریجن ہے جو الٰہیات کا بڑا عالم تھا۔ جس نے اسکندریہ کے نمونے پر ایک دارالعلوم کی بُنیاد ڈالی۔ اس دارالعلوم کا کام اُس کے شاگرد پمفلس (Pamphilus) کے ذریعہ ایسی

[۱] اعمال ۹: ۳۰ و ۱۰: ۲۴ و ۸: ۴۰ و ۲۳: ۲۳، ۳۳ و ۲۴: ۲۷۔



خوبی سے چلتا رہا۔ کہ اسکندریہ کے مدرسہ کا ہمسر ہو گیا۔

اِس کے علاوہ یہاں اوریجن نے کلام الٰہی کے بہت سے نسخے جمع کیئے جو ایک قیمتی خزانہ ہے۔ اوریجن اور یُوسی بیس برسوں تک اکٹھے کام کرتے اور پڑھتے رہے۔ قیصر ڈایوکلیشین کے عہد میں اوریجن دو برس کے لئے قید ہو گیا۔ اور آخر ۳۰۹ء میں شہادت کا جام نوش کر کے عالم بقا کا راہی ہُوا۔

یوسی بیس جو پمفلیس کا ہم خدمت اور کلیسیا میں مؤرخ کی حیثیت سے تواریخ کلیسیا کا باپ سمجھا جاتا ہے۔ ڈایوکلیشین کی ایذارسانی کے دنوں میں قید ہو گیا۔ مگر کسی صُورت سے اپنی جان لے کر بھاگا۔ اور ۳۱۵ء میں قیصریہ کا بشپ مقرر ہُوا۔ یہ بزرگ مسیحی شہنشاہ کونسٹنٹائن کا دوست اور صلاح کار تھا۔ جب کونسل نائسیہ میں شہنشاہ تشریف لائے تو افتتاحی ایڈریس اسی نے پڑھا تھا۔ اور کونسل میں شہنشاہ کے دہنے طرف بیٹھا تھا۔ نائیسن عقیدہ کا پہلا خاکہ اسی نے اُتارا تھا۔ ۳۳۱ء میں انطاکیہ کا پیٹریارک ہونے کے واسطے یہ منتخب ہُوا تھا۔ لیکن اُس نے اس عہدہ کے لینے سے اِنکار کر دیا۔ یہ عالم تھا۔ مؤرخ اور رہنمائے دین ہونے کے علاوہ لائق مفسر بھی تھا۔ اس کی خاص تصنیفات۔ کلیسیا کی تواریخ جو دس جلدوں میں ہے جو خُداوند یسُوع کے مجسم سے لے کر ۳۲۴ء تک ہے۔ اُس نے دو بڑی اپالوجی (عذرداری) تحریر کیں۔ پہلی اپالوجی پندرہ جلدوں میں ہے جس میں اُس نے بُت پرستی کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔ دُوسری اپالوجی بیس جلدوں میں ہے۔ اور اس میں اُس نے مسیحی دین کی صداقت اور اس کے اصُولوں کو بیان کیا ہے۔ علاوہ اس کے اُس نے صحیفہ یسعیاہ۔ مزامیر اور

انجیل لوقا کی تفسیریں بھی لکھی ہیں۔

## انطاکیہ کی کلیسیا

انطاکیہ کے باشندے تھے تو سریانی مگر زبان یونانی بولتے تھے۔ مرفع الحال ہونے کی وجہ سے عیاش اور ہنگامے بنے ہوئے تھے۔ مگر مسیحی مشنریوں کی ابتدا اسی جگہ سے ہوئی۔ یہ گویا مشنری کام کا مرکز تھا۔ مُقدس پولوس رسول نے انطاکیہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اور اس جگہ سے وہ اپنا مشنری سفر شروع کیا کرتا تھا۔ یہاں پطرس رسول بھی آیا اور ایک پرانی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ انطاکیہ کا بشپ تھا۔ بشپ اگنیشیس (Ignatius) اور اس کے علاوہ کئی اور بزرگ بھی یہاں خدمت کرنے والے مشہور بشپ ہوئے ہیں۔ جیسا کہ تھیوفلس (Theophilus) جو مصنفین میں مشہور ہے۔ سراپیون (Serapion) آرتھوڈکس خیالات کا بڑا حامی گزرا ہے۔ ببیلس (Babylas) جو کہ بڑا روحانی بزرگ اور شہید بھی ہوا۔ اس کے علاوہ انطاکیہ کی مشہوری کی وجہ وہ مدرسہ علم الٰہی تھا جس کی بنا ڈوروتھیس (Dorotheus) اور لوسین (Lucian) نے ڈالی۔ اس مدرسہ کے مدرسین کی یہ خواہش اور منشاء رہتی تھی کہ کلام الٰہی کے معنوں اور تشریح کو بالکل صاف کیا جائے۔ یہ اس بات کے خلاف تھے کہ ہر بات سے کوئی نہ کوئی بھید نکلتا ہے۔ جس کو مسٹی سزم (Mysticism) کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان بعض کی تفسیرات و تشریحات کو جو اس ضمن میں تھیں رد کر دیا۔ بعض مسائل کی صاف صاف تشریح کرنے میں ایسے حد سے بڑھ گئے۔ کہ ریشنلسٹک (Rationalistic)



خیالات میں جا گرے۔ اور ان کا اظہار کرتے رہے۔ جن پر اول ایرین اور پھر نسطورین (Nestorians) نے اپنی بدعتی تعلیم کی بنیاد رکھی۔ جان شیریں زبان جو جان خرسوستم (John Chrysostom) کہلاتا ہے اور تھیوڈورٹ (Theodoret) اسی اسکول کے شاگرد تھے۔

سب سے پہلے انطاکیہ ہی کا بشپ پیٹری آرک کہلایا۔ اور سُریہ اور کنعان کے بشپ اس کے ماتحت تھے۔ ۳۳۰ء میں اس کلیسیا میں بڑے تفرقے پڑ گئے۔ کیونکہ ایرین نے آرتھوڈکس بشپ یوسٹیتھی اس (Eustathius) کو موقوف کر کے اپنا ایرین بشپ مقرر کر دیا۔ ۳۶۰ء میں سیبسٹے (Sebaste) کے بشپ ملیٹیئس (Meletius) کو ایرین نے منتخب کیا کہ وہ یوڈوکسیس (Eudoxius) ایرین بشپ کا جانشین ہوا۔ مگر جلد ہی ایرین لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ملیٹیئس کے خیالات آرتھوڈکس ہیں۔ سو انہوں نے اس کو نکال دیا۔ اور اس کی جگہ یوزوئیس (Euzoius) کو بشپ مقرر کیا۔ شہنشاہ جولین (Julian) کے فرمان کے مطابق کہ مسیحیوں سے نرمی کا سلوک ہونا چاہیے ملیٹیئس انطاکیہ میں واپس آ گیا۔ بزرگ اتھناسیس اور مصر کے بشپوں نے کوشش کی کہ اس کلیسیا میں یگانگت ہو جائے۔ لیکن کلیرس (Calaris) کے بشپ لوسی فر (Lucifer) کے سبب مشکلات اور بھی بڑھ گئیں۔ کیونکہ اس نے پولینس (Palinus) کو آرتھوڈکس پارٹی کا بشپ مقرر کر دیا۔ اس وقت ایسی گڑبڑی ہوئی کہ ایک ہی وقت میں انطاکیہ کے اندر تین بشپ تھے۔ ملیٹیئس (Meletius) کے مددگار مشرقی کلیسیا کے آرتھوڈکس تھے۔ اور پولی نس کے حامی مغربی کلیسیائیں لیکن آخرکار ان دونوں بشپوں میں سمجھوتا ہو گیا جس کو انطاکیہ کے

ہمنوا ہو دین نے قبول کر لیا۔ کہ اِن دونوں میں سے جو پہلے فوت ہو اُس کی جگہ دُوسرا بشپ ہو جائے۔ جب ملیٹیئس فوت ہو گیا۔ تو مشرقی کلیساؤں نے نہ چاہا کہ مغربی کلیسیا کا انتخاب شدہ پولینس (Paulinus) انطاکیہ کا بشپ مقرر ہو۔ سو اُنہوں نے فلیوین (Flavian) کو بشپ مقرر کر دیا۔ جب ۳۸۸ء میں پولینس مر گیا۔ تو مغربی بشپوں نے فلیوین کے مقابلے میں ایک دُوسرا بشپ مقرر کر دیا۔ شہنشاہ تھیوڈوسیس (Theodosius) نے مغربی کلیسیا کو حکم دیا۔ کہ فلیوین کو بشپ تسلیم کریں۔ لیکن یہ تنازعہ ۴۱۵ء تک برابر جاری رہا۔ جس کو فلیوین کے جانشین نے ختم کیا۔ اور وُہ اس طرح کہ کسی عبادت کے موقع پر ضیافت میں فلیوین اپنے مخالفوں میں جا شریک ہوا۔ اُس کے تمام مخالف خوش ہو گئے اور صُلح و صفائی ہو گئی ۔

## اسکندریہ کی کلیسیا

اسکندریہ یُونان کا سب سے بڑا صوبہ تھا۔ اور مشرق میں تجارت کا مرکز تھا۔ اس کے باشندے زیادہ تر مصری۔ یُونانی اور یہودی تھے لیکن بازاروں میں ہر طرح کی بولی سُنی جاتی تھی۔ یہ جگہ مشرق و مغرب کے مذہبی فلسفہ کے یکجا ہونے کا خاص مقام تھا۔ علم و عقل کے لحاظ سے ایتھنز سے دُوسرے درجہ پر تھا۔ یہاں کی کلیسیا اِس بات کی مُدعی تھی کہ اس کلیسیا کی بُنیاد مقدس مرقس نے رکھی تھی۔ لیکن پہلی دُوسری صدی کے مورخوں میں سے کسی نے اِس بات کا ذِکر نہیں کیا۔ اور نہ اُس کے آغاز کا کچھ بیان کیا ہے۔ یہاں کا بشپ تمام بشپوں میں



دُوسرے درجہ پر سمجھا جاتا تھا۔ مصر اور لیبیا (Lybia) کے سب بشپ اُس کی نگرانی میں تھے۔ صُوبہ اسکندریہ کے تمام بشپوں کا تقرر یہی کیا کرتا تھا ۔

اسکندریہ خاص کر اپنے دارالعلوم (Catachetical School) کے سبب زیادہ مشہور تھا۔ یہاں اُستاد و معلمانِ الٰہیات آزادانہ خیالات رکھتے تھے۔ دُوسری صدی میں یہاں کے دارالعلوم میں خادمانِ دین بھی تیار کئے جاتے تھے۔ تعلیم یافتہ افراد اور نومرید بھی یہاں تعلیم پاتے تھے۔ یہاں کے دارالعلوم کے مشہور معلموں کے نام حسب ذیل ہیں :-

الف پینٹینس (Pantaenus) ۱۸۰ء تا ۱۸۹ء ب۔ کلیمنٹ ۱۸۹ء تا ۲۰۲ء۔ ج۔ اوریجن ۲۰۲ء تا ۲۳۲ء اِن معلموں کا یہ خیال تھا کہ غیر مذاہب کے فلسفہ کو اخذ کر لینا چاہیئے۔ اور اُس کو مسیحی فلسفہ سے ملا دینا چاہیئے۔ اُن کا خیال تھا کہ الہامی کُتب کی تفسیر تواریخی۔ اخلاقی اور سرّی طور پر ہو سکتی ہے۔ رفتہ رفتہ وُہ ان خیالات میں یہاں تک وارفتہ ہو گئے کہ تواریخی اور اخلاقی تشریحات کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ پینٹینس (Pantaenus) سٹویک فلاسفر تھا جو مسیحی ہو گیا۔ اکثروں کا خیال ہے۔ کہ اُس نے انجیل کی منادی عرب اور ہندوستان میں کی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں اُس کو ایسے مسیحی ملے جن کے پاس عبرانی میں متی کی انجیل تھی۔ جس کو اُنہوں نے رسُول برتھولما سے پایا تھا۔ ۱۸۹ء سے ۲۰۲ء تک کلیمنٹ اوّل اُستاد رہا۔ اُس کے بعد اوریجن اُس کی جگہ مقرر ہُوا۔ اِس مدرسہ کی شہرت دُور دراز تک پہنچی۔ اوریجن کا مشہور

عالم متبحر شاگرد بنام ڈیونیسیس (Dionysius) (۲۳۲ء سے ۲۶۵ء تک اس مدرسہ کا اعلیٰ اُستاد رہا۔ جو بعد میں اسکندریہ کا بشپ بھی ہو گیا - یہ عالم اپنے وقت کے ہر قسم کے مسائل اور مباحث سے واقف تھا - اپنے بشپی زمانہ میں اُس نے اپنے لوگوں کی بہتری اور بھلائی میں ہر طرح جانفشانی کی - قیصر ڈیشین کی ایذا رسانی کے ایام میں ڈیڑھ سال تک قید رہا - اور قیصر ویلیرین (Valerian) کی ایذا رسانی میں جلا وطن کیا گیا ۔

## کارتھیج کی کلیسیا

دُوسری صدی میں شہر روم سے دُوسرے درجے پر کارتھیج کا مشہور شہر تھا - اس شہر سے اسکندریہ اور جبرالٹر (Gibraltar) تک عُمدہ سڑکیں تھیں - لیکن عیاشی اور غلامی بے حد تھی - جس کے سبب یہ نامور شہر ایسا برباد ہو گیا کہ صفحۂ ہستی سے مٹ گیا - اور اب یہاں صرف کھنڈرات پائے جاتے ہیں - یہ تو معلوم نہیں کہ کیونکر یا کس کے ذریعہ یہاں کلیسیا قائم ہُوئی - مگر دُوسری صدی میں یہاں کلیسیا موجود تھی - تواریخ بتاتی ہے کہ ۱۸۰ء میں یہاں مسیحی شہید ہُوئے - ۲۰۰ء میں یہاں سے دُور دُور تک مسیحی پھیلے ہوئے تھے - شمالی افریقہ اور کارتھیج کے مسیحی بڑے سرگرم اور مسیحی زندگی بسر کرنے والے تھے اسکندریہ کے مسیحیوں کی طرح توہّمات میں گرفتار نہ تھے جو صرف خیالی دین رکھتے تھے - یہ لوگ عامل تھے - لیکن لفظی طور پر انجیل کے عامل نہ تھے - پاکیزہ اور راہبانہ زندگی پر بڑا زور دیتے تھے - ان میں سے بہُت سے مسیحی مونٹن ازم کے پیرو ہو گئے جو ناسٹک ازم کے خلاف تھے اور بدعتیوں کے مقابلہ میں



بُت پرستوں کے فلسفہ کے استعمال کو ناجائز سمجھتے تھے - لیکن اسکندریہ کے فاضل اور اعلیٰ مُعلّم ایسی امداد لے لیا کرتے تھے - ۱۸۰ء کارتھیج میں بارہ مسیحی شہید ہُوئے - ۲۰۲ء میں بہُت سے مسیحیوں پر مُصیبت آئی - وکھانڈہ پرپیچوا (Perpetua) ایک خوفناک مَوت سے شہید ہوئی - دیکھو باب ۱۲ - ٹرٹیلین بیان کرتا ہے - کہ ۲۱۲ء میں پھر ایذا رسانی شروع ہُوئی - ۲۱۵ء سے کلیسیا مضبوطی سے قائم ہوئی - اور ۲۱۸ء میں بشپوں کی ایک کونسل یہاں منعقد ہُوئی - جنہوں نے اس بپتسمہ کی واجبیت کا انکار کیا - جس کو بدعتیوں نے واجب ٹھہرایا تھا - قیصران ڈیشیس اور ڈایوکلیشین کی ایذا رسانی میں یہاں سینکڑوں مسیحیوں نے ایمان کا انکار کیا - جن کی بابت کلیسیا میں بڑا جھگڑا برپا ہُوا - کہ ایسے لوگوں سے کیا سلوک کیا جائے - اسی جھگڑے کی بناء پر بشپ سپرین (Cyprian) کے عہد میں ایک نیا فرقہ برپا ہو گیا - (دیکھو باب ۱۵) مگر بشپ ممدوح کی بُردباری، حلیم مزاجی اور استقلال سے بہُت جلد مِٹ گیا ۔

اس کلیسیا کے مشہور مُعلّم اور پیشوا ٹرٹلیان - لیکٹینٹیس - سپرین اور اگسٹن تھے - ٹرٹلیان اور لیکٹینٹیس اور اگسٹن کا بیان آٹھویں باب میں آیا ہے - یہاں صرف سپرین کا تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے ۔

سپرین ایک خاندانی امیر کارتھیج میں زبان دانی کے مشہور مُعلّم ہونے کے علاوہ لائق وکیل بھی تھا - ۲۴۶ء میں کلام کا مطالعہ کرنے سے مسیحی ہو گیا - اور اپنی تمام جائداد بیچ کر غُرباء میں تقسیم کر دی - اور خود فقیرانہ زندگی بسر کرنی شروع کی - اور بہُت سی کتابیں مسیحیت کی تائید میں لکھیں - ۲۴۸ء تا ۲۵۸ء کے درمیان کارتھیج کا بشپ مقرر ہُوا - لیکن اُس کی تقرر

پر کئی مشہور پریسبٹروں نے مخالفت کی۔ ۲۵۱ء میں جو تفرقہ فیلیسیمس (Felicissimus) اور نویٹس (Novatus) کے درمیان ہوا۔ (دیکھو باب ۱۵) اس کو سپرین نے بڑی ہوشیاری اور دانائی سے دُور کیا ۔

ابتدائی کلیسیا میں سپرین اسقفی انتظام کا ایک زبردست اور سرگرم حامی تھا۔ اور اس بات پر پُختہ ایمان رکھتا تھا۔ کہ بشپ اپنی کارگزاری خدا کے فیصلے سے عمل میں لاتے ہیں۔ نہ محض اس لئے کہ ان کو پادریوں نے منتخب کیا ہے۔ بلکہ اس لئے اُن کو صرف خُدا کی طرف سے ذمہ دار ٹھہرایا۔ اُس نے یہ دعوےٰ کیا کہ سب بشپ برابر ہیں۔ اور کسی کو دُوسرے پر کسی طرح کا اختیار حاصل نہیں۔ اور نہ وہ کسی دُوسرے بشپ کے معاملات میں دخل اندازی کرسکتا ہے۔ اُس کا پختہ ایمان تھا کہ ہر ایک بشپ جو جائز طریقہ سے چُنا گیا اور مخصوص کیا گیا ہو۔ براہ راست رسُولوں کا جانشین ہے۔ ہر چند وہ خُدا سے اختیار حاصل کرتا ہے۔ پر کلیسیا کا منتخب شُدہ ہے۔ اور اُس کا فرض ہے کہ کلیسیائی معاملات میں پادریوں اور گرہستیوں سے صلاح لیوے۔ اُس نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ کیتھولک رسُولی کلیسیا کی شراکت کے بغیر نجات حاصل نہیں ہوسکتی ۔

کارتھیج میں ڈی سی ان (Decian) کی ایذارسانی بہت سخت تھی جس سے بہت لوگ منحرف ہوگئے۔ سپرین اس خیال سے کہ وہ متی کی انجیل دسویں باب کی تیرھویں آیت پر عمل کرتا ہے شہر سے چلا گیا۔ اور اپنی خفیہ جگہ سے اپنے علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔ تعجب کی بات ہے کہ سپرین نے حکم دیا کہ بعض پادریوں کی جو اس ایذارسانی کے



وقت فرار ہوگئے تھے۔ کلیسیا کے خزانے سے کچھ بھی امداد نہ کی جائے ۔

اس ایذارسانی میں بہتوں نے قید کی مصیبتیں اُٹھائیں۔ بے شمار قتل گاہ پر تباہ ہوئے اور ہزاروں پھر گئے۔ لیکن جب آرام ہوگیا تو وہ واپس آئے۔ اور کلیسیا سے معافی مانگنے لگے۔ اس وقت قیدی شہیدوں نے بہت سے مغفرت نامے یعنی (Libelli) ان لوگوں کو دے دئیے اور ان کے ذریعے کلیسیا میں دوبارہ شامل ہونے کے خواہاں تھے لیکن سپرین نے دعوےٰ کیا کہ صرف بشپ اپنے پادریوں کی کونسل کے ساتھ معافی دے سکتا ہے۔ اور پھر اُن کو کلیسیا میں شامل کرسکتا ہے ۔

ایذارسانی کے ایام میں اس نے ہر ایک کو شامل کرنے سے انکار کیا۔ یہ کہہ کر کہ ہر ایک مقدمہ کی تفتیش اور فیصلہ ایذارسانی کے اختتام پر کیا جائیگا۔ لیکن جب اُس کو معلوم ہُوا۔ کہ اُس کے حکم کی کارتھیج میں بے قدری ہُوئی۔ تو وہ ڈر گیا۔ اور اپنے پادریوں کو اجازت دے دی۔ کہ وُہ معافی دے دیں ۔

جب ۲۵۱ء میں ایذارسانی بند ہوگئی۔ تو سپرین کارتھیج میں واپس آیا اور کونسل فراہم کی۔ تاکہ اس معاملہ کا تصفیہ کرلے ۔

فلیسی مس (Felicissimus) ایک ڈیکن نے سپرین کے پہلے حکم کی برملا مخالفت کی تھی۔ اور اپنے ہی اختیار سے گمراہ شدہ کو دوبارہ شامل کرلیا تھا۔ جس پر سپرین نے اُس کو خارج کردیا تھا۔ کونسل نے سپرین کے خارج کرنے کے حکم کو منظور کیا۔ مگر یہ فیصلہ کیا کہ بھٹکے ہوؤں کو توبہ کرنے کے بعد شامل کرلیا جائے ۔

۲۵۲ء میں ایک دُوسری کونسل منعقد ہُوئی۔ جس میں اُنہوں نے

ایک اور بنا رساتی کے ڈر سے سب گمراہ شدگان کو فوراً شامل کر لیا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سپرین نے اپنے پہلے سخت نقطۂ نگاہ کی تخفیف کر دی۔

فلیسی مس نے خارج ہونے کے سبب سے مخالف پارٹی قائم کر لی۔ اور سپرین نے بالمقابل فارچونیٹس (Fortunates) کو بشپ کے لئے چُنا۔ لیکن یہ تفرقہ سپرین کی متحمل اور عاقلانہ تجاویز سے رفع دفع ہو گیا۔ جس کا ذکر باب ۱۵ میں آتا ہے۔

سپرین کا روم کے بشپ سے بارہا جھگڑا ہُوا۔ سپرین اس بات پر زور دیتا تھا کہ دوسرے بشپوں کی طرح روم کے بشپ کو بھی بشپوں کے قواعد کا پابند ہونا چاہیئے۔ نیز اُن قواعد کے مطابق کلیسیا میں جو فیصلہ کریں روم کا بشپ اُس فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا۔

سپرین بشپی سلسلہ کا بڑا حامی تھا۔ اس کا بڑے زور سے یہ دعویٰ تھا۔ کہ بشپ اپنا عہدہ خُدا سے حاصل کرتا ہے۔ یہ انسانی انتخاب پر موقوف نہیں بشپ خُدا کا جوابدہ ہے۔ وُہ اِس بات پر بھی بڑا زور دیتا تھا کہ کلیسیا کے ممبر ہُوئے بغیر نجات ممکن نہیں۔

# اٹھارھواں باب

## مونسٹک اِزم (Monasticism) مینیچے اِزم (Manichaeism) اور پرِسیلین اِزم (Priscillianism)

اوّل۔ مونسٹک اِزم۔ دُنیا کے مذاہب میں ہمیشہ ایسے مرد و عورت پائے جاتے ہیں۔ جو رُوح کی پیاس بُجھانے اور شکستہ دلی چین حاصل



کرنے کے واسطے دُنیا کی تمام خوشیوں اور عزت و دولت کو ترک کر کے تارک الدُنیا ہو جاتے ہیں اور جنگلوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہوتا ہے کہ دُنیا کی خوشیوں اور دولت و دُنیاداری میں پاکیزگی نہیں۔ اِس لئے وُہ بدنی ریاضت۔ خود اِنکاری۔ جفاکشی۔ اور دھیان گیان میں لگے رہنا ہی رُوح کی بہتری کے واسطے مُفید سمجھتے ہیں۔ ایسے خیالات مسیحیت سے تو کچھ واسطہ نہیں رکھتے۔ تاہم اُس زمانہ کے مسیحیوں کے درمیان یہ خیالات بہت پھیل گئے۔ راہبانی زندگی کی یہ صُورت اوّل تو یہودی درویشوں میں پھر اسینیس (Essenes) ناصری رائٹ (Nazarites) اور تھیراپیوٹی (Therapeutea) نیز مشرقی غیر مذاہب میں بکثرت پھیلی ہوئی تھی۔

چند وجوہات جن کے سبب سے ابتدائی کلیسیا میں مونسٹک اِزم نے زور پکڑا:

(۱) چونکہ کلیسیا میں کئی ایک خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اور بعض مسیحیوں کی رُوحانی حالت بہت گری ہُوئی معلوم ہُوئی۔ اِس لئے بہت سے ایماندار مسیحیوں نے خیال کیا کہ زندگی کا اصلی مُدعا دُنیاداری سے الگ ہو کر جنگلوں میں رہنے سے حاصل ہوگا۔

(۲) مشرقی طبائع عمُوماً فقیرانہ زندگی بسر کرنا اور دھیان گیان میں لگے رہنا پسند کرتی ہیں جیسے اسینیس (Essenes) جیسے فرقے جو مسیحیوں کے اِرد گِرد رہتے تھے۔ اِن کا اثر مسیحیوں پر بہت پڑا۔

(۳) پُرانے رومی مذاہب میں ریاضت اور جفاکشی کا خیال بہت پایا جاتا تھا۔ مسیحی بھی اس خیال سے بچ نہ سکے چونکہ کلیسیا میں بہت سے ایسے لوگ شامل ہو گئے۔ جن کے اخلاق بہت گرے ہُوئے تھے۔ لہٰذا سچے ایمانداروں نے اُن سے جُدا رہنے کا یہی طریقہ بہتر سمجھا کہ تارک الدُنیا

ہو جائیں ۔

(۴) ناسٹکوں کی ڈوآلِسٹک (Dualistic) تعلیم تھی۔ جو مادہ اور رُوح کو دو ضدین طاقتیں مانتے تھے۔ اور جسم کو رُوح کا دُشمن تصوّر کرتے تھے۔ اس تعلیم سے بھٹک کر بہت سے مسیحی درویش بن کر جنگلوں میں رہنے لگے کہ جسم کو کُچل کر رُوح کے تابع کریں ۔

(۵) اکثروں کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ انجیل میں رُوحانی زندگی کے دو مدارج ہیں۔ ایک اعلےٰ دُوسرا ادنےٰ۔ لہٰذا جو انجیل کی خاطر سب کچھ ترک کر کے دُنیا سے علیحدہ ہو گئے نئے عہد نامہ کی رُو سے وُہی کامل اور رُوحانی زندگی بسر کر سکتے ہیں ۔

مونسٹک ازم یعنی رہبانیت کا مدار اِس غلط عقیدہ پر تھا کہ ہمیں ثواب کے کام کرنے چاہئیں۔ کِسی ایک کام کا ثواب دُوسرے کام سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ ابتدائی راہبوں کا خیال یہ تھا۔ کہ خُدا کی نعمتوں سے اِنکار کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ان کو حاصل کر کے اپنی خواہشوں میں خرچ کیا جائے۔ پس اُن کے خیال کے مطابق جو مسیح کے کفارہ سے مُفت نجات ملتی ہے علاوہ اس کے گنہگار کو بھی کُچھ ثواب کے کام کرنے چاہئیں۔ تاکہ خُدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ وُہ بیاہ پر بھی اعتراض کرتے تھے۔ وُہ اِس بات کو بالکل بھُول جاتے تھے کہ بیاہ کا اِنتظام خُدا کا مقرر کیا ہُوا ہے۔ جس پر خُدا نے برکت دی ہے۔ اور ایک شادی کے موقعہ پر خود خُداوند یسُوع نے شامل ہو کر اپنی الہٰی طاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اگر شادی کا سلسلہ بند کیا جائے تو اِنسانی سوسائٹی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ راہب شادی کو ناپاک سمجھتے تھے۔ طیطین (Tatian) اور انکریٹائٹز (Encratites) تو اُس کو زناکاری



خیال کرتے تھے۔ مارسیون (Marcion) تو شادی شدہ لوگوں کو بپتسمہ بھی نہ دیتے تھے۔ ترتلیان کی تو یہ تعلیم تھی کہ شادی اور زِنا میں کُچھ فرق نہیں۔ صرف ایک قانونی بات ہے۔ رفتہ رفتہ یہاں تک ان لوگوں کا خیال ہو گیا کہ پاک اور مقدّس زندگی کے واسطے شادی مُضر ہے۔ دُوسری صدی میں راہبانہ زندگی اعلیٰ سمجھی جانے لگ گئی۔ کیونکہ ایسی زندگی سے ثواب بہت حاصل ہوتا ہے۔ بہتوں نے اپنی جائداد چھوڑ دی اور جنگلوں میں جا کر دُعا۔ عبادت۔ روزہ اور دھیان میں زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ بعض اُن میں سے اکیلے غاروں میں جا کر رہنے لگے۔ کہیں کہیں چند ایک مِل کر رہنے لگے۔ بعض رہتے فقیر بن گئے۔ ایسوں کا شمار بہت جلد بڑھ گیا۔ اور ان کا ایک علیحدہ فرقہ بن گیا۔ مصر میں ایسے درویشوں کا شمار بہت بڑھ گیا۔ پکومیس (Pachomius) نامی ایک مصری راہب نے دریائے نیل کے کنارے طبانیسی (Tabannesi) ایک راہب خانہ قائم کر دیا۔ جہاں باقاعدہ مطالعہ دُعا اور کام کے اوقات مقرر کئے گئے۔ رفتہ رفتہ یہ طریقہ مصر سے نکل کر سوریہ۔ کنعان۔ مسوپوتامیہ۔ آرمینیا۔ کپدوقیہ اور پنطس میں پھیل گیا۔ چونکہ اس میں بہت سی بے ضابطگیاں ہونے لگیں اس لئے پکومیس (Pachomius) اور بیزل (Basil) نے مشرق میں اور بینی ڈکٹ (Benedict) نے مغرب میں راہبوں اور درویشوں کے لئے چند ایک قوانین کی پابندی مقرر کی۔ بیزل کے قوانین بہت اچھے اور مکمل تھے۔ آج تک مشرقی راہب خانوں میں وُہی جاری ہیں۔ ۵۲۹ء میں بینی ڈکٹ نے مغربی راہب خانوں کے واسطے قواعد مرتّب کئے ۔

# مونسٹک ازم کے نقصانات اور فوائد

## الف۔ نقصانات

(۱) اِس کا آغاز مسیحی طریق سے نہیں ہُوا۔ بلکہ یہودیت اور مشرقی مذاہب سے ہُوا ہے۔

(۲) یہ طریق مسیحی تعلیم کی رُوح کے خلاف تھا۔ کیونکہ مسیحی تعلیم یہ ہے کہ تم دُنیا میں رہ کر دُنیا کے واسطے نمک اور نُور رہو۔ یہ نہیں کہ تم دُنیا سے بالکل الگ ہو جاؤ۔

(۳) بعض یہ خیال کرنے لگ گئے۔ کہ ہم تو کام کریں۔ اور راہب ثواب کمائیں۔ چونکہ بعض ثواب کم قدر اور بعض افضل سمجھے جانے لگے یُوں رُوحانی غرور پیدا ہو گیا۔

(۴) اس سے آپس میں ایک دُوسرے سے فرق کرنے لگ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ (الف) فطرتی رشتوں کی حقارت ہونے لگ گئی۔
(ب) رُوحانی غرور کی شدت بڑھ گئی۔ (ج) اپنے جسم کو یہاں تک دُکھ دینے لگ گئے کہ خودکشی جاری ہو گئی۔

(۵) اِس طریقہ سے بے کاری۔ ریاکاری۔ خودی۔ گداگری۔ غرور و خودنمائی بہت بڑھ گئی۔

(۶) چونکہ راہب اپنے آپ کو خدامِ دین اور اُسقفوں اور دین کے انتظام سے آزاد سمجھتے تھے۔ اِس لئے انتظامی معاملات میں بہت گڑبڑی ہو گئی۔ اور یہ لوگ کلیسیا کے انتظام میں بیجا دخل دینے لگ گئے۔

(ب) فوائد۔ (۱) یہ راہب خانے دُنیا کے ستائے ہُوئے اور دُکھیوں کے واسطے جائے پناہ ہو گئے۔ بیماروں اور غریبوں کی



خبرگیری ہونے لگی۔

(۲) یہ راہب خانے خادمانِ دین اور کلیسیا کے افسروں کے واسطے تعلیم گاہ بن گئے۔ جہاں کلام کا مطالعہ اور نئی نئی ایجادوں کا آغاز ہو گیا۔

(۳) راہب ریاضت۔ خود انکاری اور فرمانبرداری۔ کے بڑے معاون تھے۔ اور دُنیاداری کلیسیا کی رُوح کے خلاف۔

(۴) راہبوں کا اِس بات پر بڑا زور تھا کہ خُدا کی نظر میں سب آدمی برابر ہیں۔ اِس لئے وُہ مالکوں کو بلکہ اُن کے غلاموں کو بھی اپنے راہب خانوں میں داخل کر لیا کرتے تھے۔ جیسے دولتمندوں کو ویسے ہی غریبوں کو بھی قبول کرتے تھے۔

(۵) بھوک پیاس سہہ کر دوسروں کی مدد کرنا اُن کا اصُول تھا۔ اور سادہ زندگی کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اگر نقصانات اور فوائد کا مقابلہ کیا جائے۔ تو خطرات کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ اگرچہ راہب دُنیا جسم اور شیطان کی آزمائشوں سے بچنے کے واسطے جنگلوں میں چلے جاتے تھے تاہم آزمائش کرنیوالے سے جو دل میں رہتا ہے بچ نہ سکتے تھے۔ یہ ایک قسم کی بُزدلی اور اُس کے ساتھ خودغرضی بھی تھی۔ بھلا روزانہ فرائض اور ذمہ داریوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا سکونت کرنا یہ کونسی مسیحیت تھی؟ کمزوروں اور دُکھیوں اور مدد کے محتاجوں کو چھوڑ کر محض اپنی جان بچانے کے لئے جنگلوں میں نکل جانا۔ یہ تو مسیح کے نمونہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی بابت لکھا ہے کہ وُہ نیکی کرتا پھرا۔ وُہ زندگی کے فرائض ترک کر کے بنوں میں نہیں جا رہا تھا۔

دوئم - مینیچی اِزم (Manichaeism) یہ فرقہ تیسری صدی میں شروع ہوا - اور ساتویں صدی تک رہا - دراصل یہ فرقہ ناسٹک اِزم اور فارس کے ڈوال اِزم کی شاخ تھا - یہ محض بدعت ہی نہ تھی - بلکہ ایک طرح سے دوسرا مذہب تھا - اگرچہ اس کے شرکا مسیحیوں اور بُت پرستوں سے ستائے گئے - تاہم بہت جلد پھیل گئے - قریباً تمام مسیحی شہنشاہوں نے اس کے خلاف فرمان جاری کئے۔

مشرقی بیانات کے مطابق یہ ایک بدعت تھی - جس کا بانی فارس کا ایک فلاسفر مےنیز (Manes) تھا جو ۲۱۵ء و ۲۷۶ء کے درمیان تھا مسیحی ہو گیا مگر بدعت کے باعث کلیسیا سے خارج کیا گیا - اُس نے ۲۴۵ء میں دعوے کیا - کہ میں فارقلیط ہوں - اور اُس نے مسیحی عقائد میں اُس تعلیم کو جو کہ اُس نے زردشت اور بدھ مذہب سے حاصل کی تھی شامل کرنے کا قصد کیا - اور ایک قسم کے ڈوال اِزم کی منادی شروع کر دی - اس کا عقیدہ ایسے دو اصولوں پر تھا - جو ایک دوسرے کے متضاد تھے - یعنی نور خدا ہے - اور تاریکی بدروح یا مادہ ہے - ان دونوں میں برابر جنگ جاری رہتی ہے - تاریکی نے نور پر حملہ کیا - جس کا مقابلہ کرنے کو یسوع پیدا ہوا - جس کی سکونت گاہ سورج اور چاند تھی - دُنیا کو تو خدا نے پیدا کیا - لیکن آدم کو دُشمن نے پیدا کیا - اِنسان میں دو ارواح ہیں - ایک نور کی طرف سے دوسری تاریکی کی طرف سے - اس کی نجات کا باعث یسوع ہوا جو سورج سے اُتر کر آیا تھا - اُس نے آکر انسان کو بتلایا - کہ کس طرح روح جسم سے آزاد ہو سکتی ہے اور کہ توبہ کرتے ہوئے یسوع اور مےنیز (Manes) کی تابعداری کر کے مادہ سے آزاد ہو کر خدا کے خادم بن سکتے



ہیں - مناکین کا یہ خیال تھا - کہ مسیح صوری جسم رکھتا تھا - درحقیقت اس کا جسم کوئی نہ تھا - اس لئے اس کے پیرو مسیح کی پیدائش - ختنہ - آزمائش اور قیامت کا انکار کرتے تھے - اُن کا دعوےٰ تھا کہ رُوح القدس کا وعدہ اُن کے اُستاد مےنیز (Manes) میں پورا ہوا - مےنیز (Manes) پُرانے عہدنامہ کو رد کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ چونکہ میں فارقلیط ہوں - میں پورا اختیار رکھتا ہوں کہ پُرانے اور نئے عہدنامہ کو رد کروں یا تبدیل - مےنیز (Manes) یہ بھی دعوے کرتا تھا - کہ نیا عہدنامہ رسولوں نے بگاڑ دیا ہے - اور اُس نے بارہ رسول مقرر کئے - اور اُن کے ماتحت بہتر ۷۲ بشپ مقرر کئے - جو پریسبٹروں - ڈیکنوں اور مبشروں کے کام کی نگرانی کریں - اُس کے شاگردوں کی دو قسمیں تھیں - عوام معتقد جو اپنے زندگی کے کاروبار میں مشغول رہتے تھے دوسرے کامل یا چُنے ہوئے یہ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے - اور کسی قسم کا سامان اپنے ساتھ نہ رکھتے تھے نیز شراب اور گوشت سے پرہیز کرتے تھے۔

مناکین کسی قسم کا معبد یا گرجا نہ بناتے تھے - عید پنتکوست کو مانتے تھے - لیکن کرسمس یعنی عید تولد کو نہ مانتے تھے - اتوار آرام کا دن مانا جاتا تھا - اور عشاء ربانی عمل میں تو لاتے تھے - مگر اس میں مے کا استعمال نہ کرتے تھے - سورج کے رُخ منہ کر کے ہر روز چار نمازیں ادا کرتے تھے۔

مناکی اِزم عموماً مشرق میں خصوصاً مصر اور افریقہ میں بہت پھیل گیا - مغرب میں اسپین اور گال تک چلا گیا - بزرگ اگسٹین نے اس سلسلہ کی سخت مخالفت کی - اور کلام الٰہی کی صداقت اور اُسکے الہام کو ثابت کیا۔

**سوم - پری سیلین ازم** ( Priscillianism ) ۳۷۰ء کے درمیان اسپین میں ایک اور بدعت اُٹھی - یہ بدعت ایک قسم کی کھچڑی تھی جو مناکین ازم - ناسٹک ازم اور سیلین ازم کی ملاوٹ سے پیدا ہوئی تھی - اسپین کے ایک شریف اور اعلےٰ خاندان کا ایک امیر و عالم شخص بنام پری سیلین ( Priscillian ) اِس بدعت کا بانی تھا - یہ اپنے پیروؤں کو شادی کرنے اور تمام جسمانی لذّات سے پرہیز کرنے کی تعلیم دیتا تھا - فقیرانہ زندگی پر زور دیتا اور بدن کی قیامت کا منکر تھا - اُس کے پیرو مسیح کے تجسّم اور پیدائش کا اِنکار کرتے تھے - اُن کا خیال تھا کہ دُنیا کو شیطان نے بنایا ہے - ایذا رسانیوں سے بچنے اور اپنی تعلیم کی اشاعت کی خاطر پری سیلین نے اپنے پیرؤوں کو اجازت دی کہ ضرورتاً جھوٹ بولنا - دھوکا دینا اور ریاکاری کرنا جائز ہے ۔

سپین میں یہ فرقہ بہت پھیل گیا - عورات میں اس کی خوب ترقی ہوئی چند ایک بشپ بھی اُس کے معتقد ہو گئے - اور پری سیلین کو اویلہ ( Avila ) کا بشپ مقرر کر دیا - ۳۸۰ء میں سارا گیسا ( Saragossa ) کی کونسل نے اُس کی تعلیم کو ناجائز قرار دیا - اور شہنشاہ گریشین ( Gratian ) کو اُس کے بشپی تقرر کے خلاف تحریر کیا - شہنشاہ نے پری سیلین اور اُن بشپوں کو جنہوں نے اُس کا تقرر کیا تھا جلاوطن کر دیا - پری سیلین نے روم کے بشپ کے ہاں اپیل کی - لیکن ڈاماسس ( Damasus ) نے اُس کے دیکھنے سے اِنکار کیا - میلان کے بشپ امبروز ( Ambrose ) نے پری سیلین اور اُس کی تعلیم کی سخت مخالفت کی - پری سیلین نے ایک گراں بہا رشوت کے ذریعہ شہنشاہ سے بحالی کا حکم لے لیا لیکن



شہنشاہ کی وفات کے بعد پھر معزول ہو گیا - اور ۳۸۵ء میں شہنشاہ مکسی مس ( Maximus ) نے فیصلہ کر کے اُس بدعت کو ناجائز قرار دیا - چند سے تکلیف دے کر یہ اور پانچ چھ اُس کے ساتھی ٹریو میں قتل کئے گئے -

لیکن بشپ مارٹن ( Martin ) امبروز ( Ambrose ) اور روم کے بشپ نے اس فیصلہ کو ناجائز ٹھہرایا - کیونکہ یہ مقدمہ سول کچہری میں فیصلہ ہُوا - سو بعض پری سیلین کو شہیدوں میں شمار کرنے لگ گئے - یہ فرقہ چھٹی صدی تک ترقی کرتا گیا - لیکن ۵۶۳ء کے بعد اس کا پتہ نہیں چلتا جبکہ براگا ( Braga ) کی کونسل نے اس کو دبانے اور معدوم کرنے کا حکم صادر فرمایا ۔

---

# اُنیسواں باب

## چوتھی اور پانچویں صدی کے چند ایک کلیسیائی پیشواؤں کا بیان

کلیسیا میں بعض ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو اپنے اعلیٰ چال چلن علم و فضل - پاکیزہ زندگی اور پیشوائی کی لیاقت کے لحاظ سے اپنے ہم خدمتوں میں ممتاز تھے - جن کا نام آج تک کلیسیا میں روشن اور زندہ ہے چوتھی اور پانچویں صدی میں سے ایسے چند ایک بزرگوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے - سب سے پہلے مشرقی کلیسیا میں سے کپدوقیہ کے تین بزرگوں کا ذکر ہم کرتے ہیں - الف - قیصریہ کا باسل ( Basil ) اور - ب - اُس کا

بھائی نائیسہ کا گریگری (Gregory of Nyssa.) تھا۔ اور نزیانزس کا گریگری (Gregory Nazianzus) انہوں نے مشرق میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔

الف قیصریہ کا باسل۔ ٣٢٩ء میں کپدوقیہ کے شہر قیصریہ میں ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوا۔ اس کی ابتدائی تعلیم قیصریہ میں ہوئی۔ علم ادب اور فلسفہ اُس نے قسطنطنیہ میں سیکھا۔ ایتھنی میں اُس نے اپنی تعلیم ختم کی۔ ٣٥٠ء میں بپتسمہ پایا۔ اور کچھ عرصہ بعد کلیسیا میں ریڈر (Reader) کا تقرر حاصل کیا۔ ان ایام میں اُس نے کئی ایک راہب خانوں کو جو سوریہ۔ مسوپوتامیہ۔ کنعان اور مصر میں تھے۔ جا کر دیکھا۔ واپسی پر اُس نے اپنی جائداد کا حصہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ اُس کی نیت راہب بننے کی ہو گئی تھی۔ اُس نے بمقام ایبورا (Ibora) علاقہ پونٹس (Pontus) میں ایک راہب خانہ کی بنیاد ڈالی۔ اور وہاں اُس نے ایسی شدت سے ریاضت کی۔ کہ اُس کی عمر غالباً اسی سے کم ہو گئی۔ خوراک سادہ۔ گوشت سے پرہیز۔ لباس صرف ایک لبادہ اور رات کو اون کا کمبل۔ بس اسی پر کفایت تھی۔ پاس ہی اُس راہب خانہ کے اُس کی والدہ اور ہمشیرہ ایسی ہی زندگی پر بسر اوقات کرتی تھیں۔ اُس نے درویشوں کے واسطے چند ایک قوانین مرتب کئے۔ جو مشرقی راہب خانوں میں جاری تھے۔ اور آج تک کل یونانی کلیسیا میں رائج ہیں۔ اس کا خیال تھا۔ کہ تارک الدنیا ہو کر اکیلے زندگی بسر کرنے سے لوگوں کے درمیان رہنا مفید اور بہتر ہے۔ باسل محنت و مشقت۔ تیمارداری اور بچوں کی تعلیم پر بہت زور دیتا تھا۔ مگر حد سے زیادہ ریاضت کا جس سے روحانی غرور پیدا ہو جائے سخت مخالف تھا۔



٣٦٤ء میں قیصریہ کے بشپ یوسی بی اس نے اس کو پرسبٹر مقرر کیا۔ کچھ مدت تک اُس نے ڈایوسیس میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ مگر یوسی بی اس کے حسد کی وجہ سے پھر وہ اپنے راہب خانہ پونٹس (Pontus) میں چلا گیا۔ ایرین حملوں کے وقت یوسی بی اس کی مدد کے واسطے قیصریہ میں واپس آیا۔ یہاں اُس نے بیماروں کے واسطے ایک بڑا ہسپتال کھولا۔ ٣٧٠ء میں یوسی بی اس کا انتقال ہو گیا۔ باوجود سخت مخالفت کے باسل اُس کی جگہ آرچ بشپ مقرر ہوا۔ جن وسائل سے باسل نے یہ عہدہ حاصل کیا۔ اُن کے سبب بہت لوگ اُس کے مخالف ہو گئے۔ نزیانزس کے گریگری نے جو اُس کا بڑا دوست تھا۔ اُس سے ملنا ملانا چھوڑ دیا۔ اُس کے علاقہ کے بشپوں نے اُس سے خط و کتابت کرنے سے انکار کیا۔ لیکن باسل اپنے عہدہ پر ڈٹا رہا۔ اور بہت جلد ایرین کے مباحثوں میں مشغول ہو گیا۔

٣٧١ء میں ویلنس (Valens) شہنشاہ نے جو کہ ایرین خیالات کا تھا۔ باسل کے زور کو کم کرنے کی خاطر کپدوقیہ کے علاقہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور کوشش کی کہ زبردستی باسل کو ایرین کے زیر کرے۔ لیکن باسل نے اس سے انکار کیا اور ایرین کو اپنے گرجوں میں عشاء ربانی دینا بند کر دیا۔ باسل بڑا مدبر۔ لسان اور الٰہیات کا عالم تھا۔ اتھاناسیس کی وفات کے بعد آرتھوڈوکس کلیسیا کا یہی پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ اُس نے بہت سی کتابیں ایرین اور میسڈونین (Macedonians) کے خلاف لکھیں۔ اُس کی تصنیفات سے ٣٦٦ چٹھیاں اور ٦٥ خطوط اور ایک سو وعظ ابھی تک موجود ہیں۔

ب۔ نیسہ کا گریگری (Gregory of Nyassa) ۳۳۵ء میں پیدا ہوا۔ طبیعت کا شرمیلا اور جسم سے نحیف تھا۔ لیکن بہت ہوشیار اور علم و ادب کا عالم تھا۔ نئے قیصریہ میں اُس نے تعلیم حاصل کی اور باسل کے راہب خانہ میں داخل ہو گیا۔ کئی برس تک وہاں الٰہیات کی تعلیم پاتا رہا۔ ۳۷۱ء میں باسل نے اُسے زبردستی نیسہ کا بشپ مقرر کیا۔ کپدوکیہ کے علاقہ میں یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ یہاں پر ایرین نے اُسے بہت تکلیف دی۔ لیکن اُس نے بڑی جوانمردی سے اُن کا مقابلہ کیا۔ ۳۷۶ء میں ایرین نے اس کو بشپی عہدہ سے علیحدہ کر دیا۔ لیکن دو برس بعد شہنشاہ گریشین (Gratian) نے اُس کو پھر بحال کر دیا۔ ۳۷۹ء میں انطاکیہ کی کونسل نے اُسے عرب کی کلیسیاؤں کے درمیان دورہ کرنے پر مقرر کیا۔ تاکہ اُن کے درمیان امن و امان پیدا کرے۔ عرب کو جاتے ہوئے وہ یروشلیم میں بھیج گیا۔ مگر وہاں کلیسیا کی رُوحانی حالت گری ہوئی دیکھ کر اُسے بہت رنج ہوا۔ ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ کی کونسل میں گیا۔ جس میں اُس نے بہت خدمت کا حصہ لیا اور نائیسن عقیدہ کا نیا خاکہ اُس نے وہاں پیش کیا جس کو آرتھوڈوکس مسیحیوں نے بدل منظور کیا۔ یہ شخص اعلےٰ درجہ کا مصنف تھا۔ اُس کی بہت سی تحریرات اب تک موجود ہیں۔

ج۔ نزیان زس کا گریگری (Gregory of Nazianzus) ۳۲۹ء میں کپدوکیہ کے ایک گاؤں ایرین زس (Arianzus) میں پیدا ہوا۔ اُس کے باپ کا نام بھی گریگری تھا۔ جو پینتالیس برس تک نزیان زس (Nazianzus) کا بشپ رہا۔ اُس نے کپدوکیہ کے قیصریہ میں تعلیم حاصل کی جہاں اُس کی واقفیت باسل اور اُس کے بھائی گریگری سے ہوئی۔



جبکہ اتھناسیس اسکندریہ کا بشپ تھا۔ وہاں اُس نے تعلیم پائی اور کنعان کے قیصریہ میں بھی پڑھتا رہا۔ پھر وہ اتھنی کو چلا گیا۔ اور وہاں باسل اور شہنشاہ جولیئن (Julian) کے ساتھ تعلیم پاتا رہا۔ بارہ برس تک یہاں تعلیم پائی۔ پھر وہ اپنے باپ کے ڈایوسیس میں آ گیا۔ اور اُس کی مدد کرتا رہا۔ چند برس باسل کے راہب خانہ میں بھی رہا۔ جہاں اُس نے بڑی ریاضت کی۔ ۳۶۱ء میں اُس کے باپ نے اُسے پریسبٹر کے عہدہ پر مقرر کیا۔ چونکہ یہ اس عہدہ پر خوش نہ تھا۔ واپس باسل کے راہب خانہ میں آ گیا۔ مگر یہاں آ کر وہ اس بات سے پچھتایا اور نزیان زس (Nazianzus) کو واپس چلا آیا۔ اور یہاں آ کر اُس نے پریسبٹر کے عہدہ پر بہت کچھ کیا۔ باسل نے اُسے سیسما کا بشپ مقرر کر دیا۔ اپنے والد کی وفات پر اُس نے ایک برس تک اُس کے ڈایوسیس کو سنبھالا۔ پھر وہ سیلوسیہ (Seleucia) کو چلا گیا۔ جہاں وہ تین چار برس تک رہا۔ اور الٰہیات پر بہت کچھ لکھتا رہا۔

پچاس سال سے ایرین ازم قسطنطنیہ کا مذہب رہا تھا۔ اور راسخ الاعتقاد یعنی آرتھوڈوکس مسیحی بہت تھوڑے سے رہ گئے تھے جن کا نہ کوئی عبادتخانہ اور نہ کوئی بشپ تھا۔ اور وہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ جب گریشین (Gratian) تخت پر بیٹھا تو راسخ الاعتقاد مسیحیوں نے گریگری کو بلایا۔ کہ وہ قسطنطنیہ میں کام شروع کرے۔ وہ ایک مکان میں منادی کیا کرتا تھا اور اپنے وعظوں کے سبب ایسا مشہور و مقبولِ عام ہوا۔ کہ لوگ جوق جوق اُس کا وعظ سننے جاتے تھے۔ مگر ایرینز نے اُس کی بشدت مخالفت کی۔ تب تھیوڈوسیس (Theodosius) ۳۸۰ء میں شہنشاہ ہو کر قسطنطنیہ میں داخل ہوا۔ جب ایرین بشپ نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہونے

سے انکار کیا۔ تب شہنشاہ نے اُس کو معزول کر دیا۔ اور گریگری کو قسطنطنیہ کا پیٹری آرک مقرر کیا۔

۳۸۱ء کی کونسل قسطنطنیہ کا یہی ممبر مجلس تھا۔ چونکہ یہاں اُس کی بہت مخالفت ہوئی سو اُس نے اپنے عہدے پیٹری آرک سے استعفا دے دیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ بشپ کو واجب نہیں کہ ایک ڈایوسیس سے دوسرے ڈایوسیس میں تبدیل ہو۔ جیسا کہ یہ ہوا ہوں۔ وہاں سے چلتا بنا۔ پھر وہ اپنی جائے ولادت نزینزس (Arianzus) کو چلا گیا۔ اور باقی زندگی خلوت میں بسر کی۔ ۳۸۹ء میں فوت ہو گیا۔ یہ عظیم الشان تھا۔ اس کی تحریرات بڑے پایہ کی ہیں۔ اس کی تحریرات میں سے ۴۵ اوریشن ۲۴۳ خطوط اور ۵۰۷ پوئم اب تک موجود ہیں۔ یہ ہر سہ ممدوح اشخاص مشرق میں آرتھوڈوکس کے بڑے حامی گزرے ہیں جن کی تاثیر کلیسیا پر پڑی تھی۔

### د۔ جان خریسوسٹم یعنی خوش دہان جان

(John Chrysostom) اپنی خوش تقریری کی وجہ سے خوش دہان کا لقب حاصل کیا تھا۔ انطاکیہ میں ۳۴۷ء میں پیدا ہوا۔ اوائل عمر میں وکالت کا کام بڑی کامیابی سے کرتا رہا۔ پھر مذہب کی طرف مائل ہو گیا۔ اُس کو بشپ میلیتس (Meltius) نے بپتسمہ دیا۔ اور کلیسیا میں ریڈر (Reader) مقرر کیا۔ ۳۷۴ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد انطاکیہ کے پہاڑوں میں چلا گیا۔ چار برس ایک راہب خانہ میں بسر کئے۔ اور دو برس غاروں میں رہا۔ لیکن بیماری کی وجہ سے اُس کو واپس شہر میں آنا پڑا۔ جہاں پریسبٹر مقرر ہوا۔ انطاکیہ میں یہ مشہور اور قابل واعظ تھا



اُس کی خوش تقریر بہت لوگوں کو کھینچ لاتی تھی۔ اُس کی خوش بیانی کا راز یہ تھا کہ اُس کو علمِ الٰہی کا گہرا علم تھا۔ جس کو وہ نہایت فصاحت سے بیان کرتا تھا۔ مزاج کا بڑا مہربان اور ہمدرد تھا۔

۳۸۷ء میں انطاکیہ میں ایک بڑا بلوہ ہوا جس پر شہنشاہ تھیوڈوسیس (Theodosius) نے قتلِ عام کا حکم دیا۔ بہت لوگ مارے گئے۔ بہتوں کی جان بخشی خریسوسٹم کی سفارش سے ہوئی۔ دس برس بعد شہنشاہ آرکیڈیس (Arcadius) نے اُس کو قسطنطنیہ کو پیٹری آرک مقرر کیا۔ گروہ کے گروہ اُس کی تقریر سُننے کو آتے تھے۔ اُس کی کوشش یہ رہتی تھی۔ کہ ایرین گاتھس (Arian goths) کو حقیقی ایمان کی طرف پھیر لائے۔ اُس نے غیر قوم گاتھ (Goths) اور سِتھیانس (Scythians) کے واسطے مشنری بھیجے۔ قسطنطنیہ میں خادمانِ دین کی حالت بہت پژمردہ تھی۔ کیونکہ اب تک اُن کی طرف سے بہت بے پروائی رہی۔ لیکن جب خریسوسٹم نے کوشش کی کہ خادمانِ دین خُدا کی خدمت اور سادہ زندگی کی طرف توجہ کریں۔ تو اُس کی بہت مخالفت کی گئی۔ جب اُس نے کئی ایک کو خون اور زناکاری کی وجہ سے عہدے سے برطرف کر دیا۔ تو بہت اُس کے دُشمن ہو گئے۔ اُس نے تیرہ بشپوں کو بھی عہدے سے برطرف کر دیا۔ جنہوں نے بڑی بڑی رشوتیں دے کر یہ عہدے حاصل کئے تھے۔ تب تو اُس کی سخت مخالفت کی گئی۔ کیونکہ ملکہ یوڈوکسیا (Eudoxia) کے سرکاری عہدہ دار اور بہت سے خادمانِ دین اُس کے بے دھڑک وعظوں پاک زندگی اور سخت ریاضت سے تنگ آ گئے تھے۔ ۴۰۱ء میں وہ قسطنطنیہ کو بشپ سویرین (Severian) کے سپرد کر کے افسس کے معائنہ کو

لے گیا - وہاں اُس نے چھ بشپوں کو جنہوں نے اپنا تقرری عہدہ خریدا ہُوا تھا ۔معزول کر دیا - جس کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے دشمن بن گئے - قسطنطنیہ واپس آ کر اُس کو معلوم ہُوا - کہ بشپ سویرین نے اُس کی مخالفت میں ایک جماعت قائم کر لی ہے - اس لئے اُس نے اُس کو خارج کر دیا - نیز اسکندریہ کا بشپ تھیوفلس (Theophilus) اُس کے عہدہ سے رشک کھاتا تھا - سو وہ اس مخالفت میں مخالفوں کے گروہ کا پیشوا بن گیا - اور ملکہ کی مدد سے کیلسڈون (Chalcedon) کی کونسل میں خریسوسٹم کو اُس کے عہدے سے برطرف کر دیا - اور وہ چُپ چاپ قسطنطنیہ سے چلا گیا - لیکن اس کے دُوسرے ہی دن ایک سخت زلزلہ کے دھکّے نے قسطنطنیہ کی بُنیادیں ہلا دیں - جس سے لوگوں پر بڑا خوف چھا گیا اور درخواست کی کہ خریسوسٹم واپس بُلایا جائے - سو وہ بڑی آؤ بھگت کے ساتھ قسطنطنیہ میں واپس آیا - اور تھیوفلس شرمندہ اور نادم ہو کر اسکندریہ کو واپس چلا گیا ۔

ملکہ یوڈوکسیا (Eudoxia) کو اُس نے عوام میں ملامت کی - اُس پر سنہ ۴۰۴ء میں شہنشاہ نے ایک کونسل کر کے اُس کو معزول کر دیا - تب یہ آرمینیا (Armenia) کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں چلا گیا - اس جگہ تمام مشرقی کلیسیاؤں کا انتظام کرتا رہا - اُس نے کئی بشپوں سے خط و کتابت کی - اور گاتھس (Goths) اور فارس کو مشنری بھیجے - اس کام کے واسطے اُسے بہت روپیہ مِل گیا مغربی کلیسیائیں بھی اُس کی مدد کرتی رہیں - تین برس بعد اُس کو جلاوطن کیا گیا - لیکن سفر ہی میں باون برس کی عمر پا کر سنہ ۴۰۷ء میں فوت ہو گیا ۔



کر سسٹم پر بدعت کا کوئی الزام بھی نہیں لگا - بلکہ وہ مُلکی و دینی پیشواؤں کی باہمی کشمکش و اسکندریہ کے بشپ کے حسد و فساد اور پادریوں کے بغض کے نتائج کی تکالیف اُٹھاتا رہا - اُس کی سخت و بیرحم طبیعت کی وجہ سے اور دُوسرے بشپوں پر اختیار رکھنے اور ناعاقبت اندیش سرگرمی کی وجہ سے اُسکے بہت سے دُشمن بن گئے - وہ ضابطۂ کلیسیا کے سبب شہید ہُوا ۔

اُس نے انطاکیہ میں بارہ سال اور قسطنطنیہ میں چھ سال خدمت کی - اُس نے تقریباً چھ سو وعظ اور نئے عہد نامہ کی کئی تفسیریں لکھیں ۔

۵ - جیروم (Jerome) تواریخ کلیسیا میں یہ بزرگ عام طور پر بہت مشہور ہے - خصوصاً ذیل کی باتوں کے سبب اُس کی بڑی شہرت ہے ۔

(۱) اُس نے ولگیٹ (Vulgate) یعنی لاطینی بائیبل کا ترجمہ کیا جو مغربی کلیسیا کی لاطینی بائیبل ہے ۔

(۲) اُس نے مغربی یورپ میں راہبانیت کی بُنیاد ڈالی - اور خود بھی درویشانہ طریقہ کا بڑا پابند تھا ۔

(۳) اپنے وقت کا بڑا زبردست مصنّف تھا - اُس نے عام تواریخ اور کلیسیا کی تواریخ پر بہت کچھ لکھا ہے - اپنے وقت کا بڑا عالم - ذہین اور بڑا سرگرم تھا - لیکن طبیعت کا بڑا سخت اور کرخت تھا - مباحثہ میں بڑا تیز ہو جاتا تھا - اور کسی قدر مغرور بھی تھا - وہ مذہبی کتابوں کے مطالعہ کرنے میں از حد قابل تھا - اور مخالفت کا سخت دشمن تھا - اُس کی ساری زندگی ایک مستقل مقابلہ بنی رہی ۔

سنہ ۳۴۰ء میں وہ سٹرائڈون (Stridon) میں پیدا ہُوا - اُس کا والد ایک امیر کبیر آدمی تھا - اُس نے روم میں تعلیم حاصل کی - اور بشپ لائبیریس

(Liberius) سے روم میں بپتسمہ پایا۔ جوان ہو کر وہ بدکرداریوں میں گرفتار ہو گیا۔ اور عمر بھر آٹھ آٹھ آنسو روتا رہا۔ روم سے یہ گال کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ تو ٹریوس (Treves) میں رہا۔ وہاں سے اقولیہ (Aquilea) میں چلا گیا۔ جہاں علمِ الٰہی کا مطالعہ تین برس تک کرتا رہا۔ اور اُن طلباء کو جو اُس کے پاس آتے تھے پڑھاتا رہا۔ پھر اُس نے مشرقی علاقہ کا سفر کیا۔ اور تھریس۔ پونتس۔ بتھنیا۔ گلیشیہ۔ کپدوکیہ اور اناطولیہ کو دیکھا۔ کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع کر کے کلامِ الٰہی کی تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ اور مشرقی سوریہ میں چیلسس (Chalcis) کے جنگلوں میں کئی برس تک درویشانہ زندگی بسر کرتا رہا۔

۳۷۹ء میں بمقام انطاکیہ پریسبٹر مقرر ہوا۔ قسطنطنیہ کی کونسل میں شامل ہوا۔ جہاں اُس کی ملاقات ہر دو گریگری صاحبان سے ہوئی۔ اس کے بعد وہ روم کے بشپ ڈاماسس (Damasus) کا سیکرٹری مقرر ہوا۔ کلیسیائی معاملات میں اُس کا بڑا دخل تھا۔ جس سے اُس کا رسوخ بڑھ گیا۔ بشپ ڈاماسس کے فرمانے اور اُس کی مدد سے اُس نے پُرانی لاطینی بائیبل کی نظر ثانی شروع کی۔ اور ولگیٹ (Vulgate) کو تصنیف کیا۔ جو مغربی کلیسیا میں ایک ہزار برس تک رائج رہا۔ ان ایام میں رومی کلیسیا کے درمیان دُنیاداری بڑے زور پر تھی اور خادمانِ دین اپنی رُوحانی خدمت اور دین سے بڑے غافل اور بے پرواہ ہو گئے تھے۔ جیروم نے اس بُری حالت پر بڑے زور سے حملہ کیا۔ اور درویشانہ طریقہ کی منادی کی۔ روم کی چند عالی خانوتوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا۔ جیسے کہ مارسیلہ (Marcella) اسیلہ (Asella) اور پولا (paula) نامی ایک بڑی امیر عورت اور اُس کے



خاندان نے ڈاماسس کی وفات کے بعد جیروم کی بڑی مخالفت کی خاص کر اُس کی نخوت انگیز طبیعت کی وجہ سے جو پوپ اُس وقت گدی نشین تھا وُہ دوستانہ برتاؤ نہ رکھتا تھا۔ شہر میں مخالفت برپا ہو گئی تھی نئے جھگڑوں کی بابت بحث و مباحثہ اُٹھا۔ اس لیے ۳۸۵ء میں روم کو چھوڑ کر مصر اور کنعان کو چلا گیا۔ آخر بیت اللحم میں سکونت اختیار کی۔ یہاں چونتیس برس تک رہا۔ اس جگہ اُس نے ایک راہب خانہ۔ تین تارک الدنیا مستورات یعنی تیس اشخاص کی رہائش کی جگہ۔ ایک گرجا اور ایک ہسپتال بنایا یہ سب کچھ اُس نے اُس روپیہ سے بنوایا جو پولا نے دیئے تھے۔ اُس نے اپنی تمام زندگی تحریرات۔ تراجم۔ تفاسیر اور مباحثات میں گزاری۔ یہ برابر متواتر اور سُرعت سے کام کرنے والا تھا۔ اُس نے جوبیٹ (Tobit) کا ترجمہ ایک دن میں کر ڈالا۔ ۳۸۶ء سے سنہ ۴۲۰ء اپنی وفات تک اُس نے مُصیبت کے دِن کاٹے۔ کچھ تو بیماری کی وجہ سے کچھ اس لیئے کہ اُس کے دوست یکے بعد دیگرے گزر گئے اور اُس کی بڑی معاون روم کی پولا امیرزادی بھی مرگئی۔ اس لئے اُس کی بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی تھی۔ آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی۔ اپنی سخت طبیعت کی وجہ سے اُس نے ہر طرف دُشمن پیدا کر رکھے تھے۔ پلیجیس (pelagius) بدعت کا سب سے بڑا مخالف یہی تھا۔ سو دُشمنی سے کسی بدعتی نے اُس کا راہب خانہ جلا دیا۔ اُس کی شہرت دُور دراز تک پہنچ گئی تھی۔ اُس نے کلیسیا میں یہ خیال پختہ کر دیا کہ فقیرانہ زندگی پاکیزگی حاصل کرنے کے لیئے بہتر طریقہ ہے۔ آخر سنہ ۴۲۰ء میں ۹۰ برس کی عمر پا کر فوت ہو گیا۔

۵۔ امبروز (Ambrose) شاہی پلٹن کے ایک افسر کا بیٹا تھا۔

جو برطانیہ اور اسپین کا گورنر جنرل بھی تھا۔ امبروز ۳۴۰ء میں بمقام ٹریوس (Treves) پیدا ہوا۔ روم میں تعلیم پائی۔ اور وکالت کیا کرتا تھا۔ تیس ۳۰ برس کی عمر میں لیگوریہ (Liguria) کا گورنر مقرر ہوا۔ میلان (Milan) میں ایرین بشپ اوکسینٹیس (Auxentius) کی وفات کے وقت یہ صرف اقراری تھا۔ اُس وقت میلان کی کلیسیا نے بشپ کے عہدے کے واسطے اُس کو چُن لیا۔ اگرچہ اُس کی دلی خواہش نہ تھی۔ تاہم اُس نے اُس عہدے کو قبول کیا۔ اور بپتسمہ پا کر ۳۷۴ء میں میلان کا بشپ مقرر ہوا۔ اُس نے فوراً اپنا سارا مال متاع بیچ کر غربا اور کلیسیا کو بانٹ دیا۔ چونکہ یہ علم الٰہی سے واقف نہ تھا۔ فوراً اُس نے پُرانے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ تاکہ اپنے آپ کو اس عہدے کے قابل بنا دے۔ مونٹنگ اِزم کے بارے میں اُس نے بہت کوشش کی اور مغربی آرتھوڈکس کا بڑا حامی تھا۔ ایرین کا بڑے جوش اور سرگرمی سے مقابلہ کرتا رہا۔ ویلین ٹینین (Valentinian I) کی بیوہ ملکہ نے جو کہ بڑی کٹر ایرین تھی اُس کی بڑی مخالفت کی۔ لیکن اُس کو شکست پر شکست دیتا رہا۔ مغربی حکام پر اُس کا ایسا اثر تھا۔ کہ وہ اکثر اُس سے اپنے کاموں کی نسبت مشورہ لیتے رہے۔ اور اُس کے لعن طعن کی برداشت کرتے اور اُس کا حکم مانتے تھے۔ ملکہ جسٹینا (Justina) شہنشاہ میکسی مس (Maximus) ویلین ٹینین (Valentinian II) گریشین (Gratian) اور تھیوڈوسیس (Theodosius) سب کے سب اس مستقل مزاج اور سرگرم بشپ کی مانتے تھے۔ ایک موقع پر شہنشاہ تھیوڈوسیس کو کیتھیڈرل میں آنے کی اجازت دینے سے پہلے اُس نے سخت ملامت کی۔ ۳۹۰ء میں تھسلونیکا کے لوگ گورنمنٹ (سرکار)



سے باغی ہو گئے اور کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ پھر امبروز کی سفارش سے تھیوڈوسیس نے معافی کا وعدہ کیا۔ لیکن اُس نے اپنے وعدے کو توڑ دیا اور اُس کی فوجوں نے سات ہزار آدمی قتل کئے۔ امبروز نے شہنشاہ کی ملامت کی اور اُس کو گرجا میں آنے سے روک دیا۔ جب تک وہ معافی نہ مانگے اور وعدہ نہ کرے کہ فتوے لگائے جانے کے تیس ۳۰ دن بعد سب بڑی سزائیں دی جائیں گی۔ ۳۹۷ء میں ۶۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ یہ ایک رسولی بشپ تھا۔ جو حقیقت میں غریبوں کا باپ ستم رسیدوں کا مددگار محنتی پاسٹر۔ غیر مذاہب کا سخت مخالف تھا۔ اور مغرب میں مونٹنگ اِزم کو ترقی دینے والا تھا۔ وہ قلم کا بڑا زبردست تھا۔ اُس کی بہت سی تصنیفات اب تک موجود ہیں۔ قریباً ۹۰ خطوط اُس کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ اُس کے زمانہ میں بُت پرستی قریباً نابود ہو گئی۔ اور مندروں کے وظائف بند کر دئے گئے۔

ح۔ ٹورس کا مارٹن۔ (Martin of Tours) ٹورس کا بشپ تھا۔ اگرچہ بڑا عالم نہ تھا۔ تاہم گال کا رسول کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُسی کی کوشش اور ہمت سے گال میں بشارت کا کام پھیلا۔ سینکڑوں اُس کی منادی سے ایمان لائے۔ اور کلیسیا میں شامل ہوئے۔ ۳۱۶ء میں ہنگری (Hungary) کے شہر پنونیہ (pannonia) میں پیدا ہوا۔ جب یہ دس برس ہی کا تھا۔ تو اُس نے اپنے والدین کی مرضی کے خلاف اپنا نام اقراریوں میں لکھوا دیا۔ لیکن اٹھارہ برس کی عمر سے پیشتر اُس کو بپتسمہ دیا گیا۔ بپتسمہ کے دو برس بعد اُس کی ملاقات پیوٹئیرس (Poitiers) کے ہلری (Hilary) سے ہوئی۔ جس نے مسیحی دین کی بابت بہت کچھ اُس

کو سکھلایا - اور ایکس اورسسٹ ( Exorcist ) کے عہدے پر مقرر کیا - چونکہ وہ آرتھوڈکس کا بڑا حامی تھا - اس لئے ایرین نے اُس کو بہت ستایا - بیچارہ جا بجا بھاگتا پھرا - آخر کار گال میں چلا گیا اور پوٹائرس ( Poitiers ) کے قریب ایک راہب خانہ کی بنیاد ڈالی - گال میں سب سے پہلا راہب خانہ یہی تھا - یہاں اُس نے گیارہ برس کاٹے - اور ۳۷۵ء میں ٹورس کا بشپ مقرر ہوا - مارٹن نے اپنے ڈایوسیس میں بُت پرستوں کے درمیان بہت کام کیا بہت سے مندر گروا دئے - کہتے ہیں کہ اُس میں معجزانہ قدرت تھی - پرسیلین اسٹ ( Priscillianists ) کے ستائے جانے پر یہ اور میلان کا ایمبروز سخت مخالف تھے - اس حمایت کی وجہ سے اُس پر بدعت کا الزام لگایا گیا - یہ اُن لوگوں کے ہاتھ سے جو اُن کو ستاتے تھے عشاءِ ربانی نہ لیتا تھا - ۸۱ برس کا عمر رسیدہ ہو کر ۳۹۷ء میں فوت ہو گیا - کہتے ہیں کہ اُس کے جنازے کے ساتھ دو ہزار مانکس تھے - اُس کے وسیلے مونسٹک اِزم گال میں جاری ہوا - اُس کی مشنری محنتوں کے لحاظ سے اُس کو گال کا رسول کہا جاتا ہے - اب تک اُس کے مزار کی زیارت کو لوگ جاتے ہیں ٭

# بیسواں باب

## ۳۲۵ء سے ۳۸۱ء تک

## مسیحی کلیسیا اور رومی سلطنت

کونسل نائیسیہ خاص طور پر بڑی شان کے ساتھ ہوئی - اور اُس کو



یہ شرف حاصل ہوا کہ شہنشاہ نے سارے بشپوں کو بلایا اور خود میر مجلس بنا - اس کے بعد برابر سب شہنشاہ کلیسیائی کاموں میں دلچسپی لیتے رہے اور اُن کی پالیسی ہمیشہ یہی رہی کہ سلطنت کے نظم و نسق میں کلیسیائی خدمات لی جائیں - اگرچہ اکثر یہ کلیسیا کے واسطے مفید نہ ہُوا ٭

شہنشاہ کونسٹنٹائن نے اپنی رعایا کو ضمیر کی آزادی دی تھی - اُس کی موت کے بعد ۳۳۷ء سے گورنمنٹ خاص طور پر کلیسیا اور مسیحیوں کی رعایت کرتی رہی - اس وجہ سے ہزارہا لوگ مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے لگ گئے - ایسے مسیحیوں میں اکثر نام ہی کے مسیحی تھے - گورنمنٹ کے ساتھ تعلق پیدا ہونے سے کلیسیا کی کوئی رُوحانی ترقی نہ ہوئی - اگرچہ یہ تعلق اُن کو ایذا رسانی سے محفوظ رکھتا رہا ٭

کونسٹنٹائن کی وفات کے بعد سلطنت اُس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہو گئی - کونسٹنٹائن دوم ( Constantine II ) کے حصہ میں گال اسپین اور ایلپس کے پار کا علاقہ آیا - کونسٹنٹیس ( Constantius ) قسطنطنیہ ایشیا اور مصر پر حکمران ہُو - اور کونسٹینس ( Constans ) کو روم - اٹلی - الیزم اور افریقہ ملا - ان کے سوا تخت کے باقی دعوے دار سوائے جولین ( Julian ) اور گیلس ( Gallus ) کے قتل کئے گئے - یہ ہر سہ شہنشاہ مسیحی تھے - اُن کی کوشش تھی کہ پرانا بُت پرستی کا مذہب نیست کیا جائے - ۳۴۰ء میں کونسٹنٹائن دوم نے اس خیال سے کہ اُسے کم حصہ ملا ہے - کونسٹینس ( Constans ) پر حملہ کر دیا - لیکن جنگ میں خود مارا گیا - دس برس بعد کونسٹینس بھی گال کے ایک بلوہ میں مارا گیا - پھر تو کونسٹنٹیس ( Constantius ) تمام سلطنت کا شہنشاہ ہو

گیا۔ اُس نے ایرین کی حمایت کی۔ اور آرتھوڈکس مسیحیوں کی مخالفت کرتا رہا۔ اکثروں کا مال ضبط کیا اور بُہتوں کو جلا وطن کر دیا۔ اس منشاء سے کہ زبردستی تمام مسیحیوں کو ایرین عقیدہ کا پابند کرے۔ کئی بار کونسلیں فراہم کیں اور بار بار اتھناسیس کو اسکندریہ سے جلاوطن کیا۔ ۳۶۱ء میں یہ بھی فوت ہو گیا۔ تب کونسٹنٹائن اعظم کا بھتیجا جولین (Julian) سلطنت کا مالک ہوا جولین کا باپ اور اُس کے رشتہ دار اس قتلِ عام میں جو کونسٹنٹائن کی وفات کے بعد ہوا مارے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اُس کے دُوسرے رشتہ داروں کے بُرے سلوک کی وجہ سے یہ مسیحیت کا بڑا مخالف ہو گیا تھا۔ اس کی تعلیم کونسٹنٹیئس نے کی تھی۔ اور نکومیڈیا کے بشپ یوسی بی اس کو اُس کا اتالیق مقرر کیا۔ سو یہ معمولی عیش و عشرت سے محروم ہو گیا۔ مجبوراً اُس کو دُعا و نماز میں شامل ہونا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ اُن جھگڑوں کی وجہ سے جو دینی مسائل پر مسیحیوں میں ہوتے تھے۔ مسیحیت سے متنفر ہو گیا۔ نیز مسیحی ملازموں کی بُری زندگی سے اُس پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اُس نے اجازت لی کہ نکومیڈیا۔ افسس اور اتھنی میں جا کر اپنی تعلیم پُوری کرے۔ یہاں پر بُت پرستی کے حامی چند ایک عالم اب تک موجود تھے۔ اُنہوں نے خُوب کوشش کی کہ جولین کو اپنا ہم خیال بنا دیں۔ اور اُس کے دِل میں یہ خیال ڈالا کہ وہ دیوتاؤں کی طرف سے مخصوص کیا گیا ہے کہ بُت پرستی کو پھر بحال کرے۔ ۳۵۱ء میں پوشیدہ طور پر اُس نے مسیحیت کو ترک کر دیا۔ اور پُرانے رومی مذہب کو اختیار کر لیا اگرچہ بظاہر مسیحی مذہب کا اقرار کرتا تھا۔ چار برس بعد جولین مغربی علاقہ کا قیصر مقرر ہوا۔ اُس نے ایسی خوش اسلوبی سے گال اسپین اور برٹنیہ



پر حکومت کی کہ رعایا اُس سے بہت خوش تھی۔ کونسٹنٹیئس کو اُس پر بڑا رشک آیا۔ جب اُس نے فارس کے جنگ کے واسطے جولین سے مدد مانگی۔ تو اُس نے اِنکار کر دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ جولین شہنشاہ ہے۔ اُس وقت سول وار ہونے کا بڑا خطرہ تھا۔ لیکن کونسٹنٹیئس فوت ہو گیا۔ تب مشرقی افواج نے بھی جولین کو انتخاب کیا۔ اور یہ ۳۶۱ء میں شہنشاہ تسلیم کیا گیا۔ اور فوراً کھُلم کھُلا اپنے آپ کو بُت پرستوں میں شامل کر لیا۔ اور چاہا کہ پُرانا رومی بُت پرست مذہب فروغ پائے۔ اُس نے اصلاح کرنی شروع کر دی۔ اور کئی کتابیں مسیحیت کے خلاف لِکھ ماریں۔ کل مسیحی اُستادوں کو سکولوں اور کالجوں سے نِکال دیا۔ اور اُن کی بجائے بُت پرست مقرر ہُوئے۔ نیز تمام مسیحی سرکاری ملازم برطرف کر دیئے۔ اُس نے اس خیال سے کہ اندرُونی جھگڑے اور آپس کی پھُوٹ زیادہ نقصان کا باعث ہوگی۔ مسیحیوں میں مخالفت پیدا کرنی شروع کر دی۔ سو اُس نے تمام جلا وطن مسیحی واپس بُلا لئے۔ اور جو کلیسیائی عُہدوں سے علیحدہ کیئے گئے تھے اُن کو بحال کر دیا۔ بدعتوں اور تفرقوں کو بڑھنے دیا۔ خادمانِ دین سے ووٹ کے حقوق چھین لیے۔ سرکاری جاگیریں اور معافیات بند کر دیں۔ درویشوں اور خادمانِ دین کو فوجی ملازمت کے واسطے مجبور کیا۔ اور بُت پرستوں کے کُل مندر جو کلیسیا کو دیئے گئے۔ معہ اُن کی آمدنی کے بُت پرستوں کو واپس دِلائے گئے۔ جو مندر مسمار کیئے گئے تھے اُس نے کلیسیا کو حکم دیا کہ اُن کی تعمیر کر کے واپس کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ بہت لوگ مسیحی ایمان سے پھر گئے اور بُت پرستوں میں شامل ہو گئے۔ جس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ ایرین اور آرتھوڈکس آپس میں مِل

گئے۔ جولین ادھر تو مسیحیت کی مخالفت کرتا۔ اُدھر بُت پرستی میں اصلاح کرتا تھا۔ یُوں بُت پرستی کی عبادت میں بہت کچھ مسیحی طریقے ڈال دیئے گئے۔ حامیٔ دین کے طور پر بڑا سرگرم تھا۔ روزانہ قربانی کرتا اور بُت پرستوں کے میلوں میں جاتا۔ مندر تعمیر کرواتا۔ پجاریوں کے اخلاق درست کرنے کی کوشش کرتا۔ اور اُن کو شوق دلاتا کہ مسیحی خادمانِ دین کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ بیماروں کی تیمارداری کریں۔ اور اُن کی سی تعلیم دیں۔ اُس نے مسیحیوں کے طریق پر ہسپتال اور خیرات خانے جاری کر دیئے۔ اُس نے یہودیوں پر نظرِ عنایت کی اور اُنہیں اُبھارا کہ یروشلیم کی ہیکل تعمیر کریں۔ تاکہ یسوع مسیح کی پیشینگوئی باطل ثابت ہو۔ لیکن یہ کام ایک زلزلہ اور آتش زدگی کی وجہ سے بند ہو گیا۔ بڑے بڑے سرکاری موقعوں پر اُس نے بُت پرستوں کے دستورات جاری کر دیئے۔ اگرچہ اُس نے اس طرح بُت پرستی کے اُٹھانے اور مسیحیت کے گرانے میں بے حد کوشش کی۔ مگر ناکامیاب رہا۔ جب اس طرح اُس کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو اُس نے ایذارسانی کے وسیلے مسیحیت کو نابود کرنا چاہا۔ ابھی یہ ارادہ دل میں کر ہی رہا تھا کہ ۳۶۳ء میں فارس کی لڑائی میں مارا گیا۔

ایک جوان کرنیل اُس کا جانشین ہُوا جس کا نام جووین (Jovian) تھا۔ اگرچہ یہ اپنے آپ کو مسیحی کہتا تھا۔ مگر بڑا بداخلاق اور شرابی تھا۔ جب یہ انطاکیہ میں آیا تو اُس نے اُن قوانین کو جو جولین نے مسیحیوں کے خلاف بنائے تھے رَد کر دیا۔ اور خادمانِ دین کو وہی حقوق عطا کئے۔ جو کونسٹنٹائن نے دیئے ہوئے تھے۔ اُس نے آرتھوڈکس مسیحیوں کا ساتھ دیا اور ایرین کی مخالفت کی۔ اور اتھناسیس کو بڑی عزت و تکریم کے

ھ متی ۲۴: ۲۔



ساتھ اسکندریہ میں بحال کیا۔ جووین آٹھ مہینے سلطنت کر کے ۳۶۴ء میں فوت ہو گیا۔ اور ویلن ٹی نین (Valentinian) اُس کا جانشین ہُوا۔ ماہ مارچ میں وہ قسطنطنیہ کو آیا۔ اور اپنے بھائی ویلنس (Valens) کو بُلا کر حکومت میں اپنا مددگار بنایا۔ اور اُس کو مشرقی ممالک سپرد کر دیئے۔ اور خود مغرب کا حکمران ہُوا۔

ویلن ٹی نین آرتھوڈکس کا حامی تھا۔ لیکن برعکس اس کے ویلنس ایک متعصب ایرین تھا۔ میلان کے بشپ اوکسن ٹیئس (Auxentius) کے سوا مغرب کے تمام بشپ آرتھوڈکس تھے۔ ویلن ٹی نین نے مغربی معاملات میں دخل دینے سے انکار کیا۔ اور مذہبی آزادی کا عام حکم جاری کیا۔ کہ مذہب کے معاملہ میں ہر ایک خود مختار رہے۔ جو چاہے مانے خواہ ایرین ہو خواہ آرتھوڈکس۔ خواہ بُت پرست۔ یہ حکم مسیحیت کے واسطے باعث ترقی اور تقویت ہُوا۔ بُت پرستی تو قریباً معدوم ہو چکی تھی۔ شرفا اور شہری اس سے دست بردار ہو چکے تھے۔ دیہات وغیرہ میں کسی قدر زور تھا۔ میلان کے بشپ امبروز کی مسیحی تاثیر ویلن ٹی نین پر اُس کے آخری ایّام میں بہت ہوئی۔ یہ شہنشاہ ۳۷۵ء میں فوت ہو گیا۔

مشرق میں ویلنس (Valens) آرتھوڈکس کا سخت مخالف تھا۔ اُس کی یہ کوشش تھی کہ جبر و ستم سے آرتھوڈکس کو تباہ کر دے۔ اُس کی ایسی سخت مخالفت کی وجہ سے مشرق میں کلیسیائی معاملات کے فیصلوں کے واسطے کونسلیں نہ ہو سکیں۔ لیکن قیصریہ کے بشپ بازل نے کئی کینونا نیکل (Cononical) خطوط لکھے۔ جن میں قوانین کلیسیا اور دیگر کلیسیائی معاملات کا بیان تھا۔ انطاکیہ۔ گلاتیہ۔ اسکندریہ میں آرتھوڈکس پر ایسے سخت ظلم

ہوئے کہ بظاہر ایرین کی فتح معلوم ہوتی تھی۔ لیکن یہ چراغ سحری کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی تھی۔ کیونکہ ۳۷۸ء میں گاتھ (Goth) کے جنگ میں ویلینس مارا گیا۔ اُس کی جگہ مغرب میں اُس کا بیٹا گریشین (Gratian) تخت نشین ہُوا۔ اور مشرق کا شہنشاہ تھیوڈوسیس (Theodosius) مقرر ہُوا۔ جب اُس نے دیکھا کہ قسطنطنیہ میں مذہبی جھگڑے اور تفرقے بہت ہیں تو اُس نے ایک فرمان جاری کیا۔ کہ جو مذہب پطرس نے روم میں سکھایا۔ جس کو روم کا ڈاماسس (Damasus) اور اسکندریہ کا پطرس مانتے ہیں اُس کا ماننا کُل اقوام پر فرض ہے۔ اور باپ بیٹے اور رُوح القدس کی پرستش ہر جگہ ہونی چاہیئے۔ اُس کے تسلیم کرنے والے کیتھولک ہیں۔ اور باقی بدعتی سمجھے جائیں گے ٭

مغرب میں بشپ ایمبروز کا اثر شہنشاہوں پر بہت تھا۔ اِس لئے یہ آرتھوڈکس کے مددگار اور حامی تھے۔ یُوں تو مشرق و مغرب کے اِن دونوں شہنشاہوں کے ایام میں آرتھوڈکس ایمان کُل رومی سلطنت میں پھیل گیا۔ گریشین نے بُت پرستی پر ایسی سختی کی کہ اس سے پیشتر کسی نے نہ کی تھی۔ اُس نے سینیٹ (Senate) سے فتح کا مجسمہ اُڑا دیا۔ اور روم میں جو فتح کا مندر تھا بند کر دیا۔ مندروں کی آمدنی بند جائیداد ضبط۔ آیندہ اُن کے نام پر جائداد کا وقف کرنا ناجائز قرار دیا۔ اُس نے پُجاریوں کے مذہبی اور سرکاری حقوق بند کر دئے۔ اور خود پونٹی فیکس میکسی مس (Pontifex Maximus) کے لقب سے انکار کیا۔ کیونکہ اُس نے اس لقب کو مسیحیت کے خلاف سمجھا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ بعد از اں کے بشپوں نے یہ لقب اپنے واسطے لے لیا۔ اور اپنے سکّوں میں یہ لقب



کُھدوایا ٭

۳۸۳ء میں میکسیمس (Maximus) کے سپاہیوں کے ہاتھ سے گریشین مارا گیا۔ اور فوج نے میکسیمس کو مغرب کا شہنشاہ قرار دیا۔ تھیوڈوسیس (Theodosius) نے اس شرط پر اُس کو مغرب کا شہنشاہ منظور کیا۔ کہ وہ ویلن ٹی نین (Valentinian) کو اٹلی اور افریقہ پر حکومت کرنے دے۔ لیکن ۳۸۷ء میں میکسیمس نے اس وعدہ کے خلاف کیا۔ تب تھیوڈوسیس نے اُس پر چڑھائی کی۔ جس میں میکسیمس کو شکست فاش ملی اور وُہ جنگ میں کام آیا۔ اور ۳۸۹ء میں تھیوڈوسیس فتح یابی سے روم میں داخل ہُوا۔ بُت پرست جو کُچھ نہ کُچھ باقی تھے اکثر درخواست کرتے رہتے تھے۔ کہ اُن کے پُرانے دستورات بحال کیئے جائیں۔ اس وقت بھی اُنھوں نے یہی درخواست گزرانی۔ چنانچہ اس فیصلہ کے لئے شہنشاہ نے ایک جلسہ فراہم کیا۔ عین جلسے میں شہنشاہ نے فرمایا کہ تم کس کے حق میں ووٹ دیتے ہو۔ مسیح کے یا جوپیٹر (Jupiter) کے۔ چونکہ جلسے میں مسیح کے پیرؤوں کی کثرت تھی اس لئے مسیح کے حق میں ووٹ بکثرت دئے گئے۔ سو پُرانا مذہب ترک کیا گیا۔ گریشین نے ہرچند کوشش کی کہ بُت پرستی کو کمزور کرے۔ تو اُس نے اُن کے وظائف و جائداد بند کر دئے۔ لیکن تھیوڈوسیس نے تو بُت پرستی کی جڑ ہی اُکھاڑ کر پھینک دی۔ بُت پرستی کا گویا خاتمہ کر دیا ٭

آرتھوڈکس کو نائیسیہ اور قسطنطنیہ کی کونسلوں میں صرف ایرین ہی سے جنگ کرنی نہیں پڑی۔ بلکہ دو اور بدعتوں سے بھی جو ایک طرح ایرین ہی کی شاخیں تھیں۔ ایک کو اپالنیرین ازم (Apollinarianism) کہتے

تھے - اور دُوسری کو میسیڈونین ازم (Macedonianism) روم اور دیگر بڑے شہروں میں جو کونسلیں ہُوئیں - اُن میں ان دونوں فرقوں کو بدعتی قرار دیا گیا - تاہم یہ ضروری تھا کہ کلیتہً ہمیشہ کے واسطے تمام کلیسیا اس کو ترک کرے - پس اس کے اور بعض دیگر معاملات کے فیصلہ کے واسطے ۳۸۱ء میں تھیوڈوسیس نے قسطنطنیہ میں ایک بڑی کونسل فراہم کی ﴿

---

# اکیسواں باب

## اپولینیرین ازم اور میسیڈونین ازم اور قسطنطنیہ کی دُوسری بڑی کونسل

اوّل - اپولینیرین ازم (APOLLINARIANISM)

ایریس نے یہ کہتے ہوئے کہ باپ اور بیٹے کی ذات ایک نہیں بیٹے کی الوہیت مشتبہ کردی - سو برسوں تک اس مسئلہ پر جنگ ہوتی رہی ایسے مباحثوں میں عموماً یہ خطرہ ہُوا کرتا ہے - کہ جوش و سرگرمی سے مُنہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں - کہ اگر اُن پر گہری نظر ڈالی جائے تو سخت نُقصان دِہ ثابت ہوں - چُنانچہ ان مباحثوں میں بھی ایسا ہی ہُوا - کہ اپولینیرس (Apollinarius) مسیح کی الوہیت کو ثابت کرتے ہوئے جوش میں یہاں تک حد سے گزر گیا - کہ اُس نے مسیح کی انسانیت ہی سے اِنکار



کردیا ﴿

اپولینیرس (Apollinarius) لادوقیہ کا بشپ تھا - یہ ایک بڑے عالم اور سرگرم مسیحی کا بیٹا تھا - اپولینیرس اتھاناسیس اور بازل کا دوست تھا - اپنے وقت کا اچھا غور و خوض کرنے والا اور علم الٰہی سے واقفیت رکھنے والا تھا - یہ دونوں دوست اُس کو اُس کی قابلیت کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - ۳۶۰ء میں لادوقیہ کا بشپ مقرر ہُوا - اتھاناسیس کی وفات کے بعد اُس نے مسیح کی شخصیت کی نسبت علانیہ اپنے خیالات کا اظہار شروع کردیا - یہاں تک کہ اپنے خیالات کو نظم کرکے عوام میں بانٹنا شروع کردیا ﴿

اگرچہ ایرین کے خلاف مسیح کی الُوہیت کا بڑے ہی جوش سے قائل تھا - مگر اس کے ساتھ مسیح کی انسانی فطرت سے وہ مُنکر ہوگیا - اُس کا خیال تھا - کہ مسیح کی اِنسانی ذات الٰہی ذات میں ایسی غرق ہوگئی گویا وہ تھی ہی نہیں - اُس کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کا انسانی جسم اور اِنسانی رُوح ہر دو تھیں مگر نفس ناطقہ اُس میں نہ تھا - کیونکہ اس کی جگہ کلمہ کام دیتا تھا - وُہی اُس کی اِنسانی رُوح پر حُکمران تھا - اُس کے خیال میں مسیح خُدا اور اِنسان کے درمیان ایک ایسی ہستی ہے - جو نہ تو خُدا ہے - اور نہ اِنسان - اگر اس کو یُوں ہی مانا جائے تو تجسّم کی حقیقت بے معنی ہوجاتی ہے - اور نجات کی اُمید مفقود ﴿

ہر دو گریگری (Gregory) صاحبان بازل اور اپی فینی اُس (Epiphanius) نے اس خیال کی سخت مخالفت کی - اور اسکندریہ کی کونسل میں اس مسئلہ کو رد کردیا - نیز ۳۷۷ء و ۳۷۸ء میں رُوم کی

کونسلوں نے مردود ٹھہرایا - آخر قسطنطنیہ کی کونسل میں یہ بالکل ہی ردّ کر دیا گیا کونسل نے تسلیم کیا کہ کلیسیا اُس مسیح کی منادی کرے جو نہ صرف سچا خدا تھا - بلکہ کامل اِنسان بھی تھا - جس میں کُل اِنسانی رُوحانی و جسمانی اَوصاف موجود تھے اور اپولینیرس کے خیالات کی پُوری مخالفت کی خاطر اتھاناسیس عقیدہ میں تشریحاً ذیل کے فقرے بڑھا دیئے گئے ؛

الف - رُوح القدس کی قُدرت سے کنواری مریم سے مجسّم ہُوا ؛

ب - پنطوس پلاطوس کے عہد میں مصلوب ہُوا - دفن ہُوا . . . . پاک نوشتوں کے بموجب ؛

ج - اور باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے ؛

د - اُس کی سلطنت ختم نہ ہوگی - اپولینیرس کے پیروؤں کی نسبت ۳۸۸ء و ۳۹۷ء و ۴۲۸ء میں مسیحی بادشاہوں نے احکام جاری کئے کہ وہ علانیہ عبادت کے واسطے جمع نہ ہوں - آیسے شہنشاہ یا تو آرتھوڈکس مسیحیوں میں شامل ہُوئے - یا مونوفیسائیٹس ( Monophysites ) ہوگئے ۔

## دوم - میسڈونین ازم ( MACEDONIANISM )

یہ بدعت بھی ایرین مباحثات کا نتیجہ تھی - اس کا تعلق مسیح کی شخصیت سے تو نہ تھا - مگر رُوح القدس کی نسبت تھا ایریس کی تعلیم تھی کہ رُوح القدس پہلے خلق کی گئی اور وہ بیٹے سے نکلتی ہے - قسطنطنیہ کا پریسبٹر میسڈونیس ( Macedonius ) اس تعلیم کا معتقد ہوگیا - بشپ یوسی بی اَس کی وفات کے بعد ۳۷۱ء میں آرتھوڈکس کے بشپ پولینس ( Paulinus ) کی مخالفت میں میسڈونیس کو قسطنطنیہ کا بشپ مقرر کیا - یہ ہر دو بشپ ایک دُوسرے کے سخت مخالف تھے - قسطنطنیہ میں ان



کے معاونوں کے مابین بلوے ہوتے رہے - کونسٹینس شہنشاہ اس بلوے کو فرو کرنے کے لئے شہر میں آیا - اُس نے پولینس کو خارج کر دیا اور میسڈونیس کو صرف ایک ہی گرجا کے لئے محدود کیا ؛

پولینس نے رُوم کے بشپ جُولیس کے سامنے اپیل کی - جس نے اُس کے دعوے کی تائید کی - لیکن شہنشاہ نے اُس کو تھسلنیکیہ میں جلاوطن کر دیا اور میسڈونیس کو قسطنطنیہ کا بشپ مقرر کیا - اس پر کونسٹینس نے کونسٹینٹیس کو لڑائی کی دھمکی دی - جس پر میسیڈونیس جلاوطن اور پولینس بحال ہُوا - لیکن کونسٹینس کی وفات پر وہ پھر جلاوطن کیا گیا - اور میسیڈونیس قسطنطنیہ میں واپس آیا ؛

رُوح القدس کی نسبت میسڈونیس کی تعلیم تھی کہ وہ مخلوق ہے اور بیٹے سے کمتر درجہ پر ہونے کی وجہ سے اور خُدا کا خادم ہونے کے سبب الٰہی خطاب کے لائق نہیں - اور رُوح القدس خُدا سے بالکل الگ ہے - اس کے معتقد اس سے بھی آگے بڑھ گئے جو کہتے تھے کہ عالم اسباب میں رُوح القدس محض ایک طاقت یا تاثیر ہے ؛

گروہ اور چیلوں ہر دو کی بدعتی تعلیم کئی کونسلوں میں ردّ کی گئی - رُوم کے بشپ ڈاماسس ( Damasus ) ہی کی صدارت میں ۳۶۹ء و ۳۷۴ء و ۳۷۶ء و ۳۸۰ء میں اُس کو ردّ کیا گیا - آخر قسطنطنیہ کی کونسل نے ۳۸۱ء میں اس تعلیم کو بدعت قرار دے کر بالکل ردّ کر دیا - اور عقیدہ میں رُوح القدس کی نسبت یہ فقرات بڑھائے گئے ؛

الف - جو خُداوند اور زندگی بخشنے والا ہے ؛

ب - جو باپ اور بیٹے سے صادر ہے ؛

ج - وہ نبیوں کی زبانی بولا ۔

اِن فقرات سے کونسل نے اِس بات کو ایمان میں شامل کیا - کہ رُوح القدس باپ اور بیٹے کے ساتھ ایک ہے - اور کہ وہ خداوند ہے زندگی کا بخشنے والا - شہنشاہ تھیوڈوسیس اوّل (Theodosius I) نے میسیڈونیس کو دبانے کے واسطے سخت حکم صادر کئے - اور تھیوڈوسیس ثانی کے عہد میں یہ فرقہ بالکل معدُوم ہو گیا ۔

## قسطنطنیہ کی کونسل
(Council of Constantinople)

جب تھیوڈوسیس اوّل تخت نشین ہُوا تو اُس نے دیکھا کہ مشرقی کلیسیا میں بڑی ابتری پڑی ہُوئی ہے - اپولینیریس (Apollinarius) اور میسیڈونیس (Macedonius) کی تعلیم سے بہت سے آرتھوڈکس لغزش کھا گئے ہیں۔ اگرچہ کئی چھوٹی کونسلوں میں یہ بدعت مردود ٹھہری - تاہم یہ ضروری تھا کہ تمام کلیسیا مل کر اُس کو رد کر دے - یہ بات اُسی صُورت سے ہو سکتی تھی جبکہ کُل کلیسیا جامع نائسیہ کی کونسل کی طرح جمع ہو کر اُس پر بدعت کا فتویٰ دے کر رد کرے - اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی مطلوب تھا کہ درحقیقت قسطنطنیہ کا بشپ میکسیمس (Maximus) ہے یا گریگری (Gregory) ہر دو نے شہنشاہ کے ہاں اپیل کی تھی - علاوہ ازیں انطاکیہ میں فرقہ بندی کے سبب بڑی خرابی ہو رہی تھی - ہر دو فریق نے اپنے اپنے بشپ علیحدہ مقرر کئے ہُوئے تھے - سو ان سب باتوں کے تصفیہ کے واسطے رُوم کے بشپ ڈاماسیس (Damasus) کی صلاح سے تھیوڈوسیس (Theodosius) نے فیصلہ کیا - کہ کونسل فراہم کی جائے - سو کونسل کے انعقاد کے واسطے



تمام بشپوں کو شہنشاہ نے پروانے بھیج دئے کہ قسطنطنیہ کی کونسل میں حاضر ہوں ۔

یہ کونسل ۲ مئی ۳۸۱ء میں فراہم ہوئی۔ مشرقی کلیسیاؤں کے ۱۵۰ بشپ اس کونسل میں حاضر تھے - جو سب کے سب نائسین عقیدہ کے حامی تھے - چونکہ یہ معاملات صرف مشرقی کلیسیا سے واسطہ رکھتے تھے - اور رُوم کا بشپ ڈاماسس اِن بدعتوں کو رد کر چکا تھا - اِس لئے مغرب سے کوئی بشپ اِس کونسل میں شامل نہ ہُوا - انطاکیہ کا بشپ ملیتیس (Melitius) اس کونسل کا میر مجلس مقرر ہُوا - لیکن پہلے ہی اجلاس میں بیمار ہو گیا - اور دورانِ کونسل ہی میں فوت ہو گیا - اس کی بجائے نازین زس کا گریگری (Gregory Nazianzus) میر مجلس مقرر ہُوا - جس کو قسطنطنیہ کا بشپ تھیوڈوسیس مقرر کر چکا تھا - اور شہنشاہ نے اُس کو سینٹ صوفیہ (St. Sophia) اور بشپی محل کی آمدنی کا مختار و مالک مقرر کر دیا تھا - لیکن اس کے سادہ اطوار اور دُنیا سے بے علمی کی وجہ سے بہت سے دُنیوی مائل بشپ اُس سے ناخوش ہو گئے - اور اُس کی سخت مخالفت ہوئی ۔

کونسل میں پہلا معاملہ قسطنطنیہ کے بشپ کا پیش ہُوا - اسکندریہ کے بشپ پیٹر (Peter) نے میکسیمس (Maximus) مصری کو بغیر خادمانِ دین کے انتخاب کے قسطنطنیہ کا بشپ مقرر کر دیا - مگر قسطنطنیہ کے مسیحیوں نے اُس کو بشپ ماننے سے انکار کیا - اُس نے تھسلونیکیہ میں جا کر تھیوڈوسیس کے ہاں اپیل کی - اُس نے اس معاملہ کو رُوم کے بشپ ڈاماسس کے پاس بھیج دیا اور اُس نے میکسیمس کو علیحدہ کر دیا -

جس پر شہنشاہ نے نازین زس کے گریگری کو قسطنطنیہ کا بشپ مقرر کر دیا۔ کونسل نے یہ فیصلہ منظور کیا اور میکیمس کے تقرر کو ناجائز قرار دیا۔

دُوسرا معاملہ کونسل میں اُس تفرقہ کی بابت پیش ہُوا۔ جو انطاکیہ میں ملیتیس (Meletius) کے فوت ہونے کے سبب برپا ہُوا تھا۔ پہلے اس بات کا ذکر ہو چکا ہے۔ کہ ملیتیس (Meletius) اور پولی نی اس (Paulinus) کے درمیان یہ فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہ ہم میں سے جو فوت ہو جائے دُوسرا کل علاقہ کا بشپ مانا جائے۔ اس فیصلہ کو انطاکیہ کے خدامِ دین نے منظور کر لیا تھا۔ لیکن بہت سے مشرقی بشپ پولینس کے اِس لئے خلاف ہو گئے تھے کہ اُس کو مغربی بشپوں نے چُنا تھا اُن کی خواہش تھی کہ ملیتیس کی جگہ کوئی دُوسرا بشپ مقرر ہو۔ اگرچہ گریگری نے ایسا کرنے سے اُن کو منع کیا۔ تاہم اُنہوں نے فلیویَن (Flavian) کو مقرر کر لیا۔ مصر کے بعض بشپوں نے اُس کی حمایت کی۔ ساتھ ہی وہ گریگری کی مخالفت کرنے لگے جو شہنشاہ کی مرضی سے قسطنطنیہ کا پیٹری آرک مقرر ہو گیا تھا۔ جس کو کونسل نے بھی شروع میں منظور کیا تھا۔ بلکہ اُس کو میرِ مجلس بھی چُنا تھا اور گریگری کی مخالفت کی۔ جس میں حُجت یہ پیش کی کہ نائسیہ کی کونسل کے پندرھویں قانون کے مطابق بشپ کی تبدیلی ایک ڈایوسیس سے دُوسرے ڈایوسیس میں نہیں ہو سکتی۔ یُوں تو یہ قاعدہ کئی بار اس سے پیشتر نظر انداز ہو چکا تھا۔ تاہم گریگری نے مایوس ہو کر استعفے دے دیا۔ اور نازین زس کو چلا گیا۔

اسکندریہ کا بشپ تیموتھیس (Timothius) اُس کی جگہ میرِ مجلس ہُوا اور نیکٹیریس (Nectarius) جو ابھی اقراری ہی تھا۔ قسطنطنیہ کا بشپ



کی طرف سے قسطنطنیہ کا بشپ مقرر ہُوا اور کونسل نے منظور کر لیا۔

جب یہ فیصلے ہو چکے تو کونسل نے اپولینیرین (Apollinarian) بدعت کو لیا جو مسیح کی کامل انسانیت کی مُنکر تھی۔ چونکہ ۳۷۷ء کی کونسلِ رُوم میں فیصلہ ہو کر یہ بدعت ردّ ہو چکی تھی لہٰذا اس پر کچھ بحث نہ ہوئی صرف وہی فیصلہ درج کیا گیا۔ اور چند ایک فقرات نائسین عقیدہ میں مسیح کی انسانیت پر زائد کئے گئے۔ اس کے بعد کونسل نے میسیڈونیس (Macedonius) بدعت پر غور کرنا شروع کیا۔ ۳۶ بشپ جو اس بدعت کے ماننے والے تھے طلب کئے گئے۔ اُنہوں نے حاضر ہو کر نہ تو اس بدعت کو چھوڑنا قبول کیا اور نہ اپنے پیشوا کو ترک کیا۔ اور وہ کونسل سے چلے گئے چونکہ ۳۸۰ء روم کی کونسل میں ردّ ہو چکی تھی وُہی فیصلہ کونسل نے برقرار رکھا۔ اور چند ایک فقرات عقیدہ میں درج کئے جن سے رُوح القُدس کی اُلوہیت صاف ظاہر ہوتی تھی۔

پھر کونسل نے نائسین عقیدہ کو تسلیم کیا اور عقیدہ میں مندرجہ ذیل جُملے شامل کئے:-

(۱) رُوح القُدس کی قُدرت سے کنواری مریم سے۔

(۲) پنطوس پلاطوس کے عہد میں ہمارے لئے مصلوب بھی ہُوا۔ اور دفن ہُوا پاک نوشتوں کے بموجب۔

(۳) باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

(۴) اُس کی سلطنت ختم نہ ہوگی۔

ان جُملوں سے کونسل نے مسیح کے کامل اِنسان ہونے کا پکا ایمان ظاہر کر دیا۔ اور وہ سخت مباحثہ جو نائسیہ کی کونسل میں ایریس کے بارے

میں شروع ہوا اب ختم ہوا۔ پھر کونسل نے چند ایک بدعتیوں اور اُن کی تعلیم کو رد کیا اور چند ایک قانون پاس کئے جن میں سے ایک یہ تھا کہ درجہ کے لحاظ سے قسطنطنیہ کا بشپ رُوم کے بشپ سے دُوسرے درجہ پر ہے کیونکہ قسطنطنیہ ایک نیا رُوم ہے۔ اور اس خیال سے بھی کہ آئندہ انطاکیہ کے بُھائے پٹری آرک اس میں مداخلت نہ کریں۔ لیکن اس معاملہ پر رُوم قسطنطنیہ۔ انطاکیہ اور اسکندریہ کے بشپوں میں سخت بحث ہوئی ۔

شمار کے لحاظ سے اگرچہ یہ کونسل چھوٹی تھی۔ اور اس میں صرف مشرقی بشپ ہی تھے۔ لیکن نتیجہ کے خیال سے بہت مشہور اور مفید تھی۔ اس میں ایرین ازم کی خُوب گت بنی اور عقیدہ نائسن پُورا اور مکمل ہو کر کل کلیسیا کا عقیدہ تسلیم کیا گیا۔ چونکہ اس کے فیصلوں کو کل کلیسیا نے تسلیم کیا۔ سو یہ کونسل بڑی کونسلوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اُسی وقت سے گورنمنٹ نے اُس کو آرتھوڈکس ایمان کا محافظ یا حامی اور ذمہ دار مان لیا۔ اور کل مخالف تعلیموں کو بند کرنا اپنا فرض سمجھا ۔

آخر کار کم و کم مشرق میں آرتھوڈکس کی فتح ہو گئی۔ اور کونسٹنٹائن کے زمانہ میں اگرچہ کلیسیا اور گورنمنٹ ایک ساتھ کام کرتے رہے۔ لیکن تھیوڈوسیس اور اُس کے جانشینوں کے عہد میں کلیسیا اور گورنمنٹ ایک ہو گئے......

..................................................................

......... اور گورنمنٹ کلیسیا کے ذریعہ دُنیا پر حکومت کرتی رہی ۔

شہنشاہ تھیوڈوسیس کا مقصد تھا کہ وہ پادریوں کے وسیلہ سے سلطنت پر حکومت کرے۔ کیونکہ اُس نے یہ معلوم کر لیا تھا۔ کہ کلیسیا ۔۔ یگانگت کی ایک زبردست طاقت ہے اس لئے اُس نے اِن بدعتیوں اور اُنکی



تجاویز کے برخلاف سخت قوانین جاری کر دئے۔ ۱۰ جنوری ۳۸۱ء میں اُس نے ایک فرمانِ شاہی سب کیتھولک بشپوں کو اپنی اپنی ڈایوسیس میں واپس جانے کے لئے جاری کیا۔ جولائی ۳۸۱ء میں اُس نے سب بدعتیوں کو مجمع کی ممانعت کی۔ اور اُن کے سب گرجاؤں کو ضبط کر لیا۔ ۳۸۲ء میں سرکاری افسروں کو مینی کی این ( Manichean ) بدعتیوں کو تلاش کرنے و سزا دینے کا حکم ہوا۔ ۳۸۳ء میں ہر قسم کی بدعتی عبادت کی ممانعت کی گئی۔ بدعتیوں کو گرجا بنانے اور پادریوں کو مقرر کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اُن کو جرمانے کئے گئے اور تازیانے لگوائے گئے۔ اُنکی جائدادیں ضبط کی گئیں۔ سب مندر مسمار کرائے گئے۔ اور ہر ایک کو اقرار کی پابندی کا حکم دیا گیا ۔

# بائیسواں باب

## نسطورین ازم اور اِفسس میں تیسری بڑی کونسل ۴۳۱ء

مشرق میں سرکار اور کلیسیا کا بھائی چارہ بہت ہی خرابی کا باعث ہوا۔ کلیسیا کی رُوحانیت اور پاکیزگی گر گئی۔ تمام کے تمام سیحی کلیسیا میں بہت داخل ہو گئے۔ اختیار اور عزت کو بڑھانے کی خاطر بہت لوگ کلیسیائی عہدوں کے خواہش مند ہونے لگے۔ رشوتیں چلنے لگیں۔

سرکاری پیچیدگیوں میں اُلجھنے لگا۔ بشپوں نے بادشاہوں کی خوشامدیں شروع کردیں۔ مذہبی مباحثات میں سرکاری ملازموں سے مدد لینا۔ اور ایسی امداد کا عوضانہ دینا وغیرہ ایسے ایسے کام کلیسیا میں بہت ہونے لگ گئے ۔

جب مباحثہ نسطوریس (Nestorius) کی تعلیم کے متعلق ہوا تو وہ صرف آرتھوڈکس ایمان کی حمایت ہی میں نہ تھا بلکہ یہ اُس رشک اور حسد کا نتیجہ تھا جو اسکندریہ کا بشپ قسطنطنیہ کے بشپ سے رکھتا تھا نیز چند سرکاری عہدہ دار اسکندریہ کے بشپ سیرل سے مخاصمت رکھتے تھے۔ سیرل اُن سرکاری عہدہ داروں کی مخالفت سے خائف تھا اور قسطنطنیہ کے بشپوں کے اختیارات وفضیلت کے اقتدار کے سبب اُن سے سخت بدگمان تھا۔ ان باتوں کے سبب سے وہ آرتھوڈکس کا لیڈر یعنی پیشوا بن گیا۔ اُس مباحثہ میں سیرل (Cyril) آرتھوڈکس کا لیڈر تھا۔ اُس کی غرض یہ نہ تھی کہ مذہب کی خاطر اور صداقت کے لئے پیشوا بنے۔ بلکہ کسی طرح قسطنطنیہ کے بشپ کو نیچا دکھائے۔ اور خود بڑا بنے۔ سیرل اپنے اصولوں میں پکا آرتھوڈکس تو تھا۔ لیکن غرور۔ بے انصافی اور ظلم کی وجہ سے مسیحی رُوح کے خلاف تھا ۔

نسطوریس (Nastorius) ایک پاکیزہ خیال اور نیک خصلت درویش (Monk) تھا۔ مگر طبیعت کا سخت اور جلد باز اور بڑا خوش تقریر تھا۔ وہ اپنے فیصلوں میں بڑا جلدی طبیعت کا تھا۔ اور اپنی تقریر میں بے احتیاط اس لئے اُس پر غرور اور خود بینی کی تہمت لگائی گئی۔ انطاکیہ کا پرسبٹر مقرر ہوا۔ اور ۴۲۸ء میں شہنشاہ تھیوڈوسیس نے اُس کو قسطنطنیہ کا پیٹریارک مقرر کیا۔ بدعتیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس کام میں بادشاہ سے بھی امداد کا



کا طالب ہوا۔ قسطنطنیہ میں جو اُس نے پہلا وعظ کیا اُس میں اُس نے بڑے دعوے اور زور سے کہا کہ "اے بادشاہ تو مجھے زمین بدعتیوں سے صاف کر دے تو میں تجھے اس کے صلہ میں آسمان دُوں گا" اس کے بعد ہی فوراً یہ نووِیشینز (Novatians) میسیڈونین (Macedonians) اور اپولینیرین (Apollinarians) کی مخالفت میں کھڑا ہوگیا۔ اپولینیرین ازم کے خلاف جو کہ مسیح کی کامل انسانیت کے مُنکر تھے اُس نے بڑے پُرزور وعظ کئے لیکن اس جوش میں وہ حد سے گزر گیا۔ وعظوں میں اُس نے ایسا ظاہر کیا۔ کہ گویا مسیح یسوع انسان میں دو شخصیتیں ہیں۔ ایک الہٰی دوسری انسانی اُس نے یہ سکھلایا کہ انسانی فطرت جو اُس کو مقدسہ مریم سے حاصل ہوئی خدا کے بیٹے کی الہٰی ذات کے ساتھ پیوستہ نہیں ہوسکتی۔ خدا کنواری مریم سے پیدا نہیں ہوا۔ صرف الوہیت نے یسوع کی انسانی فطرت میں سکونت اختیار کی۔ اس تعلیم سے مسئلہ تجسم اور چند دیگر مسئلے معرض خطر میں پڑ گئے ۔

نائیکایا کی کونسل نے تسلیم کیا تھا۔ کہ وہ درحقیقت خدا کا ابدی بیٹا ہے۔ جو مجسم ہوا اور کنواری مریم سے پیدا ہوا۔ وہ حقیقی انسانی شرائط کے ماتحت ـــ ہو کر پیدا ہوا اور ہمارے لئے مرگیا۔ لیکن نسطوریس کی تعلیم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیح کی حقیقی شخصیت سے منکر ہے ۔

اس مباحثہ کا آغاز یوں ہوا۔ کہ انطاکیہ کا پرسبٹر انس ٹے سی اُس (Anastasius) جو نسطوریس کا دوست قسطنطنیہ میں اُس کا چیپلین (نائب پادری) ہو گیا کسی موقعہ پر اُس نے اپنے وعظ میں اس طرح بیان کیا کہ مریم کو خدا کی ماں (Theotokos) جیسا بعض کہتے ہیں ہرگز

نہ کہنا چاہیئے۔ اُس کو مسیح کی ماں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ خُدا نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ مریم صرف انسان تھی۔ انسان سے انسان ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جو مریم سے پیدا ہُوا وہ ابنِ آدم ہی ہے۔ تھیوٹوکس (Theotokos) یعنی خُدا کی ماں کا خطاب مریم کی عزّت و وقعت کو بہت بڑھاتا ہے۔ چونکہ تھیوٹوکس کا لقب مقدسہ مریم کے واسطے عام طور پر اور بکثرت مستعمل تھا اسو کئی مسیحیوں نے اس وعظ پر اعتراض کیا۔ اس لفظ کو اتھناسیس اور ایجن بازل جیسے بزرگ استعمال کر چکے تھے۔ نسطوریس نے اُس وعظ کو تو تسلیم کیا اور اپنے وعظوں میں اس کا ذکر بھی کیا۔ کہ یسوع انسان مریم سے پیدا ہُوا جس میں خُدا کے بیٹے نے سکونت اختیار کی۔ صرف یہ بات ہے کہ مریم کے واسطے تھیوٹوکس کا لفظ استعمال کرنا درست نہیں بعض درویشوں نے جو مریم کی از حد عزّت کرتے تھے یہ سُنا۔ تو نسطوریس کی مخالفت کی۔ اس پر نسطوریس نے سرکاری مدد طلب کی۔ بہت درویش پکڑوا لیے گئے قید کیے گئے۔ اگرچہ نسطوریس کو حکام سے خوب مدد ملی۔ مگر قسطنطنیہ کے بہت درویش (Monks) جن کا پیشوا پروکلس تھا۔ مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ یہ پروکلس (Proclus) وہ شخص تھا جو قسطنطنیہ کے بشپی عہدے کے حاصل کرنے میں ناکامیاب ہو چکا تھا۔ سکندریہ کے بشپ سِرل (Cyril) نے اس مباحثہ میں بڑا حصّہ لیا۔ انطاکیہ کا بشپ جان نسطوریس کے ساتھ تھا جب سِرل کو معلوم ہُوا کہ نسطوریس نے اپنی بدعتی تعلیم اُس کے علاقے کے خادمانِ دین کی طرف تحریر کر کے بھیجدی ہے تو سِرل نے بغیر نسطوریس کا اشارہ کئے اپنے سالانہ خط میں تجسّم کے مسئلہ کو یُوں بیان کیا کہ مسیح کی پُوری اور کامل انسانیت الٰہی ذات کے ساتھ ایک ہی الٰہی شخصیت



رکھتی تھی۔ اُس کے چار مہینے بعد ایک اور خط اس مضمون کا پنی ٹاپوسیس میں شائع کیا۔ ان دونوں خطوں کو دیکھ نسطوریس بڑے طیش میں آ گیا۔ اگرچہ سِرل نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر نسطوریس نے تھیوٹوکس کے لقب کے ماننے سے انکار کیا۔

اس پر ۴۳۰ء میں سِرل نے سکندریہ میں ایک کونسل بشپوں کی فراہم کی اور نسطوریس کو مع اُس کی تعلیم کے رد کیا۔ سِرل اور نسطوریس ہر دو نے رُوم کے بشپ سیلسٹین کے پاس خط پہنچائے۔ اُس نے بھی اسی سنہ میں رُوم کے درمیان ایک کونسل جمع کی۔ اور نسطوریس کی تعلیم کو رد کیا۔ اور کہا کہ اگر وہ دس دن کے عرصہ میں اپنی تعلیم کو چھوڑ کر کلیسیا کے عقیدہ کو جس کا فیصلہ سکندریہ اور رُوم میں ہو چکا ہے نہ مانے گا تو وُہ اپنے عہدے سے گرا دیا جائے گا۔ اور کلیسیا سے خارج ہو جائے گا۔ رُوم کے بشپ کا یہ حکم جابرانہ تھا۔ مگر چونکہ مختلف بشپوں کی اپیلیں رُوم کے بشپ کے پاس جاتی تھیں۔ اس سے اُس کی عزّت و وقعت بڑھ گئی۔ اور جس قدر مشرقی کلیسیا میں گڑبڑی پڑتی تھی۔ اسی قدر رُوم کے بشپ کی طاقت بڑھتی جاتی تھی سیلسٹن (Celestine) نے اس فیصلہ کی اطلاع قسطنطنیہ اسکندریہ اور انطاکیہ کے بشپوں کو دی۔ سِرل نے بھی اُس فیصلہ کی نقل جو اسکندریہ کی کونسل میں ہُوا تھا بمعہ اُن بارہ لعنتوں کے جو اُس کی تعلیم پر بھیجی گئی تھیں نسطوریس کے پاس روانہ کر دی۔ نسطوریس کے بالمقابل ۱۲ لعنتیں اُس کے جواب میں لکھ بھیجیں۔ کپرس کے بشپ تھیوڈوریٹ نے سِرل کے خط کا جواب دیا۔ اور انطاکیہ کے بشپ جان نے بہت کوشش کی کہ نسطوریس کو

اس بدعت کے الزام سے بچائے ؞

چونکہ اس طرح تُو تُو مَیں مَیں سے اُس مباحثہ کے ختم ہونے کی اُمید نہ تھی نسطوریس نے شہنشاہ تھیوڈوسیس دوم سے درخواست کی کہ اس امر کے فیصلہ کے واسطے ایک کونسل عام منعقد کرے۔ چنانچہ مشرق و مغرب کے ہر دو شہنشاہوں تھیوڈوسیس ثانی (Theodosius II) اور ویلنٹینین ثالث (Valentinian III) نے فرمان جاری کئے کہ تیسری بڑی کونسل ۴۳۱ء میں بمقام افسس منعقد ہو ۔۔۔ تھیوڈوسیس خود تو اس کونسل میں حاضر نہ ہو سکا۔ مگر اپنی طرف سے کونٹ کینیڈیڈین (Count Candidian) کو یہ ہدایت کر کے بھیج دیا کہ نہ تو مباحثہ میں دخل دینا اور نہ درویشوں کو مباحثہ میں شریک ہونے دینا تاکہ کسی طرح گڑبڑی نہ ہو جائے۔ انتظام درست رکھا جائے۔ اور جب تک پورا فیصلہ نہ ہو کسی کو کونسل سے جانے نہ دینا۔ اور اس بات کی تاکید کی کہ اس کے سوائے کسی اور معاملہ کی کونسل میں اجازت نہ دی جائے ؞

نسطوریس جو تھیوڈوسیس کی حفاظت میں تھا۔ سولہ بشپوں کو ساتھ لے کر کونسل میں پہلے پہنچا۔ اُس کے بعد سِرل افسس کے ایک سو دو بشپوں سمیت داخل ہوا۔ انطاکیہ کا بشپ جان جو نسطوریس کا حامی و دوست تھا قحط کی وجہ اور سڑکوں کی خرابی کے سبب وقت پر نہ پہنچا اور دیر میں آیا۔ سِرل کونسل کا میر مجلس مقرر ہوا۔ انطاکیہ کے بشپ جان کا انتظار کرنے سے انکار کیا۔ کونسل کا آغاز ۲۲ جون کو ہوا۔ نسطوریس جب افسس میں پہنچا۔ تو اُس نے معلوم کیا کہ کونسل کے ممبر اُس سے ایسا سلوک کرتے ہیں جیسا خارج شُدوں سے جن کو گرجا جانے



کی اجازت نہیں ہوتی اور سب بے عزتی سے پیش آتے ہیں۔ جب اُس نے دیکھا کہ انصاف کی کوئی اُمید نہیں۔ تو تین دفعہ بلانے پر بھی کونسل میں نہ گیا۔ اس پر اگرچہ بشپ تھیوڈورٹ (Theodoret) اور کونٹ کینیڈیڈین (Count Candidian) نے کونسل کے ملتوی کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ مگر کونسل نے اپنی کارروائی شروع کر دی۔ اور اُن الزامات کی جو نسطوریس کے خلاف تھے تحقیقات شروع کر دی۔ سِرل کا وہ خط جو اُس نے نسطوریس کو لکھا معہ ۱۲ لعنتوں کے پڑھا گیا۔ کونسل نے اُس کو تسلیم کیا۔ اور اُس کو آرتھوڈکس ایمان قرار دیا۔ اور نسطوریس کا جواب رد کیا گیا۔ اور فیصلہ ہُوا کہ یہ اپنے عہدے سے علیحدہ کیا جائے۔ اس فیصلہ پر ۱۹۸ بشپوں نے دستخط کئے اور افسس کے لوگ اس پر بہت خوش ہوئے۔ اس فیصلہ کی اطلاع نسطوریس اور شہنشاہ ہر دو کو دی گئی۔ لیکن کونٹ کینیڈیڈین نے حکم جاری کیا۔ کہ یہ مجلس کی کارروائی ناجائز ہے۔ ۲۷ جون کو انطاکیہ کا بشپ جان بھی آپہنچا۔ اُس کے ہمراہ ۱۴ بشپ تھے۔ کونٹ کینیڈیڈین نے اُس کو بڑی عزت سے خوش آمدید کہا۔ لیکن جب اُسے معلوم ہُوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی کونسل شروع ہو گئی تو سخت ناراض ہُوا۔ اور کونسل میں آنے سے انکار کیا۔ بعض بشپوں نے اس کی تحقیر کی۔ کونٹ کینیڈیڈین کے اشارہ پر اپنے ہمراہی ۱۴ بشپوں اور دُوسرے ۲۹ بشپوں کو جو اُن کے ساتھی تھے۔ ایک الگ کونسل کر لی۔ جس میں اُنہوں نے سِرل اور میمنون (Memnon) کو عہدے سے معزول کر دیا۔ اس پر سِرل نے جان کو خارج ہی کر دیا ؞

۱۰ جولائی کو رُوم کے ڈیلیگیٹ بھی افسس میں پہنچے۔ سِرل نے

دُوسری سیشن فراہم کی۔ اس میں نسطوریس کو عہدے سے معزول کر دیا۔
اور پلیجین (Pelagians) کی اور اُس کی تعلیم پر لعنت بھیجی۔ رومی
نمائندوں نے اس کُل کارروائی کو منظور کیا۔ اور کوشش کی کہ انطاکیہ
کے بشپ جان کو سمجھا بجھا کر اپنی طرف کریں۔ مگر بے سود۔ اس پر کونسل
نے فیصلہ کیا۔ کہ جان نے جو کارروائی کونسل سے علیحدہ کی ہے۔ ناجائز
سمجھی جاوے۔ اور اُس کو اور اُس کے ساتھی بشپوں کو عہدے سے
خارج کر دیا۔ دونوں پارٹیوں نے شہنشاہ کے ہاں اپیل کی۔ اس پر
شہنشاہ نے اپنی منظوری دی کہ سرل اور میمنون اور نسطوریس اپنے
عہدوں سے علیحدہ کیئے جائیں۔ اور ان کی گرفتاری کے واسطے ایک
افسر روانہ کیا۔ اور اُس کو کہا۔ کہ اگر ممکن ہووے۔ تو اُن کے درمیان
صلح کرا دے۔ چونکہ صلح نہ ہو سکی۔ شہنشاہ نے دونوں پارٹیوں کے
آٹھ آٹھ آدمی بلوائے اور کہا کہ بمقام کیلسڈون (Chalcedon)
آ کر اُس کے سامنے بحث کریں۔ شہنشاہ کے سامنے پانچ اجلاس ہوئے
لیکن فیصلہ کچھ نہ ہُوا۔ اس پر افسس کی کونسل ۴۳۱ء میں ختم ہو گئی۔
شہنشاہ نے نسطوریس کی امداد بند کر دی۔ اور اُسے حکم دیا کہ بشپی
عہدے سے استعفےٰ دے کر انطاکیہ کے ایک راہب خانہ میں جا رہے
سرل کو اسکندریہ واپس جانے کی اجازت دی اور نسطوریس کی جگہ
میکسیمین قسطنطنیہ کا بشپ مقرر ہُوا۔

اِفسس کی کونسل کے بعد مشرقی کلیسیا سخت اضطراب کی
حالت میں تھی۔ کئی بشپ معزول کیئے گئے۔ تھیوڈوسیس کو گمان تھا
کہ اسکندریہ کے بشپ سرل اور انطاکیہ کے بشپ جان میں از سرِ نو میل



جل کرا دیوے۔ سرل نے کچہری کے حاکموں کو بے اندازہ رشوت
اُن کی مدد حاصل کرنے کے لیئے دی۔ تھیوڈورٹ اور ہائیریلیس کے
بشپ ایگزنڈر نے جو سرل کی مخالفت کرتے رہے اور انطاکیہ کے
علاقہ کے نو صوبوں نے اسقف جان کی شراکت کو ترک کر دیا۔ جب
اُس نے سرل کے ساتھ تصفیہ کر لیا تو جان کو شاہی فوج سے مدد مل
گئی۔ اور اُس نے ۱۵ بشپوں کو معزول کر دیا۔

دو برس بعد انطاکیہ اور اسکندریہ متفق ہو گئے۔ جان نے بھی
نسطوریس کی تعلیم پر لعنت بھیجی۔ نسطوریس چار برس اور جلاوطن کیا
گیا۔ پہلے عرب پھر مصر کو جہاں وہ [illegible]ء میں فوت ہو گیا۔ شاہی فرمان
جاری ہُوا کہ نسطوریس اور اُس کے پیروؤں کی تمام تصنیفات جلائی جاویں
اور نسطوریین خیالات والوں کی جائدادیں ضبط کی جاویں۔ یوں تمام رُومی
سلطنت میں نسطوریینا ازم معدوم ہو گیا۔ لیکن فارس کے علاقے میں یہ
جیتا رہا۔ یہ مسوپوتامیہ کے تھیوڈور (Theodore of Mopsuestia)
کی وجہ سے ہُوا۔ اُس کے پیروؤں نے اپنا نام کیلڈیین (Chaldean)
یا اسیرین (Assyrian) رکھا۔ اُنہوں نے ۴۹۹ء میں بمقام سلوکیہ
(Seleucia) ایک کونسل جمع کی اور رُومی سلطنت کی تمام کلیسیاؤں
سے قطع تعلق کر لیا۔ اگرچہ نسطوریین بدعتی قرار دیئے گئے مگر تواریخ بتاتی
ہے کہ اُن میں مشنری جوش بہت تھا۔ فارس سے اُنہوں نے دُور دراز
ممالک جیسے چین۔ ہندوستان۔ تاتاری (Tartary) اور عرب میں
مشنری بھیجے۔ اس وقت بھی ہندوستان میں اُن کے پیدا کیے مسیحیوں کی ایک
اچھی جماعت ساحل مالابار (Malabar) میں ہے جو بغداد کے نسطوریین

پیٹری آرک کے ماتحت ہے۔

افسس کی کونسل تیسری بڑی کونسل تصور کی جاتی ہے۔ اس کا فیصلہ آرتھوڈکس سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی کارروائی بے ضابطہ تھی۔ ہر دو طرف سے لعن طعن اور مخالفت جھگڑے باعث ملزم تھے۔ نسطوریس کی تعلیم کو بدعتی قرار دینے سے مشرقی کلیسیا میں ایسی جدائی پیدا ہو گئی کہ پھر کبھی مل نہ سکے۔ بہتر طریقوں سے بہتر نتائج کی امید ہو سکتی تھی۔

مسیح کی ہر دو صفات کی نسبت کہ آرتھوڈکس ایمان کیا ہے۔ اس کونسل نے کوئی کوشش نہ کی۔ البتہ بعد کے مسیحی عالموں نے جنہوں نے مختلف وسائل سے کام کیا۔ اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ اس کی نسبت کیونکر ایمان کیا ہے۔ جو اتھاناسیس کے عقیدہ میں یوں مندرج ہے:۔

ہمارا خداوند یسوع مسیح جو خدا کا بیٹا ہے۔ خدا بھی ہے اور انسان بھی۔ وہ خدا ہے۔ باپ کے جوہر سے سب عالموں سے پیشتر مولود۔ اور انسان ہے اپنی ماں کے جوہر سے جو اس عالم میں پیدا ہوا۔ وہ کامل خدا اور کامل انسان بھی ہے نفس ناطقہ اور انسانی جسم سے۔ وہ اگرچہ خدا اور انسان ہے تاہم دو نہیں بلکہ ایک ہی مسیح ہے۔ ایک، اس طور سے نہیں کہ الوہیت کو انسانیت سے بدل ڈالا۔ بلکہ اس طور پر کہ انسانیت کو الوہیت میں لے لیا۔ وہ مطلقاً ایک ہی ہے۔ جوہروں کے خلط ملط ہونے سے نہیں۔ بلکہ اقنوم کی یکتائی سے۔ کیونکہ جس طرح نفس ناطقہ اور جسم مل کر ایک انسان ہے۔ اسی طرح خدا اور انسان مل کر ایک مسیح ہے۔



# تیئسواں باب

## یوتی کیس ازم اور کیلسڈن کی چوتھی بڑی کونسل ۴۵۱ء

## Eutychianism and the Fourth General Council of Chalcedon

مشرقی کلیسیا میں نسطوریس (Nestorius) کی بدعتی تعلیم اور اس کے متعلق مباحثوں نے بڑی ہل چل مچا دی۔ مشرق میں کئی ایک سربرآوردہ اشخاص اس کے مددگار تھے۔ لیکن اس کی تعلیم کے مخالفین نے رفتہ رفتہ ایک دوسرا پہلو اختیار کیا۔ نسطوریس کی تو یہ تعلیم تھی کہ مسیح میں الہی اور انسانی دو شخصیتیں تھیں۔ یوتی کیس (Eutyches) قسطنطنیہ کے ایک راہب خانہ کا بوڑھا پریسبٹر جو اسکندریہ کے بشپ سِرل کا دوست تھا۔ یوں تو اس تعلیم کا مخالف تھا۔ مگر اس نے یہ تعلیم دینی شروع کی کہ تجسم کے وقت ایک ہی ذات تھی۔ اور وہ الہی تھی۔ انسانی ذات کلمہ یعنی لوگاس میں ایسی مل گئی۔ کہ اس میں جذب ہو گئی۔ لہذا مسیح کا بدن الوہیت کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے ایک الہی بدن ہو گیا جو ہمارے بدنوں سے بالکل جدا تھا۔ اس عقیدہ کے بموجب یہ کہنا چاہئے ہے کہ خدا پیدا ہوا۔ اس نے دکھ اٹھایا۔ وہی مصلوب ہوا۔ اور مر گیا۔ یہ تعلیم کیتھولک تعلیم کے خلاف تھی کیونکہ کیتھولک تعلیم یہ ہے کہ مسیح کی ایک

شخصیت میں دو ذاتیں تھیں الٰہی اور انسانی مسیح کامل خدا اور کامل انسان تھا اور سوائے گناہ کے انسانی حیثیت میں بالکل ہماری مانند تھا۔
تھیوڈورٹ فوراً ہی یوتی کیس کی تعلیم کے برخلاف کھڑا ہو گیا۔ اور ڈومس (Domnus) جو انطاکیہ کا بطریق آرک تھا اُس کا مددگار رہا۔ لیکن یوتی کیس کا مددگار اسکندریہ کا بشپ ڈی اوسکیورس (Dioscurus) جو سِرل کا جانشین تھا۔

۴۴۸ء میں ایک کونسل قسطنطنیہ میں ہوئی۔ جس میں یوسی بیئس (Eusebius) نے یوتی کیس پر بدعت کا الزام لگایا۔ کہ وہ مسیح میں دو ذاتوں سے انکار کرتا ہے۔ اور مسیح کی انسانیت کو خیالی اور وہمی تصور کرتا ہے۔ قسطنطنیہ کا بشپ فلیوی این جو یوتی کیس کی بڑی عزت کرتا تھا بمشکل اس امر پر راضی ہوا کہ اُن الزامات کی جو اُس پر لگائے گئے ہیں تحقیقات کی جائے۔ تحقیقات پر یوتی کیس نے صاف صاف بیان کیا۔ کہ جب سے لوگاس (Logos) کا یسوع سے اتحاد و یگانگت ہوئی تب سے مسیح میں ایک ہی ذات تھی۔ اور وہ الٰہی تھی جس میں انسانی ذات جذب ہو گئی۔

اس بیان سے ہمارے خداوند کی انسانی ذات کا صاف انکار تھا۔ کونسل نے اُس بیان کو ناکافی سمجھ کر اُسے راہب خانہ سے نکال دیا۔ اور عہدہ سے برطرف کیا گیا۔ اور اُس کے تمام ہم خیال کلیسیا سے خارج کئے گئے۔ کونسل نے اس اقرار کو قبول کیا کہ مسیح اپنے مجسم ہونے کے بعد ایک اقنوم اور دو وجود میں ہے۔

اس پر یوتی کیس نے شکایت کی کہ انصاف نہیں ہوا لیکن کونسل



کا فیصلہ سب نے مان لیا۔ فلیوین (Flavian) نے کونسل کی تمام کارروائی روم کے بشپ لیو کو بھیج دی۔ جس نے یہ فیصلہ منظور کر لیا اور ۱۳ جون ۴۴۹ء کو فلیوین کو ایک خط لکھا۔ جس میں بڑی صفائی سے آرتھوڈکس ایمان کا بیان کیا کہ مسیح کی ایک شخصیت میں دو ذاتیں تھیں۔ ایک دوسرا خط اُس نے کونسل کے نام لکھا۔ یہ خطوط ٹوم آف سینٹ لیو (Tome of St. Leo) کہلاتے ہیں۔ اس کو بعد ازاں کیلسیڈن (Chalcedon) کی کونسل نے مان لیا۔ کہ مجسم کی یہی اور کافی تعریف بھی ہے جو کیتھولک کلیسیا کے ایمان کو پورے طور پر ظاہر کرتی ہے۔

شہنشاہ تھیوڈوسیس ثانی (Theodosius II) کی ہمدردی یوتی کیس کے ساتھ تھی۔ سو اُس نے افسس میں ایک کونسل ۴۴۹ء میں فراہم کی۔ لیو (Leo) اس کونسل پر متفق نہ تھا۔ اگرچہ اُس کی صلاح سے یہ کونسل منعقد نہ ہوئی تاہم اُس نے تین ایلچی اپنی طرف سے کونسل میں بھیجے۔ امن قائم رکھنے کے واسطے دو شاہی کمشنر بھی کونسل میں حاضر تھے۔ ڈی اسکیورس (Dioscurus) اسکندریہ کا بشپ تیز طبع اور ہر طرح ترقی کرنے والا تھا۔ قسطنطنیہ کے بشپ فلیوین سے اُس کی عزت اور درجہ کی وجہ سے بڑی خار رکھتا تھا۔ اُس کی دلی خواہش تھی۔ کہ مشرق میں بجائے قسطنطنیہ کے اسکندریہ بڑی ڈایوسیس مانی جائے۔ شہنشاہ کے حکم سے یہ اُس کونسل کا میر مجلس مقرر ہوا۔ اس کونسل میں ۱۳۰ بشپ اور ۲۳۰ خادمانِ دین موجود تھے۔ تھیوڈورٹ کو کونسل میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ نیز جنہوں نے فلیوین کی کونسل میں یوتی کیس کے خلاف ووٹ دیئے تھے اُن کو بھی ووٹ دینے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ ہو سکے ایلچیوں کو ٹوم آف لیو

(Tome of Leo) کے پیش کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس کونسل میں دو باتوں
کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اول یوطیکس کو بحالی دی گئی۔ اور وہ کلیسیا میں شامل
کیا گیا۔ پھر کونسل اس بات پر آمادہ ہو گئی کہ فلیویان۔ ڈومنس۔ تھیوڈورٹ
یوسی بی اس اور ابید کو بھی اُن کے عہدوں سے معزول کر کے کلیسیا سے خارج کریں۔
لیکن جب چند ایک بشپوں نے ایسا کرنے سے اُن کو روکا۔ تو ڈایوس
کوروس کے اشارہ پر سپاہیوں اور درویشوں کا ایک انبوہ کثیر کونسل میں
گھس آیا۔ اور فلیویان اور اُس کے مددگاروں کو بُری طرح زدوکوب کیا۔
فلیویان تو اس مار سے تیسرے دن مر گیا۔ چنانچہ اس کونسل کی کارروائی بھی
بیجا، ظالمانہ اور غلط تھی۔ کہ اس کو ڈاکوؤں کی کونسل کہنا مناسب ہے۔
ڈایوس کوروس کی اس تباہ کاری اور تشدد کی وجہ سے اُس کے ساتھی
اُس سے بیزار ہو گئے۔ شہنشاہ تھیوڈوسیس اور ویلنٹینیس سوم نے
کونسل کے اس فیصلہ کو منظور کیا۔ لیکن لیو نے اس کارروائی کو ناجائز قرار
دیا۔ اور تھیوڈوسیس کو اس کے خلاف لکھا۔ لیکن اس پر بھی شہنشاہ
ڈایوسکوروس ہی کا مددگار رہا۔ دوسرے سال تھیوڈوسیس فوت ہو گیا اور
مارسیون (Marcian) اُس کا جانشین مقرر ہوا جو لیو کا طرفدار تھا۔
اُس نے ۴۵۱ء میں بمقام نائسیا ایک بڑی کونسل کا انعقاد کیا۔ اس کی
نیت تھی کہ کسی طرح کلیسیا میں صلح صفائی ہو جائے۔ لیکن راہبوں کے
مزاج اپنے آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ کہ کونسل کو کیلسیڈن
(Chalcedon) میں تبدیل کرنا پڑا۔ یہ کونسل چاروں بڑی کونسلوں میں سب
سے بڑی تھی۔ اس میں ۶۳۰ بشپ موجود تھے۔ لیو کے ایلچی اول درجہ
پر مانے گئے۔ اُن کے بعد قسطنطنیہ۔ اسکندریہ۔ انطاکیہ اور یروشلیم کے



بیٹھ پاتے تھے۔ کارروائی بڑی بے ضابطگی سے ہونے لگی۔ فریقین ایک دوسرے
کو بُرا بھلا کہتے رہے۔ پہلا اجلاس ۸ اکتوبر ۴۵۱ء کو ہوا۔ اسکندریہ کا
بشپ ڈایوسکیورس (Dioscorus) جو ووٹ کے پُورے حقوق رکھتے
ہوئے ڈیلی گیٹ ہو کر آیا تھا مجرم کی جگہ بٹھایا گیا۔ افسس کی کونسل کے
فیصلے منسوخ کئے گئے۔ فلیویان (Flavian) کا عقیدہ آرتھوڈکس
مانا گیا۔ اور ڈایوسکیورس گرفتار کیا گیا۔ دُوسرے اجلاس میں عقیدہ نائسین
مع اُن زائد فقروں کے جو قسطنطنیہ کی کونسل میں منظور کئے گئے تھے،
اور ٹوم آف لیو پڑھ کر سنائے گئے۔ جو بڑی سرگرمی اور دلی جوش سے تسلیم
کئے گئے۔ تیسرے اجلاس میں ڈایوسکیورس اور یوطی کیس مجرم قرار دئے
گئے اور عہدہ سے گرائے گئے اور جلا وطن کئے گئے۔ کئی ایک بشپوں نے
اقرار کیا کہ افسس کی کونسل میں ڈایوسکیورس کے خوف و تشدد سے اُنہوں
نے دستخط کئے تھے۔ چوتھے اور پانچویں اجلاس میں کونسل نے کیتھولک
عقیدہ کو قلمبند کیا جو نائسین اور قسطنطنیہ کے عقیدہ کے مطابق تھا۔ اُس میں
زیر بحث مسئلہ بھی درج کیا گیا کہ مسیح یسوع میں ایک شخصیت اور دو ذاتیں
ہیں یعنی الٰہی اور انسانی اور یہ کسی طرح بھی ایک دوسرے میں جذب نہیں۔
مسیح میں کامل الوہیت اور کامل انسانیت تھی۔ الوہیت کے لحاظ سے باپ
کے ساتھ ہم ذات۔ اور انسانیت کے لحاظ سے انسانوں کا ہم ذات۔ فرق
صرف یہ تھا کہ اُس میں گناہ نہ تھا۔ پس یُوں کیلسیڈون کی کونسل نے ہمارے
خداوند کی انسانیت کا فیصلہ کیا۔ جس طرح نائسیہ کی کونسل نے اُس کی
الوہیت کا فیصلہ کیا تھا۔ کیلسیڈون کی کونسل نے کلیسیا کی ان مشکل بحثوں
کو سر انجام دیا جو دُس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ مسیح کی انسانی خصلت حقیقی و مکمل

تھی - اور کہ وہ اُلوہیت میں جذب نہیں ہُوئی ۔

کیلسیڈن کی کونسل کے نتائج کا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے :-

(۱) کونسل نے یوٹی کیس کی بدعت کے برخلاف فیصلہ دے دیا اور اسکندریہ کے بشپ ڈائی اوسکیورس کو خارج کر دیا ۔

اس سبب سے اسکندریہ کے بشپ کے اختیار کا خاتمہ ہُوا - اور رُوم نے اپنے اختیارات اور احکام دُوسری کلیسیاؤں پر بڑھا لئے ۔

(۲) ایک عقیدہ مرتب کیا گیا کہ یسُوع مسیح ایک شخص ہے جس میں دو (انسانی - الہٰی) خاصیتیں موجود ہیں ۔

(۳) کلیسیا کا بہت بڑا مشرقی علاقہ جاتا رہا کیونکہ بہت سارے بشپ یوٹی کیس کے پیرو بن گئے - جس کے سبب سے مشرقی کلیسیا رفتہ رفتہ کمزور ہوتی گئی یہاں تک کہ آسانی سے اسلام کا شکار بن گئی ۔

۴۹۱ء میں آرمینیا کی کلیسیا نے اس کونسل کے فتوے کو منسوخ کر دیا اور آرمنوئیس یونانی کلیسیا سے جُدا ہو گئے ۔

(۴) اس کونسل میں مسیح کی خاصیتوں کے بارے میں فیصلہ دینے سے بہت ناچاقی اور جھگڑا برپا ہو گیا - مثلاً مصر - سوریا - انطاکیہ - آرمینیا میں خانہ جنگیاں شروع ہُوئیں - اور اسکندریہ - انطاکیہ اور یروشلیم میں مذہبی پھوٹ پڑ گئی ۔

(۵) رُوما اور قسطنطنیہ کے مابین رقابت پیدا ہو گئی ۔

باقی جلسوں میں کونسل نے انتظامی معاملات اور بشپوں کے علاقہ جات پر بحث کی - ۳۰ کینن (قانون) پاس کئے - یہ کونسل یکم نومبر کو ختم ہوئی - اس کے فیصلے مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں نے منظور کئے جو



شاہی فرمان سے رائج ہُوئے - یوٹی کیس اور اُس کے مددگار جلاوطن کئے گئے اور اُن کی تصنیفات جلا دی گئیں ۔

ہم نے چوتھی اور پانچویں صدی کی بدعتوں پر بحث کی ہے جو ہمارے خداوند کی شخصیت کی نسبت تھیں - کلیسیا کا عقیدہ بالکل صاف ہو یا تشریح مرتب ہو گیا - سب کا سب ایک ہی عقیدہ میں جس کو اتھاناسیس کا عقیدہ کہا جاتا ہے جمع کیا گیا - یہ عقیدہ اتھاناسیس نے تو مرتب نہیں کیا لیکن اس میں وہ تعلیم ہے جس کے واسطے اتھاناسیس لڑتا رہا - یہ عقیدہ ہی نہیں بلکہ اُس عقیدہ کی تشریح ہے جو ابتدائی کلیسیا مسیح کی شخصیت کی نسبت رکھتی تھی - غالباً اس کا آغاز سپین اور گال میں ہُوا - اگرچہ بجنسہٖ کسی خاص کونسل میں پیش نہ ہُوا ہو تاہم کلیسیا کے عقیدہ کی بے نظیر و مُفید تشریح ہے - جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ مسیح کی ذات کے بارے میں کیسی کیسی بدعتیں نکلتی رہیں تو اس قیمتی تشریح کو کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے ۔

---

# چوبیسواں باب

## اگسٹین اور پلے جیئن ازم { Augustine and Pelagianism

بزرگ اگسٹین اپنے زمانے کا سب سے بڑا فاضل الہیات کا تھا۔ یہ فضلائے مسیحیوں میں گنا گیا ہے۔ افریقہ کے نومیدیا کا پرگنہ اور ... گرا ہے۔ حضرت ۳۵۴ء میں پیٹریشیا کے گھر تگاسٹا (Tagaste) میں پیدا ہوا۔ باپ تو اس کا بت پرست تھا مگر ماں مونیکا (Monica) نام سرگرم مسیحی خاتون تھی۔ ابتدائی تعلیم اگسٹین کی مدورا (Madura) میں ہوئی۔ پھر تعلیم کی خاطر کارتھیج کو چلا گیا۔ اس میں خداداد لیاقتیں تھیں۔ مگر بری صحبتوں میں پڑنے سے بری عادتوں میں گرفتار ہو گیا اور اٹھارہ برس ہی کی عمر میں صاحب اولاد ہو گیا۔

اسی عمر میں مینیکین (Manicheans) فرقہ میں شامل ہو گیا۔ اور ۲۸ برس کی عمر تک ان کا ممبر رہا۔ لیکن ان کی بداخلاقیاں اور ناپاک زندگی سے متنفر ہو کر ۳۸۳ء میں روم کو چلا گیا۔ اور وہاں زبان دانی اور علم ادب کا استاد رہا۔ لیکن کافی کمائی نہ ہونے کی وجہ سے میلان (Milan) کو چلا گیا۔ اور وہاں علم ادب کا استاد ہو گیا۔ اس جگہ اس نے بشپ امبروز (Ambrose) کے لیکچروں کو سننا شروع کیا۔ اور اپنا نام شاگردوں میں لکھوا لیا۔ اور مقدس پولوس کے خطوط کا مطالعہ شروع کیا۔ اس کی والدہ بھی اس کے پاس آ گئی۔ اور بہت کوشش کرتی رہی کہ کسی طرح اس کا بیٹا مسیح



کا ہو جائے۔ اس کے واسطے شب و روز دعا کرتی رہی۔ لیکن اگسٹین اپنی بری عادتوں سے باز نہ رہا۔ بلکہ جسمانی خواہشوں میں پھنسا رہا۔ اگرچہ اس کی اپنی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح ان سے چھٹکارا پا سکے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اگسٹین اپنی بری خواہشوں سے خلاصی پانے کے واسطے تڑپ تڑپ کر دعا مانگ رہا تھا۔ تو اس کے کان میں ایک بچے کی آواز آئی جو کہتا تھا کہ "اٹھا اور پڑھ"۔ دیں اس نے اپنی بائبل لی۔ کھول کر پڑھنے لگا تو رومیوں کے خط تیرھویں باب کی تیرھویں اور چودھویں آیات پر نظر پڑی تو یہ لکھا پایا کہ "جیسا دن کو دستور ہے شائستگی سے چلیں نہ کہ ناچ رنگ اور نشہ بازی سے نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو۔ اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیریں نہ کرو۔" ان باتوں کا تاثر بہت ہی ہوا۔ فوراً ہی مسیح پر ایمان لا کر ایمان کی قوت سے مسیح خداوند سے گناہوں کی معافی حاصل کی اور بالکل مخلوق ہو گیا۔ گناہ کی طاقت اور بری عادتوں کی قوت جاتی نظر آئی۔ اس نے اس آزادی سے جو اس کو مسیح سے حاصل ہوئی کمال خوشی منائی۔ ۳۸۷ء کی عید ایسٹر کے موقع پر یعنی ایسٹر عرفہ کی شام کو بشپ امبروز سے بپتسمہ پایا اور اپنا کل مال و متاع بیچ کر روم کو چلا گیا۔ یہاں اس نے کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں اس نے مینیکین (Manicheans) اور مسیحی اخلاق کا مقابلہ کیا۔ روم سے پھر وہ کارتھیج کو چلا گیا۔ وہاں سے اپنے گھر تگاسٹا (Thagaste) میں جا رہا جہاں تین برس تک گیان دھیان اور تلاوت کلام میں مشغول رہا۔ ان ایام کے بعد ہپو (Hippo) کے بشپ ویلریس (Valerius) نے اگسٹین کا تقرر کیا۔ چار برس بعد منعقد

بشپ مقرر ہوا۔ ویلیریس کی وفات کے بعد اگستین ہیپو کا بشپ مقرر ہوا۔
۳۵ برس تک اس عہدے پر رہا۔ افریقہ کی کلیسیا اُسے اپنا مانا ہوا
پیشوا مانتی تھی۔ اُس کی تصنیفات اور خطوط سے مشرقی اور مغربی
کلیسیاؤں پر بڑی تاثیر ہوئی ۔

سنہ [illegible]ء میں اُس نے ڈوناٹسٹ (Donatists) کا مقابلہ کیا۔
پہلے تو وہ اُن سے بڑی نرمی اور متانت سے پیش آیا اور اُن سے مباحثے
کیئے مگر اُن کی ضد کو دیکھ کر اُس نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ اُن کو
کیتھولک ایمان پر مجبور کیا جائے۔ سنہ ۴۱۱ء میں بمقام کارتھیج بڑا بھاری
مباحثہ ہوا۔ جس میں ۲۷۹ ڈوناٹسٹ اور ۲۸۶ کیتھولک بشپ موجود
تھے۔ اگستین اس مباحثہ کا ہیرو تھا۔ شہنشاہ نے اُس کو میر مجلس مقرر کر دیا۔
اُس نے ڈوناٹسٹ کے خلاف فیصلہ دیا۔ تب تو شاہی فرمان سے تمام
ڈوناٹسٹ علمائے دین جلاوطن کیئے گئے۔ اُن کے گرجے ضبط ہوئے اور اُن کی
پبلک عبادتیں بند کی گئیں ۔

اس کے بعد پلیجیس (pelagius) اور اُس کے ہمراہیوں سے
مباحثہ شروع ہوا۔ اس مباحثہ میں اگستین اپنی زندگی کے خاتمہ تک یعنی
سنہ ۴۳۰ء تک مشغول رہا۔ پلیجیس برطانیہ کا ایک درویش تھا۔ جو نیک
خصلتوں اور پاک زندگی سے آراستہ تھا۔ خود اگستین اُس کی پاک
زندگی کی تعریف کرتا ہے۔ البتہ جیروم اُس کے خلاف لکھتا ہے۔ سنہ ۴۰۹ء
میں پلیجیس رُوم کو آیا۔ اور وہاں اُس نے بڑی کوشش کی کہ رومیوں کے
اخلاق درست ہوں لیکن جب وہ یہ جواب دیتے کہ انسانی فطرت
کی کمزوری کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکتا تو یہ بڑا خفے ہوتا اور اُن سے



سختی سے پیش آتا۔ رُوم میں پلیجیس کی واقفیت سیلیسٹیس (Celestius)
سے ہو گئی۔ جو عمر میں تو پلیجیس سے چھوٹا تھا مگر علم مناظرہ میں اُس سے
بڑھ کر تھا۔ ان دونوں نے مل کر ایک نیا مسئلہ شروع کر دیا جو پلے جین
(Pelagian) بدعت کے نام سے مشہور ہے جس میں یہ بیان ہے کہ

الف۔ آدم فانی پیدا کیا گیا۔ اگر وہ گناہ نہ بھی کرتا تاہم اُس کو
ضرور مرنا تھا ۔

ب۔ آدم نے گناہ کر کے صرف اپنی ہی ذات کو نقصان پہنچایا۔
بنی آدم پر اُس کا کچھ اثر نہیں ۔

ج۔ پیدائش سے ہر ایک انسان موروثی گناہ سے لاواسطہ ہے
ہر انسان کی پیدائش ویسی ہی ہوتی ہے جیسے آدم کی تھی ۔

د۔ انسان نہ تو گناہ کے سبب مرتے ہیں اور نہ مسیح کی موت
اور جی اُٹھنے سے زندہ ہوتے ہیں ۔

ہ۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے واسطے شریعت و
انجیل دونوں یکساں موثر ہیں ۔

و۔ مسیح کے دُنیا میں آنے سے پیشتر بھی دُنیا میں معصوم اشخاص
تھے ۔

ز۔ انسان کو نجات حاصل کرنے کے واسطے کسی الٰہی فضل کی ضرورت
نہیں۔ صرف پاکیزگی میں کوشش کرنے ہی سے فضل حاصل ہوتا ہے ۔

سنہ ۴۱۱ء میں رُوم کی بربادی کے بعد پلیجیس اور سیلیسٹیس کارتھیج کو
گئے۔ سیلیسٹیس نے تقرر کی درخواست کی۔ مگر ڈیکن پولینس (Paulinus)
نے اُس کی مخالفت کی۔ ایک سال بعد کارتھیج میں ایک کونسل منعقد ہوئی۔

جس میں سیلیسٹیس پر بدعت کا فتویٰ لگایا گیا اور وہ خارج کیا گیا۔ اس واقعہ سے پیشتر پلیجیس ملک کنعان کو گیا تھا۔ جہاں اُس کے کئی ایک ہم خیال ہو گئے تھے۔ اگسٹین اس تعلیم کا سخت مخالف تھا۔ سو اُس نے پلیجیس سے مباحثہ شروع کر دیا۔ اور اس بدعت کے خلاف کتابیں لکھنی شروع کر دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۱۵ء میں اسپین کے ایک پریسبٹر بنام پولوس اوروسیس (Orosius) نے یہ تعلیم کے بشپ جان کے سامنے پلیجیس پر بدعت کا الزام لگایا۔ چونکہ جان پلیجیس کا معاون معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے اوروسیس نے یہ درخواست کی کہ یہ معاملہ روم کے بشپ کے سامنے پیش ہو۔ جان نے اس کو منظور کر لیا۔ ۴۱۶ء میں شمالی افریقہ کی دو کونسلوں نے پلیجیس اور سیلیسٹیس کو مجرم قرار دیا۔ اور روم کے بشپ انوسینٹ (Innocent) نے یہ فیصلہ منظور کر لیا۔ لیکن دوسرے ہی سال اس کے جانشین زوسیمس (Zosimus) نے روم سے افریقہ کے فیصلے کو ناجائز ٹھہرایا اور افریقہ کے بشپوں کو تنبیہ کی اور کہلا بھیجا کہ یا تو روم میں حاضر ہو کر جواب دہی کریں۔ یا اُن الزامات کو جو پلیجیس پر لگائے گئے ہیں واپس لیں۔ اس پر افریقہ کے بشپوں نے انکار کر کے کہا کہ ہم روم سے آزاد ہیں۔ تب بعد اُنہوں نے ایک کونسل منعقد کی۔ جس میں ۲۰۰ بشپ موجود تھے۔ جنہوں نے پلیجین ازم کے خلاف ۹ کینن پاس کئے جب شہنشاہ ہنوریس (Honorius) نے پلیجیس کے خلاف فرمان جاری کیا۔ تو زوسیمس (Zosimus) نے بھی اُس کی رفاقت سے قطع تعلق کر دیا اور پلیجیس اور سیلیسٹیس کی تعلیم پر لعنت کی۔ لہٰذا دونوں بدعتی شہنشاہ کے حکم سے جلاوطن کئے گئے اور پلیجیس کی تعلیم کہ آدم فانی پیدا کیا گیا



اور اُس کا مرنا ضروری تھا۔ اس کا ماننا جرم میں داخل کیا گیا۔ اس پر زوسیمس نے کلیساؤں کو تحریر کیا کہ افریقہ کے بشپوں کے فیصلے درست ہیں۔ اُن کو آرتھوڈوکس تعلیم تسلیم کر لیا جائے۔ اطالیہ کے ۱۸ بشپوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کیا۔ سو وہ اپنے عہدے سے برطرف کئے گئے۔ ان سب میں مشہور جولیانس (Julianus) تھا جس نے ۲۰ سال کی جلاوطنی میں سیمی پلیجین ازم (Semi-pelagianism) کی بنیاد ڈالی۔ اُس نے پلیجین ازم میں کسی قدر تبدیلی کی۔ بیان کیا کہ موروثی گناہ تو ہے اور الٰہی فضل کی ضرورت بھی ہے۔ لیکن اس پر سکراسنا اور کلام الٰہی کی حد لگا دی۔ اور کہا کہ انسانی روح کے ساتھ فضل کا حقیقی تعلق نہیں اُس نے بیان کیا کہ انسان کی گری ہوئی حالت میں بھی انسانی فطرت میں ایک ایسا جزو موجود ہے جو خدا کے فضل کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہے ان دونوں کے ملنے سے نئی پیدائش حاصل ہو سکتی ہے۔ آرتھوڈوکس نے اس تعلیم کو رد کر دیا۔ لیکن اس تعلیم کے ماننے والوں کو کلیسیا سے خارج نہ کیا۔ کیونکہ اس کے ماننے والے عموماً درویش تھے۔ جن کی تعظیم عوام بہت کرتے تھے۔ اگسٹین پلیجین ازم کی برابر مخالفت کرتا رہا۔ اسی کے زور و تحریرات پر ۴۳۱ء میں افسس کی کونسل میں یہ تعلیم رد کی گئی جس میں پلیجیس کہیں غائب ہو گیا۔ اور سیلیسٹیس کا کچھ پتہ نہ ملا کہ اُس کا انجام کیا ہوا۔

پلے جین کے مباحثوں میں اگسٹین کا زیادہ زور موروثی گناہ پر تھا اُس کا بیان تھا کہ الٰہی فضل کی از حد ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر نجات کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اُس کی تعلیم تھی کہ موروثی فطرت میں ایک ایسا

میلان ہے جس سے گناہ سرزد ہوتا ہے اور گناہ اُس میلان کا بیرونی اظہار ہے۔ اُس نے صاف صاف بیان کیا کہ بغیر ایمان کے راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوئی شخص محض اپنے ہی نیک اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ اس تعلیم نے سولھویں صدی میں لوتھر (Luther) اور دوسرے عُلماء کی آنکھیں کھول دیں جس پر یورپ میں اصلاح (ریفارمیشن) ہوئی ۔

اس کے علاوہ آگسٹین نے بُت پرستوں اور یہودیوں کے خلاف بائیس جلدوں میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام سٹی آف گوڈ (City of God) رکھا۔ اس میں اُس نے اُن اعتراضات کا جواب دیا جو وہ مسیحی ایمان کے خلاف کیا کرتے تھے۔ رُوم کی بربادی اور سلطنت کی کمزوری کا باعث وہ مسیحیت کی کمزوری سمجھتے تھے۔ اس کا جواب بھی خوب دیا۔ آخری بار کتابوں میں اُس نے خُدا کی بادشاہت کا مقابلہ دُنیوی بادشاہت سے کیا۔ کئی تفسیریں اُس نے لکھیں۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب اُس نے پیدائش کے پہلے تین ابواب پر لکھی۔ اس سب کے علاوہ اُس نے مسیحی عقیدہ اور مسیحی مسائل پر بھی بہت کچھ لکھا۔ اُس کے اقوال دُعائیں اور وعظ جو قریباً چار سو ہیں بہت ہی مفید ہیں ۔

۴۳۰ء میں جبکہ ونڈال (Vandals) نے ہپو کا محاصرہ کیا تو ۷۶ برس کی عمر میں راہیِ ملکِ بقا ہوا۔ اگرچہ وہ یہاں سے چلا گیا مگر اُس کی زندگی کی تاثیر اور اُس کی تصنیفات کا زور کسی زمانہ میں بھی کم نہ ہوا۔ بزرگانِ سلف میں یہ سب سے بڑا بزرگ اور سب سے زور آور مانا گیا ہے ۔



# پچیسواں باب

## رُومی سلطنت کا زوال اور پوپی حکومت کا آغاز

شہنشاہ تھیوڈوسیس اوّل نے تمام سلطنت رُوما پر اکیلے حکومت کی اور شمالی جانب سے باربیرینز (Barbarians) کو روکے رکھا۔ لیکن ۳۹۵ء میں اُس کی وفات پر سلطنت پھر تقسیم ہو گئی۔ اُس کا بڑا بیٹا آرکیڈیس (Arcadius) مغرب میں حکمران ہوا۔ مشرقی ممالک اور اٹلی اور ایڈریاٹک پر ہنوریس (Honorius) سلطنت کرنے لگا۔ اس تقسیم سے سلطنت کی طاقت اور دبدبہ میں بڑا زوال آ گیا۔ پہلا سبب اُس کا یہ ہوا کہ حکمران نالائق اور کمزور تھے۔ دُوسرا سبب یہ کہ شمالی کی جانب سے باربیرینس نے حملے شروع کر دیئے۔ تھیوڈوسیس کی وفات کے بعد ہی ویسیگوتھس (Visigoths) جنہوں نے بشپ الفیلاس (Ulfilas) کے ذریعہ آریئن ازم کی تعلیم پائی تھی اور تھریس میں رہتے تھے یُونان پر حملہ کر دیا۔ اور اُسے تہ و بالا کر دیا۔ پھر اُنہوں نے اٹلی پر حملہ کیا۔ مگر شاہی افواج نے اُنہیں پسپا کر دیا۔ دو برس بعد پومیرینیا کے ونڈالس (Vandals) بھی اٹلی پر حملہ آور ہوئے لیکن یہ بھی ناکامیاب رہے۔ ازاں بعد اُنہوں نے ۴۰۶ء سے ۴۰۹ء میں گال اور اسپین پر حملے کئے۔ ۴۱۰ء میں ویسیگوتھس نے بادشاہ الیرک (Alaric) کے ماتحت روم پر حملہ کیا اور کامیاب ہوا اور ایک بڑی بھاری رقم تاوان کی طلب کی۔ اس طرح وہ رُوم کو لوٹ کر

کر چلے گئے۔ دُوسرے ہی سال ۴۱۰ء میں پھر لُوٹ مار کرنے کو حملہ آور ہوئے
الیرک نے گرجوں پر تو نظرِ عنایت ہی رکھی۔ مگر شہر رُوم کو لُوٹ لیا۔ رُوم کی
بربادی کے ساتھ ہی پیگن ازم بھی معدوم ہو گیا۔ مندروں کے تمام خزانے
اور قیمتی اشیاء وِیسیگوتھس لُوٹ کر لے گئے۔ پیگن کا یہ خیال کہ دیوتا اُن کو
بچائیں گے پُورا نہ ہونے پر دیوتاؤں سے ایمان بالکل جاتا رہا۔ پھر ۴۱۵ء
میں وِیسیگوتھس نے اسپین پر حملہ کر دیا۔ اور مغربی علاقہ میں اپنا تسلّط جما لیا
تھیوڈورک اوّل ( Theodoric I ) اُن کا بادشاہ ہُوا۔ ۴۲۵ء سے
۴۵۵ء تک نام کو ویلنٹینین سوم ( Valentinian III ) سلطنت کرتا رہا
یہ شہنشاہ بہت کمزور اور ناقابل تھا۔ اپنی والدہ اور جرنیلوں کی بات پر چلنے
والا تھا۔ اس وقت سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ ہنّس ( Huns ) جو یورپ
کے شمال مشرقی علاقہ کے منگولس ( Mongols ) تھے۔ بادشاہ اٹیلہ
( Attila ) کے زمانہ میں ٹرینسوینیا اور ہنگری پر حملہ آور ہوئے اور وہاں
اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ اُنہوں نے ۴۴۲ء میں قسطنطنیہ تک تمام ملک
برباد کر دیا۔ ۱۰ برس بعد شمالی اٹلی۔ جرمنی اور گال میں سے گزر گیا۔ جہاں کہیں
یہ پہنچے قتلِ عام کرتے چلے گئے۔ اٹلی کے تمام بڑے شہر برباد کر دئے۔
جب ویلنٹینین سوم ( Valentinian III ) مارے ڈر کے رُوم میں جا پناہ گزیں
ہُوا۔ اور رُوم کے بشپ لیو اعظم ( Leo the Great ) کی حکمت اور ہمت
سے شہر بربادی سے بچ گیا۔

۴۵۵ء میں وینڈلس ( Vandals ) کا بادشاہ جینسرک ( Genseric )
جو کارتھیج سے آیا تھا رُوم پر حملہ آور ہُوا۔ ۴۷۶ء میں رُومی سلطنت کا آخری
شہنشاہ تخت سے گرا دیا گیا۔ اور اوڈوئیسر ( Odoacer ) ۱۴ برس تک



مشرقی شہنشاہ کے ماتحت اٹلی میں سلطنت کرتا رہا۔ ۴۹۳ء میں گاتھس نے
اٹلی پر حملہ کیا۔ اُن کا بادشاہ تھیوڈورک ( Theodoric ) ۳۳ برس تک
سلطنت کرتا رہا۔ یہ ایرین مسیحی تھا۔ اُس نے انصاف۔ حکمت اور انسانیت
سے حکمرانی کی۔ اس وقت یورپ میں مغربی سلطنت کی جگہ پانچ جرمن قومیں
تھیں۔ اُن میں فرینکس ( Franks ) کی سلطنت بُت پرست تھی۔ لیکن
یہ بھی بادشاہ کلووس ( Clovis ) کے زمانہ میں مسیحی ہو گئی ۔

جن ایام میں مغربی سلطنت کا زوال ہو رہا تھا۔ اور یہ آہستہ آہستہ
نیست ہو رہی تھی۔ بادشاہ نام کے شہنشاہ تھے۔ بعض شہنشاہ ایسے عیاش
کم حوصلہ اور آرام طلب ہوتے کہ اُنہوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر خوشی
سے رُوم کے بشپوں کو زیادہ اختیارات دے رکھے تاکہ مُشکل معاملات کا
وُہی فیصلہ کیا کریں۔ اور شہنشاہ کو تکلیف نہ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں
کہ اُس زمانہ کے پوپ صاحبان عموماً بڑے لائق اشخاص گزرے ہیں جنہوں
نے اپنی قابلیت اور اختیار کو کلیسیا اور سلطنت کی بہتری کے لئے صرف کیا
تھا۔ چنانچہ ۳۷۸ء میں شہنشاہ گریشئین ( Gratian ) نے کُل مغربی بشپوں
کو رُوم کے بشپ کے ماتحت کر دیا۔ پھر ویلنٹینین سوم ( Valentinian III )
نے جو اُس وقت صرف آٹھ برس کی عمر کا تھا۔ ۴۴۵ء میں بذریعہ شاہی
فرمان پوپ کے اختیارات اور بھی وسیع کر دئے۔ اور اُسے کُل کیتھولک
کلیسیا کا مختار بنا دیا اور حکم جاری کیا کہ جو کوئی رُوم کے بشپ کے فیصلے
کی مخالفت کرے گا۔ وہ قیصر کے برخلاف بغاوت کا مجرم سمجھا جائے گا۔
اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ پوپ لیو اعظم ( Leo ) جو اُس وقت رُوم کا بشپ
تھا۔ فوراً دیگر بشپوں پر حکم احکام جاری کرنے لگا۔ اور اپنی زندگی بھر

بڑے اقتدار کے ساتھ تمام کلیسیا پر حکومت کرتا رہا۔ اور جب وہ ۴۶۱ء میں فوت ہوا تو پیپیسی (papacy) یعنی پوپ کی کلیسیائی حکومت کا سلسلہ پختہ طور پر قائم ہو چکا تھا۔ یہ بھی فوقیت۔ عظمت اور اقتدار بڑی مسلسل کوششوں اور جدوجہد کے بعد حاصل ہوا تھا۔ نہ اس وجہ سے کہ پوپ پطرس رسول کا جانشین تھا۔ بلکہ اُس وقت کے شہنشاہوں کے حکم اور نیز رومی علم پسندی کلیسیا کے دستور اور قابلیت کی وجہ سے حاصل ہوا قسطنطنیہ۔ کا دستور اور اسکندریہ کے بشپوں نے اس رومی عظمت اور فوقیت کے دعوے کی سخت مخالفت کی۔ ۴۵۱ء میں کالسیڈن (Chalcedon) کی کونسل نے یہ فیصلہ شائع کیا۔ کہ قسطنطنیہ کے پیٹریارک (patriarch) یعنی آرچ بشپ کو یروشلیم اور فنیکہ اور عرب کی کلیسیاؤں پر اختیار ہوگا۔ نیز قسطنطنیہ کی کلیسیا کو مشرقی کلیسیاؤں کا سرپرست اور روم کی کلیسیا کے ہم پایہ قرار دیا گیا۔ علاوہ اس کے قسطنطنیہ کے پیٹریارک کو عالمگیر بشپ کا خطاب عطا کیا گیا اور تمام دنیا کے بشپوں کی اپیل سننے کا اختیار بھی دیا گیا۔ پوپ لیو اعظم نے اس فیصلے پر بڑے زور سے اعتراض کیا۔ کہ یہ خطاب تکبرانہ اور کافرانہ ہے۔ لیکن وہ اس بات سے باز نہ رہ سکا۔ کیونکہ اس کو یہ اپنی طرف سے اختیار نہ تھا بلکہ شہنشاہوں کا عطیہ تھا۔ یعنی قیصر گریشین اور ویلنٹینین کی طرف سے۔ لیکن قسطنطنیہ کے بشپ کو خطاب اور اختیار ایک عالمگیر کلیسیائی کونسل کی طرف سے ملا تھا نہ کہ شہنشاہوں کی طرف سے ۔

اب روم کے بشپ کو یہ فکر ہوئی کہ قسطنطنیہ کے اس دعوے کو پست کرنے اور رومی کلیسیا کی عظمت کو برقرار رکھنے کے واسطے کوئی ایسا اعلے



وسیلہ اور طریقہ بنائے۔ جو کلیسیا کی کونسل سے بھی بڑھ کر ہو۔ اس غرض سے اُس نے کلیمینٹائن (Clementine) کی تصنیفات کو جو دوسری اور تیسری صدیوں کی اپاکریفا یعنی غیر مستند تصنیفات ہیں۔ جن میں پطرس عالمگیر کلیسیا کا اعلیٰ سردار قرار دیا گیا ہے اپنی عظمت کا الہامی ثبوت بنا کر پیش کیا۔ اور یہ دعوے کرنے لگا۔ کہ چونکہ پطرس رسول کو مسیح کی طرف سے کلیسیائی عظمت اور حکومت کا درجہ دیا گیا تھا۔ اور رومی بشپ پطرس کے جانشین ہیں۔ اس لئے وہ عالمگیر کلیسیا کے حاکم اور با اختیار سردار ہیں۔ نیز اس نے یہ بھی دعوےٰ کیا کہ رسولی اختیار جو بشپ کو ملا ہے۔ وہ ایک دنیوی اور کلیسیائی اختیار سے اعلیٰ ہے ۔

اس وقت سے روم کے بشپ کا زور کمال ترقی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ آخرکار مغرب میں سب سے بڑا آدمی روم کا بشپ ہی گنا جاتا تھا۔ اس سے پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ کہ کس طرح پہلی تین صدیوں میں روم کے بشپ کی طاقت بڑھتی گئی (دیکھو باب ۱۵) چوتھی اور پانچویں صدیوں میں وہ اور بھی زور مارتے رہے کہ اُن کا علاقہ اور قوت بڑھتی جائے۔ کئی موقعوں پر انہوں نے دعوے بھی کیا۔ کہ وہ تمام کلیسیا کے سر ہیں۔ اگرچہ کئی بار یہ دعوے رد کر دیا گیا۔ مگر آخرکار اُس میں کامیاب ہو کر روم کے بشپ کو کل کلیسیا کا سر ہی منوا لیا۔ لیو اعظم سے پیشتر روم کے بشپوں نے اس اختیار کو حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ راستہ صاف کر دیا تھا۔ لیکن پوپ کی حکومت کی بنیاد لیو اعظم ہی نے ڈالی جس نے یہ دعوے کیا کہ روم کا بشپ کلیسیا کا سب سے بڑا بشپ ہے۔ اور کہ وہ مسیح کا قائم مقام ہے ۔

لیو ۳۹۰ء میں اٹلی کے شہر وی ٹیرائی (Volterra) میں پیدا

ہُوا۔ اس کے عالمِ شباب کے حالات تو بہت کچھ معلوم نہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ یونانی نہ جانتا تھا۔ تاہم اچھا عالم تھا۔ پلے جین مباحثہ کے وقت یہ صرف اکولائیٹ ( Acolyte ) ہی تھا۔ تاہم اُس کی رائے اور لیاقت کی یہ قدر تھی کہ رُوم کے بشپ نے افریقہ کے بشپوں کو اُسی کے ہاتھ وہ خط بھیجے۔ جن میں پلے جیس کی تعلیم کو ناجائز قرار دیا تھا۔ ایک برس تک ۴۲۲ء میں رُوم کے بشپ سیلیسٹین ( Celestine ) کا آرچ ڈیکن رہا۔ اس وقت سے اس کی لیاقت اور زور ایسا مانا گیا۔ کہ سرکار کی طرف سے جنرل ایٹیس ( Actius ) اور البینس ( Albinus ) کا میل کروانے کو گال میں بھیجا گیا۔

جب پوپ سکسٹس III ( Sixtus III ) مر گیا۔ تو اُس کی جگہ اس کا انتخاب ہُوا ۲۹ ستمبر ۴۴۰ء میں روم کا پریسبٹر اور بشپ مقرر ہُوا۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ کیونکہ مشرقی اور مغربی سلطنتیں خستہ حالت میں تھیں۔ افریقہ کی کلیسیا کو وانڈلس نے تہ و بالا کر دیا تھا۔ مغربی کلیسیا کو مینیکیین ازم ( Manicheanism ) پرسیلین ازم ( Priscillianism ) پلے جین ازم ( pelagianism ) اور سیمی پلے جین ازم ( Semi-pelagianism ) بدعتیں تنگ کر رہی تھیں۔ کلیسیا میں کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جو ان سب کا مقابلہ کرے۔ آگسٹین سنہ ۴۳۰ء میں فوت ہو چکا تھا۔ مشرق میں نسطورین ازم اور یوٹیکی ازم پھیل رہی تھیں۔ ان سب کے علاوہ اسکندریہ۔ انطاکیہ اور قسطنطنیہ کی کلیسیاؤں میں جھگڑے پڑ رہے تھے۔ اس وقت کسی بڑی شخصیت کے شخص کی ضرورت تھی۔ اور وہ شخص لیو تھا۔ اس وقت ڈگمگاتی سلطنت کی باگ ڈور کو لیو نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ لیو ۴۴۰ء سے ۴۶۱ء تک



رُوم کا بشپ رہا۔ وہ اپنے وقت میں مذہبی اور پولیٹیکل دُنیا میں سب سے سرکردہ مانا گیا۔ لیو رُوم اور اُس کی تواریخ پر بڑا فخر کرتا تھا۔ اُس کی دلی خواہش تھی کہ مسیحیوں کی سلطنت عالمگیر ہو۔ جس کا مرکز رُوم ہو۔ اور رُوم کا بشپ ساری کلیسیا کا سر و سردار ہو۔

بشپ ہوتے ہی اُس نے تحکمانہ خطوط تحریر کرنے شروع کر دئے۔ اسپین اور گال پر حکومت جتانی شروع کر دی۔ آرلس ( Arles ) کے بشپ ہلری ( Hilary ) سے میٹروپولیٹن کے حقوق چھین لئے۔ اور شہنشاہ ویلنٹینین سوم ( Valentinian III ) سے فرمان جاری کروا دئے کہ گال میں قدیم دستورات کے خلاف بغیر اجازت روم کے بشپ کے کچھ نہ کیا جائے اور رسولی بشپ یعنی رومی بشپ کا فیصلہ قانون سمجھا جائے۔ اس فرمان کے بموجب روم کا بشپ کیتھولک کلیسیا کا حاکم سمجھا گیا۔ جس کے قانون کی خلاف ورزی جرم میں داخل ہوئی۔ ۴۴۴ء میں مینیکین ( Manichaeans ) کو دبانے کے واسطے اُس نے سخت قانون جاری کئے۔ یہ مینیکین وہ ہے۔ جو ونڈال کے افریقہ کو تباہ کرتے وقت روم میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ اور مشرق و مغرب کے بشپوں کو لکھا کہ مینیکین کے ساتھ بُری طرح سختی سے پیش آئیں۔ اس پر کُل مینیکین قوموں سے نکال دیئے گئے۔ اور اُن شہروں میں رہنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ یونہی پرسیلین اسٹس ( Priscillianists ) کے ساتھ بھی سختی سے پیش آیا۔ یوٹیکین مباحثہ میں بھی اس نے بہت حصہ لیا۔ اور آخرکار مسیحی عقیدہ کی پوری تعریف۔ اس کی وجہ سے ہوئی۔

۴۵۲ء میں جب کہ روم کو اٹیلا ( Attila ) اور ہنس ( Hans )

سے خطرہ تھا۔ اور پھر جبکہ ۴۵۵ء میں جینسیرک (Genseric) اور وندال (Vandals) نے شہر روم کو لوٹا۔ تو اُس کی صلاح اور اُس کے حسن انتظام کی وجہ سے اُس کی بڑی شہرت ہوئی۔ اور طاقت بڑھ گئی جبکہ شہنشاہ ویلنٹینین سوم ترول سے روم میں پناہ گزین ہوا۔ تو لیو بڑی دلیری سے نڈر ہو کر اتیلہ کے پاس گیا۔ اور اُسے مجبور کیا کہ شہر کو برباد نہ کرے۔ پھر ۴۵۵ء میں اُس کی سفارش سے بہت جانیں بچ گئیں۔ جنہوں نے وندال کا مقابلہ نہ کیا تھا۔ اور بہت سے گرجے بھی تباہی سے بچ گئے ان سب باتوں کی وجہ سے لیو کا اقتدار روم میں بہت بڑھ گیا۔ ۴۶۱ء میں اُس کی وفات کے وقت تک رومی کلیسیاء نے بڑا اقتدار اور قوت حاصل کر لی جو صدیوں تک قائم رہی۔

پس روم کے بشپوں کی مستقل مزاجی اور ترقی کرنے کی کوشش اور دوسرے بشپوں کے آپس کے جھگڑے۔ حسد اور نااتفاقی کی وجہ سے روم کا بشپ اس دعوے تک پہنچا۔ کہ اس کلیسیا کی بنیاد پطرس رسول نے ڈالی ہے۔ لیکن اس بات کا بیان پیشتر ہو چکا ہے۔ کہ اس دعوے کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ نیز یہ دعوے کہ روم کا بشپ تمام زمینی کلیسیا کا سر ہے۔ جو مبرا من الخطا و النسیان ہے۔ اور کہ وہ بادشاہوں کو صلاح و مشورہ دینے کا حق رکھتا ہے۔ کوئی ثبوت نہ تو کلام الٰہی سے ملتا ہے۔ نہ ابتدائی کلیسیا کی تواریخ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔



# چھبیسواں باب

## ابتدائی کلیسیا کے توہمات

ہمارا خداوند یسوع مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ تاریک ممالک کو منور کرے۔ جو اقوام اندھیرے میں پڑی ہیں۔ اُن کو نور میں لائے۔ تو توہمات اور بدرسومات سے چھڑائے۔ جہاں کہیں خدا کی جلالی انجیل پورے طور پر پہنچی اور مانی گئی۔ وہاں لوگ سب بے ہودگیوں سے آزاد ہو گئے لیکن جہاں کہیں انسانی روایات نے انجیل کے نور پر پردہ ڈالا۔ اور کلیسیا دنیوی مزاج کی ہو گئی وہاں توہمات بڑھتے گئے۔ اور انسان اپنے ہی وہموں کے غلام بن گئے۔ پہلی صدیوں میں کلیسیا تمام بدرسومات اور ہر طرح کے توہمات سے پاک تھی۔ اس لئے انجیل پورے سادہ ایمان سے مانی گئی۔ لیکن جب بہت سے نالائق اشخاص کلیسیا میں گھس گئے۔ اور خاندانی دین کا سادہ طریق رہائش جاتا رہا۔ اور سلطنت سے تعلق پیدا ہو گیا۔ دنیاداری اور خودی بڑھ گئی۔ تو انجیل کی سچائی کی سادگی کا اثر بہت کم ہو گیا۔ توہمات بڑھ گئے۔ اور مختلف رسومات کلیسیا میں داخل ہو گئیں مونٹین ازم۔ نوویشین ازم اور دوناتی فرقے اس لئے پیدا ہو گئے۔ کہ کلیسیا کی روحانی زندگی کا معیار بہت ہی کم ہو گیا تھا۔

سپرین (Cyprian) کا یہ خیال تھا۔ کہ ڈیشین (Decian) کی عالمگیر ایذا رسانی اس واسطے ہوئی کہ ۳۰ سال کے آرام سے کلیسیا کی روحانی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ جس سے شرم کی بُو آتی تھی۔ بھی

بُت خانوں میں جاکر نمازیں کرانے لگ گئے۔ دیوتاؤں کے لئے پریسٹ کا کام بھی شروع کر دیا۔ رُومی دیوتاؤں کی قربانیوں میں بھی شریک ہونے لگ گئے۔ مسیحی عورتوں نے پوجاریوں سے شادیاں کیں۔ ناپاکی بہت بڑھ گئی۔ بشپوں اور خادمانِ دین نے تجارت شروع کر دی۔ اِن حالات کو دیکھ کر کوئی تعجب نہیں کہ کلیسیا میں بد رسُومات اور توہمات گھس آئے۔ پہلی بد ایسی رسُومات اور توہمات کا آغاز یُوں ہُوا کہ دُوسری صدی میں مسیحی شہداء کی عزت حد سے زیادہ ہونے لگی۔ ایسے مقدسوں کی عزت و حُرمت تو واجب ہے۔ لیکن یہ عزت اس درجہ تک جا پہنچی کہ پرستش ہونے لگ گئی۔ گویا خُدا کا حق شہیدوں کو ملنے لگ گیا۔ شہداء کے مزاروں پر عبادتیں ہونے لگیں جہاں وہ شہید ہُوئے۔ وہاں گرجے بن گئے۔ رفتہ رفتہ ان شہداء کو وُہی درجہ ملنے لگا۔ جو بُت پرستوں میں دیوتاؤں اور قوم کے بہادروں کو ملتا ہے۔ اُن سے دُعائیں مانگتا۔ خُدا کے حضور اُن کی سفارشوں کے خواستگار ہوتا۔ شہداء کے تبرکات جیسے ہڈی کے ٹکڑے۔ بال۔ کپڑوں کے ٹکڑے بطور تعویذ استعمال ہونے لگے۔ جب ایسے تبرکات کی قدر ہونے لگی۔ تو جعلی تبرکات بننے شروع ہو گئے۔ درویشوں اور خادمانِ دین نے ایسی چیزوں کی تجارت شروع کر دی۔ اور یہ بھی شہرت ہونے لگی کہ اُن سے معجزات بھی سرزد ہوتے ہیں۔ شہداء کی جائے پیدائش و رہائش وغیرہ زیارت گاہیں بن گئیں۔ کنعان میں جہاں ہمارے خُداوند نے تعلیم دی۔ چوک۔ پہاڑ۔ کوہ سینا۔ پطرس و پولوس کے مزار۔ مارٹن ساکن تُوور کا مزار اور ایسی جگہیں نہایت مُقدس اور قابلِ زیارت سمجھی گئیں۔ کہ وہاں پر دُعا کرنا خاص اثر رکھتا تھا۔



چوتھی صدی میں مقدسہ مریم کی پرستش شروع ہو گئی۔ پانچویں صدی میں یوٹیکین اور نسطورین مباحثوں میں یہ پرستش اور بھی عروج پا گئی۔ پہلی تین صدیوں میں اس بات کا کہیں ذکر تک نہیں پایا جاتا۔ چھٹی صدی میں مقدسہ مریم اور اُس کی گود میں بچہ کی تصویریں گرجوں میں لگنی شروع ہو گئیں۔ شروع میں نیت تو اچھی تھی کہ ایسی تصاویر سے جاہل تعلیم حاصل کریں۔ مگر رفتہ رفتہ اُن تصویروں کے آگے سجدہ ہونے لگا۔ پہلے پہل پیٹر انطاکیہ کے پیٹریارک نے مقدسہ مریم کا نام کلیسیا کی نماز کی کتاب میں درج کیا۔ اُس وقت سے اس بات کی قدر و منزلت یہاں تک بڑھ گئی کہ ساتویں صدی میں محمد صاحب نے سمجھا کہ تثلیث مقدس جس کی پرستش مسیحی کرتے ہیں وہ باپ بیٹا اور مقدسہ مریم ہیں۔ کنواری مریم کی پرستش کے ساتھ ساتھ مقدسوں اور فرشتوں کی پرستش بھی شروع ہو گئی جن سے خُدا کے حضور سفارش کی درخواست کی جاتی تھی کہ وہ خطرات سے محفوظ رکھیں۔ پانچویں صدی میں اُن کی تصاویر گرجاؤں میں لگائی گئیں۔ اُن کے سامنے شمعیں جلاتا۔ بخور جلاتا۔ اُن کو بوسہ دیتا اور آخرکار پرستش ہونے لگ گئی۔ کلیسیا کے اکثر بزرگوں نے ایسی رسُومات اور توہمات کی مخالفت کی۔ چنانچہ سپرین (Cyprian) نے اس بات پر زور دیا کہ شہیدان کار تھیج کی عزت حد سے زیادہ نہ کرنی چاہیئے۔ نیسہ کے گریگوری (Gregory of Nyssa) اور جیروم (Jerome) نے تبرکات کی بڑی مخالفت کی۔ ویلنٹی نین (Valentinian) نے مقدس مرحوموں کی پرستش ناجائز قرار دی۔ ہیلویڈیس (Helvidius) نے مقدسہ مریم کی پرستش کی سخت مخالفت کی۔ ان کے علاوہ اوروں نے بھی ان توہمات

کے خلاف بہت کچھ کہا گیا۔ لیکن کسی نے اُن کی حالت کی پرواہ کی۔ مشرقی کلیساؤں میں بُت پرستی بہت بڑھ گئی۔ چنانچہ ساتویں صدی میں مجسموں سے کسی قدر اُن کی صفائی بھی ہوگئی۔

چوتھی صدی میں خادمانِ دین کے تجرد کا خیال پیدا ہوا کہ اُن کو شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ راہب خانوں اور درویشوں کا میلان اس طرف زیادہ ہوگیا۔ نائیسیہ کی کونسل میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ کوئی ایسا قانون بنانا چاہیئے کہ خادمانِ دین کی شادی نہ ہو۔ اینکیرا (Ancyra) کی کونسل نے خلاف اس کے پادریوں اور ڈیکنوں کی شادی کی موافقت کی ۳۸۵ء میں روم کے بشپ سریسیس (Siricius) نے اپنے ماتحت تمام پادریوں کے تجرد پر زور دیا۔ اور ایسا ہی لیو اعظم نے کیا۔ مشرق میں تو اس کی بہت پابندی نہ ہوئی۔ مگر مغرب میں تجرد کا قانون بن گیا۔ اس قاعدے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ سولھویں صدی تک ایسا ہی حال رہا۔ مگر سولھویں صدی سے خادمانِ دین کو شادی کرنے کی پھر اجازت مل گئی۔

تیسری صدی میں پریسٹ کے سامنے گناہوں کے اقرار کرنے کی رسم جاری ہوئی۔ ابتدائی کلیسیا میں مسیحیوں کو اپنے مقدمات بُت پرست ججوں کے سامنے لے جانے کی ممانعت تھی۔ مسیحیوں کے آپس کے جھگڑے کلیسیا کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ اخلاقی بدیوں کا بھی اسی طرح فیصلہ ہوتا تھا۔ جب کلیسیا بہت بڑھ گئی تو تیسری صدی میں عمر کا سب جگہ فقدان ہوا۔ اسکندریہ کی کلیسیا میں یہ قاعدہ شروع ہوا کہ لوگ کلیسیا کے تجربہ کار ممبروں کے پاس رُوحانی صلاح و مشورہ کے واسطے جائیں۔ چنانچہ اس کا ذکر کلیمنٹ اور اوریگن بہت کیا ہے۔ پھر اس صلاح و مشورہ



کے ساتھ یہ اور اضافہ ہوگیا۔ کہ اپنے قصوروں اور گناہوں کا اقرار بھی کریں۔ رفتہ رفتہ یہ اقرار (کنفیشن) ایک قانون بن گیا۔ اور یہ خیال ہونے لگا کہ ایسے اقراروں کے بغیر گناہوں کی مُعافی حاصل ہی نہیں ہوتی۔ ایسے اقرارات سے کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہونے لگیں۔ خادمانِ دین نے اپنے آپ کو خدا اور انسان کے درمیان درمیانی سمجھنا شروع کردیا حالانکہ درمیانی ہونے کا حق صرف خداوند یسوع ہی کا ہے۔

اگرچہ ایسے خیالات اور توہمات سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئیں اور کلیسیا کی رُوحانی ترقی کم ہوگئی۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ اُس وقت مشنری جوش۔ خود انکاری کی رُوح اور خدا اور کلیسیا کی خاطر اپنے آپ کو نثار کرنا بہت ہی زیادہ تھا۔

---

# ستائیسواں باب

## پانچویں صدی کے خاتمہ پر مسیحی سلطنت

"تم دنیا میں تکلیف اُٹھاؤ گے مگر خاطر جمع رکھو میں نے دنیا کو جیتا۔" مذکورہ کلام خداوند یسوع کا فرمان ہے۔ لہذا اُس کے فرمانے کے مطابق پہلی تین مسیحی صدیوں میں مسیحیوں نے بے حد ظلم و ستم اُٹھائے۔ اس کے بعد کی دو صدیوں میں اُنہوں نے اپنے مالک و خداوند کے واسطے دُنیا پر فتح پائی۔ ہزارہا اشخاص نے مسیح خداوند کو اپنا نجات دہندہ قبول کرکے اُس کے حضور گھٹنے ٹیکے۔ شہنشاہ جولین (Julian) مرتد کے

آخری الفاظ کیسے برحق ثابت ہوئے کہ

اے گلیلی تُو نے فتح پائی

مختلف ممالک میں طرح طرح کی زبانوں میں یسوع ناصری کی مدح سرائی ہوتی تھی۔ اُس کی عبادت ہوتی اور تعمیل احکام ہوتی تھی۔ انجیل کا خمیر چپ چاپ آہستہ آہستہ اپنا کام کرتا گیا۔ رفتہ رفتہ تمام معلومہ دُنیا مسیح کی تعلیم سے متاثر ہوتی گئی۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ ایشیا۔ افریقہ اور شمالی یورپ کے بہت سے حصوں میں انجیل کی بشارت نہ پہنچی۔ اس کی وجہ غیر یہ بھی کہ یہ حصے نامعلوم حالت میں تھے۔ لیکن رُومی سلطنت اور اُس کے متصل حصوں میں مسیح کے شاگردوں نے مسیح کی موت و قیامت کی بشارت دے دی۔ بیج اچھی طرح بویا گیا اور پھل لایا۔

گزشتہ بیان میں کسی قدر خُدا کی بادشاہت کے پھیلنے اور ترقی کا بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ کن کن جگہوں اور کن کن ممالک میں کلیسیائیں قائم ہو گئیں۔ لیکن چوتھی اور پانچویں صدی میں خاص کر مغربی کلیسیا کے ذریعہ زیادہ ترقی ہوئی۔ مختلف ذریعوں سے انجیل کی بشارت پھیلی یعنی تاجروں۔ سیاحوں کے ذریعہ فرار شدہ مسیحیوں اور جلا وطنوں کے وسیلے۔ لڑائی کے قیدیوں اور ایلچیوں کے وسیلے درویشوں اور مشنریوں کے ذریعہ سے۔ بعض ایمانداروں نے اس بات کی کوشش کی کہ مشنری کام کے واسطے تعلیم دے کر مشنری تیار کئے جائیں۔ چنانچہ خرسوستم (Chrysostom) نے گاتھ (Goth) کے چند مسیحیوں کو تعلیم دے کر تیار کیا کہ وہ اپنے ہی مُلک میں انجیل کی بشارت دیں۔ اور یہ غیر مذاہب میں مُنادی کے واسطے بھیجے گئے۔ بہت جگہوں میں اس



طرح کامیابی حاصل ہوئی۔ اس باب میں اس بات کے ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کہ پانچویں صدی کے آخر میں مسیح کی بادشاہت کہاں تک پھیلی۔ نیز یہ کہ کن کن اشخاص کی سعی و ہمت سے مختلف ممالک میں کلیسیائیں قائم ہوئیں۔

## (۱) ابیھوپی اور ابی سینیا کی کلیسیائیں

چوتھی صدی کے شروع میں ابی سینیا میں جو مصر کے جنوب میں واقع ہے دو سرگرم مسیحی فرومنٹیس (Frumentius) اور ایڈیسیس (Aedesius) وارد ہوئے۔ اور یہاں کے بادشاہ کے بیٹے کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ان کی تعلیم و تاثیر سے وہاں کئی ایک مسیحی ہو گئے۔ ۳۲۸ء میں اسکندریہ کے اتھاناسیس نے فرومنٹیس کو ابی سینیا کا بشپ مقرر کیا۔ بہت جلد ابی سینیا۔ ایتھوپیا اور نومیڈیا میں مسیحی دین پھیل گیا۔ اور بائیبل اُس مُلک کی زبان میں ترجمہ کی گئی۔ ایتھوپین مسیحیوں میں چند ایک یہودی رسومات جاری رہیں۔ جیسے ختنہ۔ سبت کا ماننا۔ اور بعض اقسام کے گوشت نہ کھانا وغیرہ۔ وہاں پر سالانہ ایک میلہ ہوتا تھا جس میں سب کے سب دوبارہ بپتسمہ لیتے تھے۔

## (۲) فارس کی کلیسیا

ابتدا ہی سے فارس میں مسیحی جاتے تھے۔ تیسری صدی میں وہاں کلیسیا موجود تھی۔ جب تک رومیوں اور فارسیوں میں صلح رہی مسیحی امن و امان سے رہے۔ لیکن جب ۳۲۳ء میں کونس ٹنٹیس (Constantius) نے

فارس پر حملہ کیا تب مسیحیوں پر ایذا رسانی شروع ہو گئی۔ کیونکہ میگیئنس (Magians) نے مسیحیوں پر الزام لگایا کہ یہ رومیوں کے حامی ہیں اور بشپ سیمیون (Simeon) شہید ہوا۔ ۳۴۰ء ۳ برس کے عرصہ میں سولہ ہزار وفادار دین اور اسپ شہید ہوئے۔ اور بہت سے مسیحی جو مارے گئے اُن کا کوئی شمار نہیں۔ اس ایذا رسانی کے بعد چند سے آرام رہا۔ ۴۲۲ء تک کلیسیا نے بہت ترقی کی۔ مگر پھر ایذا رسانی شروع ہو گئی۔

نسطورین (Nestorians) جب رومی سلطنت سے جلاوطن کئے گئے تو انہوں نے فارس میں آکر پناہ لی۔ ۴۹۸ء میں نسطورین جلاوطنوں اور فارسی مسیحیوں نے سلوکیہ (Seleucia) میں ایک کونسل کی۔ اور رومی کلیسیا سے اپنا تعلق قطع کیا۔ فارس کی کلیسیا کا پیٹریارک بغداد میں رہتا تھا۔ مشرق کی جانب اس کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ فارس کی کلیسیا نے اپنے مشنری دور دراز ممالک میں بھیجے۔ عرب۔ ہندوستان۔ تاتار اور چین میں۔ جب ۴۸۹ء میں ایڈیسہ (Edessa) کا مدرسہ ٹوٹ گیا تو بہت سے معلم فارس کو چلے گئے۔ وہاں جا کر نصیبس (Nisibis) میں ایک مدرسہ جاری کر دیا۔

## (۳) آرمینیا کی کلیسیا

روایت ہے کہ رسول برتلمائی نے آرمینیا میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ جس کی نسبت روایت ہے کہ وہ یہاں پر مصلوب ہوا۔ ترطلیان کے زمانہ میں یہاں ایک سرسبز کلیسیا موجود تھی۔ لیکن ۳۰۱ء میں یہاں کے بادشاہ نے مسیحیوں کو سختی سے کچل دیا۔ اس غیر معمولی موقعہ پر گریگری (Gregory the Illuminator) نے آرمینیا میں بشارت کا کام کیا۔



اور بادشاہ اور اُس کی رعایا کو مسیح کی طرف رجوع کیا۔ اس لئے گریگری آرمینیا کا رسول کہلاتا ہے۔ قیصریہ کے بشپ لیونٹیس (Leontius) نے اُس کو آرمینیا کا بشپ مقرر کیا۔ یہی وہ کلیسیا ہے جس نے ترکوں اور جرمنوں سے سخت ظلم اُٹھائے۔ گزشتہ ایام میں آرمینین مسیحیوں کو بالکل نابود کرنے کی کوشش اُنھوں نے کی۔ ہزارہا مسیحیوں نے شہادت منظور کی۔ مگر ایمان سے انکار نہ کیا۔ چونکہ آرمینین پڑھنے لکھنے کے علم سے بالکل بے بہرہ تھے سو میسروپ (Mesrop) نے پہلے اُن کے واسطے لکھنے پڑھنے کا علم ایجاد کیا۔ پھر بائیبل کو آرمینین زبان میں ترجمہ کیا۔

## (۴) آئے بیرین کلیسیا

آئے بیرین لوگ کوکیشش کے باشندے تھے۔ چوتھی صدی کے شروع میں یہ مسیحی ہو گئے۔ ایک آرمینین عورت بنام نونیا (Nunia) نے وہاں پر بڑی وفاداری سے مسیح کی خدمت کی۔ وہ مستجاب الدعوات تھی۔ اُس کی دعا سے بیمار شفا پاتے تھے۔ اُس کی پاکیزہ زندگی اور خدا پرستی کے باعث وہاں کا بادشاہ اور اراکین سلطنت مسیحی ہو گئے۔ جب اُنھوں نے معلموں کے واسطے درخواست کی۔ تو کونسٹنٹائن نے اُن کے لئے پہلا بشپ روانہ کیا اور گرد و نواح کے تمام علاقہ میں مسیحی دین پھیل گیا۔

## (۵) عرب کی کلیسیا

تھیوفلس (Theophilus) جس کا تقرر نکومیڈیا کے ایرین بشپ نے کیا تھا جنوبی عرب میں مشنری ہو گیا۔ اُس کی کوشش سے بہت

سے عرب مسیح پر ایمان لائے۔ شمالی عرب میں بہت سے سارا سین (Saracens) اور بدو (Bedouin) نادی سے اور شمالی عرب کے گوشہ نشین مسیحی درویشوں کی رُوحانی پاکیزہ زندگی دیکھ کر مسیحی ہو گئے۔ ۳۷۲ء میں موسیٰ نامی ایک شخص اُن کا پہلا بشپ مقرر ہُوا۔ ساتویں صدی میں جبکہ مسلمان حملہ آور ہُوئے تو بہت سے مسیحی محمدی ہو گئے ٭

## (۶) ہندوستان کی کلیسیا

یوسی بیس مسیحی مؤرخ کی تواریخ میں روایت ہے۔ کہ ہندوستان میں مسیحی دین کی بُنیاد برتھولما رسُول نے ڈالی۔ لیکن اغلب ہے کہ تواریخ میں جو لفظ ہند مستعمل ہُوا ہے۔ اُس سے مراد کُش ہے۔ خواہ کچھ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ جنوبی ہندوستان میں مسیحی دین بہت پُرانے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ مؤرخ نینڈر (Neander) اپنی تواریخ میں لکھتا ہے۔ کہ اسکندریہ کے دارالعلوم کا بڑا مُعلم پن ٹے نیس (Pantenus) دُوسری صدی میں ہندوستان کو آیا۔ اُس نے ساحل مالابار میں بہت سے مسیحی پائے۔ اُن کے پاس متی کی انجیل عبرانی زبان میں تھی۔ اُن کا دعوےٰ تھا۔ کہ برتھولما رسُول نے اُن کو مسیحی کیا۔ تھیوفلس (Theophilus) جو عرب میں مشنری تھا وہ چوتھی صدی میں اُن کے پاس آیا۔ ازاں بعد انطاکیہ اور فارس کی نسطورین (Nestorian) کلیسیا کے مشنری بھی اُن کے پاس آتے رہے۔ ان مشنریوں کے ذریعہ اُن کا تعلق نسطورین کلیسیا سے ہو گیا۔ اور آج تک وہ انطاکیہ کے نسطورین پیٹریارک کے ماتحت ہیں ٭



## (۷) گاتھ لوگوں کا مسیحی ہونا

گاتھ لوگ شروع میں بالٹک کے ساحل پر رہتے تھے۔ لیکن جنوب کی طرف جاتے ہُوئے اُنہوں نے دریائے ڈینوب کو عبور کیا۔ ڈیشیس (Decius) نے کوشش کی کہ وہ جنوب کی طرف رُخ نہ کریں۔ لیکن ۲۵۱ء میں اُن کے خلاف جنگ کرتے ہُوئے لڑائی میں مارا گیا۔ یُونان اور ایشیائے کوچک کو تباہ و برباد کرتے ہُوئے اُنہوں نے رُوم کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ اور ڈیس و آسٹریا میں بُود و باش اختیار کی۔ یہ لوگ تین فرقوں میں منقسم تھے۔ ویزی گاتھ (Visigoths) اوسٹرو گاتھ (Ostrogoths) اور جیپڈی (Gepidae) ٭

قیصران ڈیشیس۔ ویلرین۔ اور ہیبنینس کے عہد میں جو رُومی مسیحی قید کیئے گئے۔ تیسری صدی میں اُنہوں نے گاتھ کے لوگوں کو مسیحی دین کی بشارت دی۔ کلام کا بیج بہت جلد بارآور ہُوا۔ کیونکہ نائیسیہ کی کونسل میں تھیوفلس (Theophilus) نامی گاتھ کا ایک بشپ موجود تھا۔ لیکن بیجینٹ کا پھل جلدی پھیل جانا الفیلاس (Ulfilas) کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ یہ شخص ۳۱۰ء میں پیدا ہُوا۔ ۱۰ برس تک قسطنطنیہ میں رہا۔ ۳۴۱ء میں یوسی بیس نے اُس کو گاتھوں کا بشپ مقرر کیا۔ اُس نے ایسی سرگرمی اور جانفشانی سے کام کیا۔ کہ بہت لوگ مسیحی ہو گئے۔ اس ترقی کو دیکھ کر بُت پرست گاتھ مسیحیوں کو ستانے لگے۔ یہاں تک کہ الفیلاس اور مسیحیوں نے بھاگ کر ۳۵۵ء میں کونسٹن ٹیس (Constantius) سے پناہ کی درخواست کی۔ شہنشاہ نے اُن کی سکونت کے واسطے ایک علاقہ دے دیا۔ جو بلگیریا (Bulgaria) کے

نام سے نامزد ہے۔ اس جگہ اُنہوں نے سکونت اختیار کی۔ ۳۳ برس تک
الفیلاس بڑی جانفشانی سے مسیح کی خدمت کرتا رہا۔ دیگر مسیحی جوروس اور
آسٹریا میں رہ گئے تھے۔ بڑی دلیری اور ہمت سے مسیح کی خدمت کرتے رہے۔
گاتھ لوگوں میں دُور دُور تک مسیحی دین پھیل گیا۔ ۳۷۵ء میں ہنس (Huns) اُن
پر حملہ آور ہوئے۔ اور اُن کو دُکھ دینا شروع کیا۔ اُس وقت بہت مسیحیوں
نے ایرین بادشاہ ویلنس (Valens) کی مدد طلب کی۔ اُس نے قریباً ۱۰ لاکھ
گاتھ کو اس شرط پر تھریس میں بسنے کی اجازت دی کہ وہ مسیحی ہو جائیں۔ چونکہ
الفیلاس اور ویلنس ایرین مسیحی تھے۔ اس لئے گاتھ بھی ایرین مسیحی بن گئے۔
خریسوستم نے بہت کوشش کی کہ یہ لوگ کیتھولک ایمان کے پیرو ہوں۔
مگر وہ اس میں ناکامیاب رہا۔ چونکہ گاتھ طاقتور ہوتے گئے۔ اس لئے انہوں
نے ارد گرد کے علاقوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ جس زمانہ میں تھیوڈوسیس شہنشاہ
تھا۔ اُنہوں نے یونان پر حملہ کر کے اُسے برباد کر دیا۔ اور ایلیرک (ALARIC)
کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اس کے بعد اُنہوں نے ۴۰۳ء میں دوبار اٹلی پر حملہ
کیا مگر ناکامیاب رہے۔ ۴۱۰ء میں ایلیرک کی سپہ سالاری میں کوہ الپس کو
عبور کر کے رُوم کو جا گھیرا اور چھ دن تک شہر کو خُوب لُوٹا۔ مگر گرجاؤں کو کسی طرح
کا نقصان نہ پہنچایا۔ بہت سا تاوان لے کر ۴۰۹ء و ۴۱۰ء میں واپس آ گئے۔
اس وقت پیگن ازم کا خاتمہ ہُوا۔

## (۸) وندالس

وندالس (Vandals) مکان پنونہ (Pannona) ایرین مسیحی ہو
گئے۔ اُنہوں نے ۴۰۶ء میں گال پر حملہ کیا۔ اور ۴۰۹ء میں اسپین پر لیکن



گاتھ سے اُنہوں نے شکست کھائی۔ اس صلہ میں اُن کے جرنل ویلیا
(Vallia) کو اکوٹینیا (Aquitania) کا صُوبہ ملا جہاں اُس نے ویسی گاتھ
(Visigoths) کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلطنت اُن پانچ سلطنتوں
میں سے پہلی تھی جو رُوم سے نکلیں۔ ۴۲۹ء میں جینسرک (Genseric)
پچاس ہزار فوج لے کر افریقہ میں جا گھسا۔ اور مُوریں (Moors) کی مدد سے
تمام شمالی افریقہ کو پامال کر ڈالا۔ جینسرک چونکہ ایرین تھا۔ اُس نے شمالی
افریقہ کے کیتھولک مسیحیوں کو ستانا شروع کیا۔ ۴۵۵ء میں اُس نے رُوم پر
چڑھائی کی اور اُسے لُوٹنا شروع کیا۔ لیکن لیو کی سفارش سے شہر بربادی
سے بچ گیا۔ عرصہ تک ایرین وندالس کیتھولک مسیحیوں کو ستاتے رہے۔
ان تکالیف کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک وقت ۱۶۴ بشپوں میں سے صرف تین
بشپ رہ گئے۔ اور پانچ ہزار بشپ اور خادمانِ دین جلا وطن کر کے موریٹینیا
(Mauritania) کو بھیجے گئے۔ جہاں اُن کے ساتھ بہت بُرا سلوک
کیا گیا۔ لیکن ۵۳۳ء میں رُومیوں نے افریقہ پر حملہ کر کے وندال کی سلطنت
کو تباہ کر دیا۔ اس وقت اِن مُصیبت زدوں کو رہائی ملی۔

## (۹) گال کی کلیسیا

روایت ہے کہ گال یا فرانس کی کلیسیا کی بُنیاد پولوس یا یُوسف ارمتیا
نے ڈالی۔ اس روایت کی اصلیت تو معلوم نہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں
کہ مارکس اوریلیس (Marcus Aurelius) قیصر کے عہد میں رُوم کے
صُوبہ رون (Rhone) میں ایک مضبوط کلیسیا موجود تھی۔ اور لگڈونم[۱]
حال لیون (Lyons) میں پوتھینس (Pothinus) بشپ تھا۔ اور

[۱] (Lugdunum)

(Lyons) اور ویانا (Vienne) کے مسیحی ایشیا کی کلیسیاؤں سے راہ و رابطہ رکھتے تھے۔ مارکس اوریلیس کے عہد میں گال کے ہزاروں مسیحی قتل و تباہ کیئے گئے۔ جن میں بشپ پوتھینس (pothinus) اور ویانا کے بہت سے مسیحی تھے۔

قیصر ڈیشیس کے زمانہ میں رُوم سے سات مشنری بشپ گال کے بُت پرستوں میں بشارت کے واسطے بھیجے گئے۔ اُن میں سے ٹروفیمس (Trophimus) آرلس (Arles) اور گیشین (Gatian) ٹووُرس (Tours) میں مقیم ہُوا۔ ڈایونوسیس (Dionysius) نے پیرس (paris) میں کام شروع کیا اور سینٹ ڈینیز (Saint Denys) کے نام سے نامزد ہُوا۔ اُس نے وہاں سے ۱۲ مشنری شمالی فرانس میں انجیل کی خدمت کے واسطے روانہ کئے۔ اُن کی اور اُن کے جانشینوں کی کوششوں سے چوتھی اور پانچویں صدیوں میں کئی شہروں میں بشپ مقرر ہُوئے۔ لیکن اب تک بحیثیت قوم کے فرانسیسیوں نے مسیحی مذہب قبول نہ کیا۔ لیکن پانچویں صدی کے آخر ۴۹۶ء میں اُن کے بادشاہ کلورس (Cloris) نے معہ تین ہزار فوج کے ریمس (Rheims) کے بشپ ریمگیس (Remigius) کے ہاتھ سے بپتسمہ لیا۔ یہ تبدیلی اُس کی مسیحی ملکہ کلوٹِلڈا (Clotilda) کے ذریعہ ہُوئی۔ ایک وجہ اس تبدیلی کی یہ بھی ہُوئی کہ اُس نے ایک لڑائی میں بڑی فتح حاصل کی۔ اس فتح کی نسبت اُس کا خیال ہُوا کہ یہ کامیابی ملکہ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کلورس کی اس تبدیلی سے کلیسیا میں بڑی خوشی ہُوئی۔ کیونکہ وہ تمام فرانس اور جرمنی کے ایک حصّہ کا حکمران تھا۔ بادشاہ کے مسیحی ہوتے ہی تمام قوم نے بپتسمہ پالیا۔ بادشاہ کلورس کو کلیسیا کا فرزندِ اکبر کا خطاب دیا گیا۔



## (۱۰) برطانیہ کی کلیسیا

برطانیہ کی کلیسیا کی نسبت روایت ہے۔ کہ یہاں کی کلیسیا کی بُنیاد یا تو مُقدّس پولُوس رسُول یا شمعون زیلوتس یا یُوسف ارمتیا کے وسیلے ڈالی گئی۔ لیکن گمان غالب ہے۔ کہ انجیل کی بشارت گال کے سوداگروں اور رُومی مسیحی سپاہیوں کے وسیلے سے ہُوئی۔ یہاں کی ابتدائی کلیسیا کا حال بہُت کم معلُوم ہے۔ لیکن ڈایوکلیشین کی ایذارسانی کے زمانہ میں یہاں بہُت مسیحی شہید ہُوئے۔

البین (Alban) نامی ایک مسیحی کی نسبت تواریخ بیان کرتی ہے۔ کہ اُس نے خادم الدین کی جان بچانے کو اُسے اپنے ہاں پناہ دی۔ اور اپنی پوشاک اُس کے ساتھ تبدیل کر لی۔ جب گرفتار کیا گیا۔ تو اُس نے بڑی دلیری سے مسیحی ہونے کا اقرار کیا۔ اور فوراً قتل کیا گیا۔ جہاں وہ شہید ہُوا وہاں اس وقت سینٹ البن کیتھیڈرل موجُود ہے۔ اسی موقعہ پر دو اور مسیحی آئیرن (Aeron) اور جُولیس (Julius) بھی شہید ہُوئے یہاں کی کلیسیا شمار اور ایمان میں ترقی کرتی گئی۔ ۳۱۴ء آرلس (Arles) کی کونسل میں لنڈن (London) یارک (York) اور کیرلیون (Carleon) کے بشپ معہ پریسٹوں اور ڈیکنوں کے موجُود ہے۔ پانچویں صدی میں پلیجین (pelagian) بدعت نے یہاں کے مسیحیوں کو ستایا۔ ۴۲۹ء میں یہاں کے بشپوں نے گال سے بشپ جرمی نس (Germanus) کو بُلایا کہ وہ آکر اُن کی مدد کرے۔ سو اُس کی کوشش سے یہ بدعت وہاں سے دفع ہُوئی۔ ۴۴۷ء میں پھر جرمی نس کو برطانیہ میں بُلایا گیا۔ کیونکہ بہُت سے مسیحی ایمان

سے پھر گئے تھے۔ اُس کے آنے پر وہ واپس ایمان میں لائے گئے۔ خادمانِ دین کی تعلیم کے واسطے مدرسے کھولے گئے۔ نماز کی کتاب جس کا استعمال گیلی کین (Gallic an) کی کلیسیا میں تھا۔ یہاں جاری کی گئی۔ اور مسیحیوں کی خبر گیری کا انتظام کیا گیا ؛

پانچویں صدی میں بُت پرست سیکسن (Saxons) اینگلس (Angles) اور جوٹس (Jutes) نے ان پر حملہ کیا۔ اور برطانیہ کے مسیحی ویلز (Wales) اور کارنوال (Cornwall) کی جانب ہانک دِئے گئے۔ اور وہ دُوسرے مسیحیوں کی شراکت سے جُدا ہو گئے۔ ویلز کا علاقہ مختلف ضلعوں یا ڈایوسیس میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ڈایوسیس میں ایک بشپ ایک کیتھیڈرل اور درویشوں کا ایک کالج کھولا گیا ؛

اُس وقت کے ڈایوسیس اب تک موجود ہیں ؛

اُس وقت سے اب تک وہاں پر بشپی سلسلہ جاری ہے ؛

اُس ابتدائی زمانہ میں جس کا بیان کیا گیا خُدا کی بادشاہت کی مُنادی ہوتی رہی۔ لوگ مسیح خُداوند پر ایمان لاتے رہے۔ رفتہ رفتہ کلیسیا تمام سلطنت اور اُس کے باہر بھی پھیل گئی۔ شمال و جنُوب۔ مشرق و مغرب ہر چہار طرف مسیحی ایمان نے جڑ پکڑی۔ اور ہر جا مسیح کی حمد و ثنا کی آواز مسیحی کلیسیا کی آسمانی فوج کے ساتھ مِل کر بلند ہوتی رہی ؛

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام مسٹر وی۔ ایس۔ کے فضل سیکرٹری پنجاب ریلیجس ٹبک سوسائٹی۔ انار کلی۔ لاہور چھپکر شائع ہوئی۔